عمران سیریز

غدّار جولیا

مظہر کلیم
ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے نام مقام کردار واقعات
سب فرضی ہیں۔ کسی قسم کی مطابقت
محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے مصنف
پبلشرز پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------ اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر ------ محمد یونس
طابع ------ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------ 27 روپے

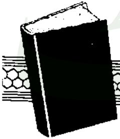

چند باتیں

محترم قارئین !

نیا ناول "غدار جولیا" آپ کے ہاتھوں میں ہے جولیا اور غداری بظاہر دو متضاد الفاظ ہیں۔ ____ لیکن اس دنیا میں جب ہر چیز ممکن خیال کی جاتی ہے تو جولیا غداری کیوں نہیں کر سکتی ____ ؟ چنانچہ جولیا نے بھی غداری کی اور اس کی غداری نے عمران۔ ایکسٹو۔ ٹائیگر اور صفدر سمیت سب کو اس بری طرح بوکھلا دیا کہ وہ بے بسی سے ہاتھ ملتے رہ گئے اور جولیا پاکیشیا کو اس کی تاریخ کا سب سے بڑا نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو گئی۔

عمران کو جب جولیا کی غداری کا یقین آیا تو اس وقت چڑیاں کھیت چگ چکی تھیں ____ جولیا اپنے غدارانہ منصوبے میں کامیاب ہو چکی تھی ____ اور عمران کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔

مگر عمران کم از کم اپنی زندگی میں تو شکست تسلیم کرنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا ____ اور پھر عمران جولیا کے خلاف ایکشن میں آگیا ____ اور نتیجے میں ایسی خوفناک اور جان لیوا کشمکش کا آغاز ہوا کہ عمران کو حقیقتاً دانتوں پسینہ آگیا۔

جولیا کی غداری کا انجام کیا ہوا۔ ۔۔۔ ؟ اور جولیا نے آخر غداری کیوں کی ۔۔۔ ؟ کیا وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی ۔۔۔ ؟ ان سب سوالوں کے جواب تو آپ کو کتاب پڑھنے کے بعد ہی ملیں گے ۔۔۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی یہ کہانی آپ کو یقیناً پسند آئے گی۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

جہاز کے رکتے ہی اس کے دروازے کھلے اور جولیا سیٹ سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ہینڈ بیگ اس کے ہاتھ میں تھا۔

دروازے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی اس نے زور سے ہوا کو سونگھا اور اس کا دل انجانی سی مسرت سے بھر گیا

وہ ایک طویل عرصے کے بعد اپنے وطن واپس آئی تھی۔ سوئٹزرلینڈ کے دارالحکومت جنیوا سے ایک سو میل دور اس کا آبائی گھر تھا۔ جب سے وہ پاکیشیا آئی اور سیکرٹ سروس میں شامل ہوئی تھی اس کے بعد وہ واپس اپنے گھر نہ آئی تھی۔ اس گھر میں جہاں اس کے عزیز رشتہ دار رہتے تھے۔

جولیا کے اپنے والدین تو اس کے بچپن میں ہی ایک حادثے میں ختم ہو گئے تھے اور جولیا اکیلی رہ گئی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی۔ اسے اس کے چچا نے پالا تھا اور اس نے وہیں تعلیم پائی تھی۔ تعلیم پانے کے بعد وہ دنیا کی سیاحت کے لئے نکلی اور اس کے بعد وہ جب پاکیشیا پہنچی تو یہ علاقہ اسے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

اتنا پسند آیا کہ اس نے یہاں کافی عرصہ کے لئے رہائش رکھ لی۔ اور ایک اتفاق کی بنا پر سیکرٹ سروس سے وابستہ ہو گئی۔

سیکرٹ سروس سے وابستگی کے بعد اس نے اپنے چچا کو اطلاع بھجوا دی کہ وہ اب مستقل پاکیشیا کی شہری ہو گئی ہے۔

تعلیم کے دوران ہی اس کے ایک عزیز سے اس کے چچا نے نامزدگی کر دی تھی اور جولیا بھی اسے پسند کرتی تھی۔ لیکن پاکیشیا میں آکر وہ یہاں کے ماحول میں ایسی سیٹ ہوئی کہ سب کچھ بھول گئی۔

لیکن چند روز پہلے جب سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا تو ایک روز فارغ بیٹھے بیٹھے اچانک اس کے دل میں اپنے وطن واپس جا کر کچھ دن گزارنے کی خواہش پیدا ہوئی اور اس نے اسی شوق میں ایکسٹو کو فون کر دیا

اور اس وقت وہ حیران رہ گئی جب ایکسٹو نے بغیر کسی لیت و لعل کے اسے چند دن کی بجائے ایک ماہ کی چھٹی دے دی اور ساتھ ہی جنیوا کے سرکاری بنک میں اس کے نام ایک خطیر رقم جمع کروا کر اس کا کوڈ بھی اسے بتا دیا تاکہ جولیا کو کسی قسم کی تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ویزے وغیرہ کا تمام بندوبست بھی ایکسٹو نے خود کیا اور اسے تو صرف وقت اور تاریخ بتا دی گئی جب اس نے جنیوا کے لئے پرواز کرنی تھی۔ اور جولیا کا دل ایکسٹو کی عظمت کے سامنے ایک بار پھر جھک گیا۔ کہ وہ کس طرح اپنے ممبروں کا خیال رکھتا ہے۔

ایئرپورٹ پر عمران سمیت پوری سیکرٹ سروس اسے سی آف کرنے آئی تھی ——— اور اب جبکہ وہ ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد اپنے وطن کی سرزمین پر قدم رکھنے والی تھی، اس کے ذہن پر عمران اور سیکرٹ سروس کے ارکان

کے چہروں کی فلم سی گھوم رہی تھی ۔ وہ سب اسے بری طرح یاد آ رہے تھے۔

وہ آہستہ آہستہ سیڑھیاں اتر کر زمین پر پہنچی اور پھر ٹرانزٹ بس میں بیٹھ کر ایئرپورٹ کی جدید ترین عمارت کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

بس میں اس کے اپنے ہم وطن لوگ موجود تھے۔ وہ سب ہنس رہے تھے باتیں کر رہے تھے۔ لیکن جولیا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اجنبی افراد میں پھنسی ہوئی ہے۔ گو اس نے یہاں آتے وقت یہاں کا مخصوص پہناوا سکرٹ پہن رکھی تھی لیکن پاکیشیا میں مسلسل شلوار قمیض پہنتے پہنتے اب وہ اپنے لباس میں بھی عجیب سی الجھن محسوس کر رہی تھی۔

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اتنے سارے افراد کے سامنے ننگی ہوئی ہو۔ لیکن وہ چونکہ یہاں تماشا نہ بننا چاہتی تھی اس لئے مجبوراً یہی پہنے ہوئے تھی۔

ایئرپورٹ پر کسٹم اور امیگریشن کاؤنٹرز سے جلد ہی فارغ ہو گئی اور پھر بیگ اٹھائے ایئرپورٹ کی عمارت سے باہر آگئی۔

وہ یوں حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جیسے وہ پہلی بار یہاں آئی ہو۔ حالانکہ سب کچھ اس کا جانا پہچانا سا تھا۔

”مس ——— آپ تنہا ہیں“ ——— اچانک ایک نوجوان نے قریب آکر بڑے دلکش سے انداز میں کہا۔

”جولیانا ———“ جولیا نے مسکراتے ہوئے اپنا نام بتایا۔

”رابرٹ ——— میں بھی آپ کے ساتھ ہی فلائیٹ پر آیا ہوں اور شاید آپ کی طرح ہی تنہا ہوں“۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ——— تو آپ پہلے ہی بتا دیتے ۔ کم از کم کمپنی تو ہو جاتی“

جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ نے کہاں جانا ہے ــــــــ ہو سکتا ہے کہ آپ کی خوبصورت کمپنی اب بھی میسر آجائے“

رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

اس کے ذہن سے پاکیشیا کی یادیں کھسکتی چلی جا رہی تھیں اور وہ ذہنی طور پر یہاں کے ماحول میں ایڈجسٹ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

”میں نے پام بیچ جانا ہے“ ــــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پام بیچ ــــــ ارے۔ آپ وہاں رہتی ہیں ــــــ مگر میں نے تو آپ کو وہاں نہیں دیکھا۔ میں بھی تو وہیں رہتا ہوں“ ــــــ رابرٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم پام بیچ رہتے ہو ــــــ اچھا ــــــ میں تو پیدا ہی پام بیچ میں ہوئی تھی“ ــــــ جولیا نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے ــــــ حیرت ہے ــــــ میں تو پام بیچ کو حسن کے لحاظ سے بنجر سمجھتا رہا۔ لیکن اگر پام بیچ آپ جیسے حسن کو پیدا کر سکتا ہے تو پھر تو وہ قابل ستائش علاقہ ہے ــــــ مجھے غلط فہمی تھی“ رابرٹ نے آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

اس کا بات کرنے کا انداز ایسا تھا کہ جولیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”شکریہ ــــ بہرحال اگر تم پام بیچ جا رہے ہو تو پھر چلیں ورنہ یہیں کھڑے کھڑے بوڑھے ہو جائیں گے“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ ــــــ واقعی۔ بڑھاپے سے تو مجھے بڑا ڈر لگتا ہے“۔

رابرٹ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ جولیا کو بازو سے پکڑے پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اور تھوڑی دیر بعد جولیا ایک خوبصورت اور جدید انداز کی کھلی چھت کی کار میں بیٹھی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رابرٹ ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

”آپ نے بتایا نہیں کہ آپ پام بیچ کے کس پھول میں اب تک چھپی رہی ہیں“ رابرٹ نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ــــــ ایسی کوئی بات نہیں رابرٹ ــــــ میں آج سے دس سال قبل یہاں سے چلی گئی تھی۔ اور آجکل میں پاکیشیا کی شہری ہوں۔ دس سال بعد چھٹیاں گزارنے اپنے وطن آئی ہوں“۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا ــــــ تو پام بیچ کا خوبصورت پھول پاکیشیا جیسے پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ جنگل میں کھلا ہوا ہے ــــــ یہ تو پام بیچ کی بڑی بدقسمتی ہے مس جولیا“۔ رابرٹ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”پاکیشیا پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ضرور ہے مسٹر رابرٹ ــــــ لیکن وہاں کے لوگ بے حد محبت کرنے والے، مخلص اور بے لوث ہیں“۔ جولیا نے جواب دیا۔

”ہوں گے ــــــ آپ کہتی ہیں تو ضرور ہوں گے لیکن اگر دل کی نظروں سے دیکھا جائے تو پام بیچ بھی محبت کرنے والوں سے خالی نہیں ہے“۔

رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہنس پڑی۔ وہ رابرٹ کا اشارہ سمجھ گئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ یہاں چھٹیاں گزارنے آئی تھی، محبت کرنے نہیں۔ اس لئے خاموش رہی۔

”پام بیچ میں آپ کی فیملی تو اب بھی رہتی ہو گی“۔ رابرٹ نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— میرے چچا وہاں رہتے ہیں کرنل جان۔" جولیا نے جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھلی۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنا چہرہ ونڈ سکرین سے بچایا کیونکہ رابرٹ نے پوری قوت سے بریک لگا دیئے تھے۔

"کیا کر رہے ہو" ——— جولیا نے غصیلے انداز میں کہا۔

"تم کرنل جان کی بھتیجی ہو ——— تم ——— یعنی میں کیا سن رہا ہوں۔" رابرٹ کی آنکھیں انتہائی حد تک پھیلی ہوئی تھیں۔

"ارے تو کیا کرنل جان کی بھتیجی ہونا جرم ہے۔" جولیا نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"جرم ——— ارے یہ اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کی سزا عمر قید بھی ہو سکتی ہے۔" رابرٹ نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیوں ——— کیا مطلب۔" اب حیران ہونے کی باری جولیا کی تھی۔

"تم نے کرنل کو اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔" رابرٹ نے پوچھا۔

"نہیں ——— میں اچانک جا کر انہیں حیران کر دینا چاہتی تھی مگر ہوا کیا ہے" ——— جولیا نے کہا۔

"اوہ ——— تو اسی لئے ——— مس جولیانا میں کرنل جان کا سالا ہوں اور کرنل جان کے گھر میں ہی رہتا ہوں ——— اب سمجھیں۔" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی کار کو دوبارہ آگے بڑھا دیا۔

"کیا مطلب ——— تم انکل جان کے سالے ہو ——— مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے آنٹی کا تو کوئی بھائی نہ تھا۔" جولیا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— واقعی تمہیں تو علم نہیں ہو گا ——— تمہاری وہ آنٹی

[illegible] چھوڑ کر گئی تھیں وہ ایک حادثے میں فوت ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد [illegible] جان نے گزشتہ سال میری بہن سے شادی کی تھی۔" رابرٹ نے بتایا۔

"[illegible] ——— آنٹی ہلاک ہو گئیں ——— اوہ ——— ویری سیڈ۔" جولیا نے [illegible] لہجے میں کہا۔

"[illegible] ——— سنا ہے بڑا دردناک حادثہ تھا ——— ان کی کار کو [illegible] سی تھی۔ بہر حال یہ دو سال پہلے کی بات ہے۔ کرنل ان کی موت کے [illegible] میں رہنے لگے تھے کیونکہ کرنل کی کوئی اولاد نہ تھی اور وہ اکیلے رہتے تھے۔ [illegible] جنیوا میں رہتے تھے۔ وہاں ایک تقریب میں کرنل اور میری بہن کی [illegible] بھی بیوہ تھی اور کرنل کی طرح اداس رہتی تھی۔ وہ میری بڑی بہن [illegible] اداسی ختم ہو گئی۔ اور پھر دونوں نے شادی کر لی۔ اور ہم [illegible] نے آج تک تمہارا تذکرہ کبھی نہیں کیا۔" رابرٹ نے [illegible]

"[illegible] ——— دس سال کا عرصہ تھوڑا تو نہیں ہوتا۔ مگر تم کیا [illegible] ——— کیا پڑھ رہے ہو۔" جولیا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"[illegible] میرا طالب علمی کا دور تو مدت ہوئی گزر چکا ہے ——— میں ڈیفنس [illegible] ایک چھوٹا موٹا سا آفیسر ہوں ——— آج ایک سرکاری دورے پر [illegible] کیا تھا۔ اس لیے کار پارکنگ میں چھوڑ گیا تھا۔" رابرٹ نے جواب [illegible] جولیا نے سر ہلا دیا۔

[illegible] باہر پھیلے ہوئے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔ وہ مناظر جن کی یاد کبھی کبھی [illegible] کی تنہائی میں اکثر ستاتی تھی۔ انہی مناظر میں رہ کر اس نے زندگی کا [illegible] عرصہ گزارا تھا۔

"اب مجھے حقیقت میں تم سے مل کر خوشی ہو رہی ہے' ——— میں کرنل سے کہوں گا کہ آپ کی گمشدہ بھتیجی کو بڑی مشکل سے تلاش کر کے لایا ہوں، اور انعام کا حق دار ہوں" رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا انعام مانگو گے" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے کرنل بڑے دریا دل ہیں۔ انہوں نے پرانے وقتوں کے بادشاہوں کی طرح کہنا ہے۔ مانگو کیا مانگتے ہو ——— اور پتہ ہے میں کیا مانگوں گا" رابرٹ نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

"مجھے کیا پتہ" ——— جولیا نے مشرقی لڑکیوں کی طرح شرماتے ہوئے جواب دیا۔

اب وہ اتنی بچی بھی نہ تھی کہ رابرٹ کی بات نہ سمجھ سکتی۔

"میں ان سے ان کی بھتیجی مانگ لوں گا" ——— رابرٹ نے کہا اور

جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"مسٹر رابرٹ۔ ——— مانگنے سے تو خیرات بھی نہیں ملا کرتی" جولیا نے

جواب دیا۔

"ارے ——— بادشاہ چاہیں تو فقیروں کو خزانے بخش دیں۔ یہ تو بادشاہوں کا ظرف ہے ناں" رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے اس نے مین روڈ سے پام بیچ کی طرف جانے والی سڑک پر کار موڑ دی۔

"خزانوں پر تو سانپ پہرہ دیا کرتے ہیں" جولیا کو بھی اب اس قسم کی بے باک گفتگو سے لطف آ رہا تھا۔ یہاں کی معاشرت کو وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ یہاں ایسی باتیں معیوب نہیں سمجھی جاتیں۔ اس لئے رابرٹ نے پہلی ہی ملاقات میں ایسی باتیں شروع کر دیں جو تنویر دس سال میں بھی نہیں کر سکا تھا۔ وہ وہاں کی

معاشرت تھی۔

"سانپ ——— ارے واقعی یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ بہرحال جب رابرٹ کوئی فیصلہ کر لے تو پھر سانپ اس کی راہ نہیں روک سکتے؟"

رابرٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور جولیا مسکرا کر خاموش ہو

تھوڑی دیر بعد کار پام بیچ کے شہر میں داخل ہوئی اور مختلف سڑکوں سے گھومتی ہوئی ایک پرانی مگر خوبصورت سی عمارت کے پھاٹک میں داخل

جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا بچپن لوٹ آیا ہو۔ گھر ابھی تک ویسے ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر گئی تھی۔ اور پھر کار رکتے ہی وہ اچھل کر نیچے اتری اور بچوں کی طرح دوڑتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔

"ارے ——— کیوں میرا اپیالنس مرداتی ہو ——— میں تمہیں خود بخشش کروں گا۔" رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر جولیا کہاں سنتی تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور پھر لائبریری میں سامنے ہی کرنل جان بیٹھا ہوا نظر آ گیا۔

"انکل ——— جولیا دروازے سے چیخی۔

کرنل جان کے منہ سے سگار نیچے گر گیا۔ وہ یوں جولیا کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جیسے کوئی انہونی چیز اس کے سامنے آ گئی ہو۔ اور دوسرے لمحے وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"جولیا ——— کیا تم واقعی جولیا ناہو" اور جولیا اسی لمحے کرنل کے سینے سے جا لگی۔

"انکل —— میں تمہاری جولیانا ہوں —— تمہاری جولیانا" جولیانا نے بے اختیار کرنل کے فراخ سینے سے چہرہ رگڑتے ہوئے کہا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے باپ کے سینے سے لگی کھڑی ہو۔

"اوہ —— جولیانا شکر ہے زندگی میں تمہیں دوبارہ دیکھ تو لیا۔ تم تو بالکل ہی بھول گئی تھیں اپنے انکل کو" کرنل جان نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بے اختیار جولیا کے بال چوم رہا تھا۔

"ارے کرنل —— اسے میں تلاش کر کے لایا ہوں" اچانک رابرٹ کی آواز سنائی دی۔ اور جولیا ایک جھٹکے سے علیحدہ ہو گئی۔

"تم تلاش کر کے لائے ہو —— پھر تو تم انعام کے حق دار ہو" کرنل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جان —— کون آیا ہے" دوسرے کمرے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ارے دیکھو تو سہی روزی کون آیا ہے —— میری بھتیجی جولیا۔ دس سال بعد آئی ہے" کرنل جان نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

اور چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر لیکن اچھی صحت کی مالک عورت کمرے میں داخل ہوئی۔

"یہ تمہاری نئی چچی ہیں روزی —— اور یہ ان کے چھوٹے بھائی رابرٹ" کرنل جان نے رابرٹ اور روزی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ پہلے ہی تفصیل سے تعارف کرا چکا ہے انکل۔ آنٹی تو بہت

خوبصورت ہیں۔ مبارک ہو" جولیا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"شکریہ بنی —— تم بھی کم خوبصورت نہیں" روزی نے اپنی تعریف سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل —— وہ میرا انعام" رابرٹ جو اب تک خاموش کھڑا تھا بالآخر بول پڑا۔

"جاؤ —— لے جاؤ میری بندوق —— تم نے اور کون سا انعام مانگنا ہے۔ مجھے معلوم ہے" کرنل نے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا شکریہ" —— رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ انہیں چھوڑ کر تیزی سے ایک اور کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ کمرہ لائبریری سے کافی فاصلے پر تھا۔ یہ رابرٹ کا اپنا کمرہ تھا۔ اس نے کمرے کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا۔ اور خود ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ الماری کھول کر اس نے اس کے نچلے خانے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ٹرانسسٹر ریڈیو نکالا اور پھر اس کی پشت کا ڈھکن ہٹا کر اس نے اس کی مشینری کے اندر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو مخصوص انداز میں تین با دبایا تو ریڈیو میں سے ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز نکلنے لگی۔

رابرٹ نے ریڈیو میز پر رکھا اور خود اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ موسیقی آہستہ آہستہ مدھم پڑتی گئی۔ اور پھر ایک کرخت سی آواز ابھری۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ ایم فائیو —— اوور" —— بولنے والے کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"ایم ون سپیکنگ —— چیف باس سے بات کراؤ۔ ایک اہم

اطلاع ملی ہے ـــــ اوور" رابرٹ نے باوقار لہجے میں کہا

"او کے۔ ویٹ فار ون منٹ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور رابرٹ خاموش ہو گیا۔

"یس کرنل ریڈ سپیکنگ ـــــ اوور" چند لمحوں بعد ایک اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ چیف باس کی آواز تھی

"کرنل ـــــ میں ایم ایم ون رابرٹ بول رہا ہوں جناب۔ آپ نے میرے سیکشن کو فائل نمبر بی الیون بھیجی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک اہم اطلاع ہے اوور"۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ کیا اطلاع ہے ـــــ تفصیل سے بتاؤ ـــــ اوور" دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس اس فائل میں پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کی ایک اہم رکن کے بارے میں اطلاعات موجود ہیں جو دراصل سوئٹزرلینڈ کی رہنے والی ہے اور پام بیچ سے اس کا تعلق ہے۔ اس کا پرانا فوٹو بھی فائل میں موجود ہے ـــــ اوور" رابرٹ نے کہا۔

"ہاں ـ ـ تو کیا ہوا اسے ـــــ وہ انتہائی اہم ایجنٹ ہے۔ ہمیں تو بس اتفاق سے اس کے متعلق اطلاعات مل گئی تھیں ـــــ اوور ـ ـ ـ" چیف نے جواب دیا۔

"اس کا نام جولیانا فنرواٹر ہے سر ـــــ اور اس وقت وہ میرے گھر میں موجود ہے۔ وہ میرے بہنوئی کرنل جان کی سگی بھتیجی ہے۔ اوور" رابرٹ نے جواب دیا۔

کیا کہہ رہے ہو ـــــ کیا جولیا تمہارے گھر میں موجود ہے۔

کہیں وہ کسی خاص مشن پر تو یہاں نہیں آئی ـــــ اوور" چیف باس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب ـــــ وہ صرف چھٹیاں گزارنے یہاں آئی ہے۔ اتفاق سے ایئرپورٹ پر اس سے ملاقات ہو گئی تو میں نے فائل میں لگے فوٹو کی ن وجہ سے اسے پہچان لیا۔ آپ کو میری اس صلاحیت کا علم ہے جناب کہ یں ایک بار جو چہرہ دیکھ لوں وہ کبھی نہیں بھولتا۔ چنانچہ میں نے اسے پہچان یا۔ مگر میں بہت حیران ہوا کہ وہ یہاں کیسے پہنچ گئی۔ بہرحال میں نے خود آگے بڑھ کر اس سے بات کی تو پتہ چلا کہ وہ میرے بہنوئی کی سگی بھتیجی ہے اور پاکیشیا سے یہاں چھٹیاں گزارنے آئی ہے ـــــ اوور"

رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اوہ ـــــ یہ تو بہت اہم اطلاع ہے ـــــ تم ایسا کرو کہ جولیا کو شک ہوئے بغیر اسے ٹٹولو کہ کیا وہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہمارا مشن بہت آسانی سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ ہم اسے اپنے مشن کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ میں اسے چیک کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے بیان میں کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ بہرحال پھر بھی چیکنگ ضروری ہے ـــــ اوور" رابرٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

یک بات کا خیال رکھنا۔ وہ انتہائی منجھی ہوئی سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے مشکوک ہو جائے۔ اسے کسی قیمت پر شک نہیں پڑنا چاہئے اوور" کرنل ریڈ نے کہا۔

آپ بے فکر رہیں جناب ـــــ رابرٹ بھی ایم ایم ون ہے

اس نے بھی کبھی گولیاں نہیں کھیلیں ۔ اوور۔

رابرٹ نے جواب دیا۔

اوکے ۔ جیسے ہی کوئی پیش رفت ہو، مجھے ضرور اطلاع دینا۔"

کرنل ریڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— اوور۔"

رابرٹ نے جواب دیا اور کرنل ریڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ——

رابرٹ نے بٹن آف کر کے ریڈیو واپس الماری میں رکھا اور پھر کمرے سے نکل کر لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں سے قہقہوں کی آوازیں آ رہی تھیں ——

جولیا کو آئے دو روز گزر گئے تھے ۔ اور جولیا بے حد خوش تھی۔ انکل جان نے پورے پام بیچ کی دعوت کر ڈالی تھی۔ اور انہیں بڑے فخریہ انداز میں جولیا کا تعارف کرایا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ جولیا کو اب ہر طرف سے دعوتیں مل رہی تھیں۔ ان دعوتوں میں اسے سب سے زیادہ سوال پاکیشیا کے متعلق دینے پڑتے تھے۔ س نے سب کو یہی بتایا تھا کہ وہ پاکیشیا کی وزارت تعلیم میں ایک اعلی عہدے پر کام کر رہی ہے اور انتہائی خوش و خرم ہے ۔

رابرٹ تو جولیا کا پوری طرح گرویدہ ہو چکا تھا۔ وہ دفتر سے واپسی پر ہر وقت جولیا سے چپکا رہتا تھا۔ اور اس کی دلچسپ اور خوبصورت باتوں سے جولیا کا پورا ں بہتا رہتا تھا آج بھی وہ دونوں پام بیچ سے سو کلو میٹر دور ایک جھیل کی یر کرنے کے لئے آئے تھے ۔ یہ ایک مصنوعی جھیل تھی ۔ اس لئے جولیا سے دیکھنا چاہتی تھی۔

"جولیا ـــــ ایک بات کہوں ـــــ ناراض تو نہیں ہو جاؤ گی"۔

رابرٹ نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر ناراضگی والی بات ہوئی تو ضرور ہو جاؤں گی۔ اور یہ بات تم ذرا دھیان سے سن لو کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں تم سے شادی وغیرہ کرنے کے بارے میں سوچوں تو پلیز یہ بات نہ کرنا۔ میں یہاں صرف چھٹیاں گزارنے آئی ہوں اور بس"۔

جولیا نے سوچا کہ اسے ابھی صاف بات کر دینی چاہیئے۔

"ارے شادی ـــــ اوہ ـــــ ایسی کوئی بات نہیں جولیا۔ میری شادی تو لانگ فیلڈ کی ایک لڑکی سے طے ہے ـــــ میں دراصل ایک اور بات کرنا چاہتا تھا۔ اپنے اور تمہارے اصل وطن سوئٹزرلینڈ کے بارے میں" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ ویری سوری رابرٹ ـــــ میں نے تمہیں غلط سمجھا اصل میں دس سال سے پاکیشیا میں رہنے کی وجہ سے مجھ پر مشرقیت غالب آگئی ہے"۔

جولیا نے حقیقتاً ندامت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی شدید ندامت ہو رہی تھی کہ اس نے رابرٹ کو غلط سمجھا۔

"اوہ ـــــ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم یہ بتاؤ جولیا کہ تمہارے دل میں وطن کے متعلق کیا جذبات ہیں"۔ رابرٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو ـــــ صاف صاف بات کرو۔ یہ میرا وطن ہے میں یہاں پیدا ہوئی ہوں۔ اس کے چپے چپے سے مجھے پیار ہے"۔

جولیا نے جواب دیا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ سوئٹزرلینڈ آجکل ایک عجیب سی الجھن میں پھنسا

ہوا ہے۔ ایسی الجھن جس کا کوئی حل سمجھ نہیں آ رہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں محکمہ ڈیفنس سے متعلق ہوں"۔ رابرٹ نے کہا۔

"ہاں ـــــ تم نے بتایا تھا مگر اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ سوئٹزرلینڈ کے پاس تو فوج ہی نہیں ہے، پھر ڈیفنس کا محکمہ کیسا ہے"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے صحیح سنا ہے ـــــ مگر میں بھی صحیح کہہ رہا ہوں۔ دراصل ڈیفنس یک کوڈ نام ہے۔ میرا تعلق یہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ یہ سیکرٹ سروس س لئے بنائی گئی ہے کہ غیر ملکی ایجنٹ اپنے مخصوص مفادات میں یہاں کوئی غلط حرکت نہ کر سکیں"۔

رابرٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ـــــ تو تم سیکرٹ ایجنٹ ہو ـــــ بہت خوب۔ میں نے ناولوں میں سیکرٹ ایجنٹوں کی بڑی کہانیاں پڑھی ہیں۔ مجھے کسی سیکرٹ یجنٹ سے ملنے کا بڑا شوق تھا"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے چھوڑو ان کہانیوں کو وہ تو صرف کہانیاں ہی ہوتی ہیں۔ بہرحال میں یہ بات کر رہا تھا کہ جس ملک میں تم رہ رہی ہو یعنی پاکیشیا۔ اس کے متعلق یک اہم مشن درپیش آگیا ہے"۔ رابرٹ نے کہا۔

"یعنی پاکیشیا کے خلاف مشن" ـــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے یں پوچھا۔

اس کی حیرت بجا تھی کیونکہ وہ خود سیکرٹ ایجنٹ تھی۔ اور یہ اس کے لئے بہت بڑا انکشاف تھا۔

"یہ مشن پاکیشیا کے خلاف نہیں ہے۔ پاکیشیا ہمارا دوست ملک ہے۔ ہم

اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔“ رابرٹ نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ——— اچھا ——— مگر مشن کیا ہے۔ پاکیشیا سے تمہیں کیا چاہیئے۔“ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پہلے میں تمہیں پس منظر بتاتا ہوں تاکہ تم مشن کو سمجھ سکو ——— دراصل ایکریمیا چاہتا ہے کہ ہم غیر جانبداری چھوڑ کر ایکریمیا کے بلاک میں شامل ہو جائیں مگر ہم چونکہ صدیوں سے غیر جانبدار چلے آ رہے ہیں۔ اور اب پوری دنیا ہمیں غیر جانبدار تسلیم کرتی ہے۔ اس لیے ہم یہ اصول توڑنا نہیں چاہتے“ رابرٹ نے کہا۔

”توڑنا بھی نہیں چاہیئے ——— مگر ایکریمیا ایسا کیوں چاہتا ہے۔“ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کچھ جغرافیائی حدود کی وجہ سے وہ سوئٹزرلینڈ میں اپنے مخصوص فوجی اڈے قائم کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ سوئٹزرلینڈ میں اڈے قائم ہونے سے وہ روسیاہ اور اس کے پورے بلاک کو آسانی سے کور کر سکتا ہے۔“ رابرٹ نے جواب دیا۔

”اوہ ——— اب میں سمجھی ——— مگر وہ ان اڈوں پر کیا رکھنا چاہتا ہے ایٹم بم۔“ جولیا نے پوچھا۔

”ارے جولیا ——— ایٹم بم تو بہت پرانی بات ہو گئی ہے۔ اب تو دنیا بہت آگے جا چکی ہے۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا

”مگر پاکیشیا اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہے ——— میں یہ بات نہیں سمجھی۔“ جولیا نے کہا۔

”پاکیشیا چاہے تو ہمارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔“ رابرٹ نے کہا۔

”مگر میں اس سلسلے میں کیا کر سکتی ہوں۔ نہ میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہ حکومت سے۔“ جولیا نے جواب دیا۔

”اوہ ——— یہ بات نہیں ——— قصہ اور ہے ——— ایکریمیا نے [illegible] اپنے جدید ترین طیارے سیکشن تھرڈی کی خفیہ ورکشاپ بنانے کا کام جبراً شروع کر دیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں عارضی طور پر یہاں ایک سکشین تھرڈی طیارہ پہنچا دیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ روسیاہ والوں کو بھی اس بات کا علم ہو چکا ہے انہوں نے ہم پر دباؤ ڈالا تو ہماری سیکرٹ سروس کے [illegible] نے پچھلے دنوں روسیاہ کا خفیہ دورہ کیا اور انہیں بتایا کہ یہ سکشین طیارہ ایکریمیا کا نہیں ہے۔ یہ طیارہ پاکیشیا کی ملکیت ہے۔ ایکریمیا نے جو سکشین طیارے پاکیشیا کو دیئے تھے۔ ان میں سے ایک راستے میں خراب ہو گیا چنانچہ اسے یہاں اتارا گیا اور ایکریمیا اس کی چیکنگ کر رہا ہے جب یہ ٹھیک ہو جائے گا تو پاکیشیا چلا جائے گا۔“ رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ——— مگر یہ بہانہ بنانے اور پاکیشیا کا نام لینے کی کیا ضرورت تھی۔“ جولیا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”کیونکہ سکشین تھرڈی طیارے ایکریمیا کے پاس ہیں یا اس نے پہلی بار یہ طیارے پاکیشیا کو دیئے ہیں۔ اب صورت حال یہ تھی کہ اگر ہم پاکیشیا کا نام نہ لیتے تو روسیاہ مطمئن نہ ہوتا۔ اور پھر سوئٹزرلینڈ، ایکریمیا اور روسیاہ دونوں کے دباؤ میں آ جاتا ——— اس طرح روسیاہ والے قدرے مطمئن ہو گئے لیکن انہوں نے ایک اور مسئلہ کھڑا کر دیا۔ کہ اگر واقعی یہ طیارہ پاکیشیا کا

ہے تو ظاہر ہے اس میں جدید ترین پار جنگ ٹیکنالوجی نہیں ہو گی۔ کیونکہ ایکریمیا نے جو طیارے پاکیشیا کو دیئے ہیں ان میں یہ جدید ترین ٹیکنالوجی موجود نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا مطالبہ ہے کہ ان کے انجینئر کو خفیہ طور پر اس طیارے کو چیک کرایا جائے ——— اس کی مشینری کی فلم انہیں مہیا کی جائے۔ جو کہ ظاہر ہے ہمیں تسلیم کرنا پڑا۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ طیارہ تو ایکریمیا کا ہے۔ اگر ہم نے اس کا معائنہ روسیاہی انجینئر کو کرایا تو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ یہ ایکریمین طیارہ ہے اور پھر سوئٹزرلینڈ پھنس جائے گا۔ ادھر ایکریمیا والے بھی یہ گوارہ نہیں کر سکتے کہ ان کی جدید ترین ٹیکنالوجی روسیاہ میں جائے۔ چنانچہ ایک مستقل رسہ کشی شروع ہو جائے گی۔

اس بنا پر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے دوست ملک پاکیشیا کو فائدہ پہنچائیں۔ ہم یہ جدید ترین ٹیکنالوجی کا طیارہ خفیہ طور پر پاکیشیا پہنچا دیں اور ان کا ایک طیارہ یہاں لے آئیں۔ اور پھر روسیاہی انجینئر سے اس کا معائنہ کروا کر اسے تباہ کر دیں اور ایکریمیا کو یہی تاثر دیا جائے کہ یہ طیارہ روسیاہی ایجنٹوں نے تباہ کر دیا ہے۔ اس طرح ایکریمیا خود بخود یہاں اڈے بنانے کے ارادے سے باز آ جائے گا" رابرٹ نے جواب دیا۔

"اچھی تجویز ہے لیکن اس سلسلے میں میرا کیا رول ہو سکتا ہے۔ مجھے تو یہ بتاؤ" جولیا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جولیانا ——— تم دس سال سے پاکیشیا میں رہ رہی ہو۔ یقیناً تم وہاں کے اعلیٰ حکام کو اچھی طرح جانتی ہو گی۔ ہمارے لئے مسئلہ صرف پاکیشیا کی سیکرٹ سروس بنی ہوئی ہے۔ ہم حکومتی سطح پر اس طیارے کا تبادلہ نہیں

سکتے کیونکہ اس طرح روسیاہ والے بھی چونک پڑیں گے اور ساتھ ہی ریمیا والے بھی کبھی اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی اتنی اہم رین ٹیکنالوجی کسی غیر ملک کے قبضے میں جائے۔ اس لئے ہمیں سارا مشن خفیہ طور پر انجام دینا ہے۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق ہمارے یسی رپورٹیں ہیں کہ ہم اس مشن کو شروع کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو کوئی نہیں جانتا وہ ایک لمحے میں بڑے بڑے جاسوسوں اور بین الاقوامی مجرموں کی گردنیں پ لیتا ہے۔ اور آج تک کوئی بھی اس ملک سے اپنے مشن میں کامیاب ہن نہیں لوٹا۔"

رابرٹ نے جولیا کی آنکھوں میں بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو۔ مجھے تو معلوم نہیں کیونکہ میں تو عمر ضمیر سے وابستہ ہوں۔"

جولیا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن دل ہی دل میں نی سیکرٹ سروس اور ایکسٹو کی تعریف سن کر اس کا دل شدت سے بلیوں اچھل رہا تھا۔

رابرٹ جولیا کو غور سے دیکھ رہا تھا جولیا کے چہرے کے سپاٹ پن ن یہ سے قدرے مایوس سا ہو گیا۔

اچھا ——— ٹھیک ہے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بہرحال کام تو رنا ہی ہے" رابرٹ نے مایوس سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

وس ہونے کی ضرورت نہیں رابرٹ۔ تمہارا مشن پاکیشیا کے فائدے ے ہے نقصان میں نہیں۔ میں ایک ایسے آدمی کو جانتی ہوں جو کبھی کبھار

سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اگر کہو تو میں اس سے بات کر دیکھوں" جولیا نے کہا۔

اور رابرٹ کی آنکھوں میں چمک سی ابھری اسے اپنا خیال درست معلوم ہونے لگا۔

"نہیں جولیا ——— یہ انتہائی اہم ترین اور ٹاپ سیکرٹ مشن ہے ہم اس سلسلے میں کسی غیر متعلق آدمی سے کوئی بات نہیں کر سکتے۔ اور میں نے بھی تمہیں اپنا سمجھ کر یہ راز تمہیں بتا دیا ہے۔ پلیز اب میری زندگی اور مستقبل تمہارے ہاتھ میں ہے۔" رابرٹ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— رابرٹ تم قطعاً بے فکر رہو۔ تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ بہرحال اگر تم نہیں چاہتے تو میں اس سے بات بھی نہیں کروں گی۔" جولیا نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ——— مگر وہ ہے کون ——— کیا کوئی پرائیویٹ جاسوس ہے" رابرٹ نے اطمینان کا مصنوعی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ——— پاکیشیا میں پرائیویٹ ٹائپ جاسوس کوئی چیز نہیں ہوتی۔ یہاں کوئی کسی کے پرائیویٹ معاملات کی تحقیق نہیں کرتا۔ اور نہ کسی کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ سب ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں۔ یہ لعنت تو یہاں کے ترقی یافتہ ملکوں میں ہے کہ بیوی کا جاسوس شوہر کے پیچھے لگا ہوا ہے اور شوہر کا جاسوس بیوی کی نگرانی کر رہا ہوتا ہے۔"

جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— مگر پھر وہ ہے کون ——— کیا اس کا تعلق ملٹری سیکرٹ سروس سے ہے" رابرٹ نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں ——— وہ ایک احمق سا نوجوان ہے ——— بظاہر احمق لیکن حقیقت انتہائی عقلمند اور ذہین۔ پاکیشیا کی انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل کا لڑکا ہے۔ بس وہ کبھی کبھی کسی کام میں سیکرٹ سروس کی مدد کر دیا کرتا ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں" جولیا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہیں اس کے متعلق کیسے معلوم ہوا" رابرٹ نے پوچھا۔

"اس نے ایک دفعہ خود بتایا تھا" جولیا نے کنی کتراتے ہوئے مبہم سا جواب دیا۔

"ساری جولیا ——— ایسے غیر متعلق آدمی سے ہم کوئی بات نہیں کر سکتے۔ اس طرح معاملہ بگڑ بھی سکتا ہے" رابرٹ نے فیصلہ کن لہجے میں جواب یتے ہوئے کہا

"او کے ——— ٹھیک ہے۔ جیسے تم چاہو ——— بہرحال میری دعائیں تمہارے ساتھ رہیں گی۔"

جولیا نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔ اور پھر رابرٹ اور جولیا دونوں ٹھ کر مصنوعی جھیل کی سیر کرنے میں مصروف ہو گئے۔

جولیا اس بات چیت کے بعد کافی سے زیادہ سنجیدہ ہو گئی۔ اور رابرٹ ن باتوں پر صرف ہوں ہاں کرتی رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی گہری سوچ میں غرق ہو اور رابرٹ اس کی حالت سمجھ رہا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ جولیا کا اشارہ عمران کی طرف تھا۔ عمران کے متعلق تھا اس کے محکمے کے پاس تفصیلات موجود تھیں اور رابرٹ کو اب یہ خدشہ حق تھا کہ اب جولیا ہر قیمت پر اسے فون کرے گی۔ اور وہ نہ چاہتا تھا کہ کسی کو ی قسم کے مشن کی ہوا تک لگے۔ حالانکہ جو کچھ رابرٹ نے بتایا تھا وہ ان کا

مشن بھی نہ تھا۔ یہ ساری کہانی تو صرف جولیا کو اس لئے سنائی گئی تھی تاکہ اس کے تاثرات سے یہ معلوم کیا جا سکے کہ وہ وہی جولیا ہے جس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔

لیکن اس کے باوجود وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی بھی قسم کی بھنک کسی بھی انداز کے مشن کی نہ پڑے۔ جب جولیا نے عمران کا حوالہ دیا تھا تو اسی وقت رابرٹ کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کا خیال درست ہے۔ یہ وہی جولیا ہے کیونکہ غیر متعلق آدمی نہ ہی علی عمران کی اصل حیثیت کو جان سکتا ہے اور نہ ہی بعد ازاں وہ اس قدر گہری سوچ میں پڑ سکتا ہے۔ ایسا صرف وہی کر سکتا ہے جو معاملے کے ساتھ براہ راست متعلق ہو۔

لیکن اب رابرٹ سوچ رہا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے وہ اپنے باس کو اس پیچیدگی کی اطلاع کر دے۔ تاکہ اس کے حکم کے مطابق معاملات کو آگے بڑھایا جا سکے۔

کرنل ریڈ اپنے دفتر میں بیٹھا ایک ضخیم سی فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

کرنل ریڈ نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

اس فون کا تعلق براہ راست ایکریمیا کی سیکرٹ سروس سی آئی اے کے چیف ڈویژن سے تھا۔ سوئٹزر لینڈ ویسے تو غیر جانبدار تھا لیکن درپردہ اس کے ایکریمیا سے گہرے تعلقات تھے۔ اور دونوں حکومتیں ہر معاملے میں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہتی تھیں۔ بلکہ بعض حالات میں تو وہ ایکریمیا کے حلیف اور طفیلی ملک جیسا کردار بھی ادا کر دیتا تھا۔

”یس ——— کرنل ہیڈ آف سوئس ڈیفنس سپیکنگ“ کرنل ریڈ نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

”ڈی ون فرام دس اینڈ ——— مشن پی الیون کا کیا ہوا کیا اس پر کام

شروع ہوگیا ہے۔" دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"ابھی باقاعدہ تو کام شروع نہیں کیا گیا کیونکہ ابھی تو ہم پاکیشیا کے متعلق ضروری معلومات اکٹھی کر رہے ہیں۔ ہماری سروس نے اس سے پہلے چونکہ پاکیشیا میں کوئی مشن سرانجام نہیں دیا۔ اس لئے ہم محتاط ہیں۔" کرنل ریڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا

"تمام ضروری معلومات تو سی آئی اے نے تمہیں پہنچا دی تھیں کرنل ریڈ۔ پھر اس کے بعد دیر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمارے لئے یہ مشن بے حد اہم ہے۔ اگر ہمیں یہ خطرہ نہ ہوتا کہ روسیاہی ایجنٹ سی آئی اے کے وہاں حرکت میں آتے ہی چونک پڑیں گے۔ تو ہم تمہاری سروس کو کبھی تکلیف میں نہ ڈالتے۔" ڈی ون نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں ڈی ون کہ آپ کی مجبوری کیا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنی سروس کو وہاں بھیج کر ناکامی کا لفظ نہیں سننا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ مشن ہر حالت میں کامیاب رہے۔ —— اس لئے اگر کچھ دیر ہو رہی ہے تو آپ کو یہ دیر برداشت کرنی پڑے گی۔" کرنل ریڈ نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے وہ صرف دوستانہ ملکی تعلقات کی وجہ سے یہ مشن سرانجام دے رہا تھا ورنہ اس کا اس مشن سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا۔

"ٹھیک ہے —— تمہاری یہ احتیاط اچھی ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف کو اسی طرح محتاط ہونا چاہئے لیکن زیادہ دیر ہونے کی صورت میں بہت زیادہ نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ روسیاہی یا کافرستانی ایجنٹوں کو اصل مشن کی بو مل جائے۔ اور پھر وہ اسے حاصل کرنے کے لئے

جان تک لڑا دیں گے۔" ڈی ون نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے —— میں سمجھتا ہوں۔ بہرحال آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں ایک اطلاع ملی ہے۔ میں نے مزید چیکنگ کے لئے کہا ہے۔ اگر وہ اطلاع درست ہے تو پھر ہم بڑی آسانی سے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے۔" کرنل ریڈ نے کہا۔

"اوہ —— کیا اطلاع ہے —— مجھے بھی بتاؤ۔ ہو سکتا ہے میں اس سلسلے میں کوئی مدد کر سکوں۔" ڈی ون نے چونکتے ہوئے کہا

"میرے ایک ایجنٹ نے اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایجنٹ اور اہم رکن مس جولیانا فٹنر واٹر جس کا تعلق ہمارے ملک سوئٹزرلینڈ سے ہے چھٹیاں گزارنے سوئٹزرلینڈ آئی ہے۔ اور اتفاق سے وہ ہمارے ایجنٹ کے بہنوئی کی سگی بھتیجی ہے اور اسی کے گھر میں رہ رہی ہے۔ ہماری فائل میں چونکہ اس کے متعلق اطلاعات اور اس کا ایک پرانا فوٹو بھی تھا۔ اس لئے ہمارا ایجنٹ اسے پہچان گیا۔ میں نے اسے مزید تسلی کے لئے کہا ہے۔ اگر وہ واقعی وہی ایجنٹ ہوئی اور اس کے ذریعے مشن کامیاب کرایا جائے۔" کرنل ریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"اوہ —— ٹھیک ہے —— مجھے یاد ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں ایک سوئس لڑکی بھی کام کرتی ہے۔ میں اس اطلاع پہ حیران بھی ہوا تھا۔ لیکن میں نے زیادہ توجہ نہیں —— اگر وہ واقعی وہی ایجنٹ ہے تو پھر تو مشن انتہائی آسانی سے سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ اور سنو۔ اس کے میک اپ میں کوئی دوسری لڑکی بھیجنے کا منصوبہ خطرناک ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے احمق نہیں ہیں۔ تم ایسا کرو کہ اس ایجنٹ کو بے ہوش کر کے

میرے پاس روانہ کر دو۔ میں جدید ترین مشینری کے ذریعے اس کی برین واشنگ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن کو کنٹرولڈ کر دوں گا۔ اس طرح وہ وہی کچھ کرے گی جو کچھ ہم اسے کہیں گے ــــ ــــ اور ہو گی بھی اصلی۔"

ڈی ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ــــــ اگر ایسا ہو جائے تو پھر تو ہر کام یقینی ہو جائے گا"

کرنل ریڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" تم ایسا منصوبہ بناؤ کہ اپنا ایک ایجنٹ اس کے ساتھ روانہ کر دو۔ اسے موقع محل اور حالات کے مطابق کنٹرول کرے گا۔ اور مشن کامیاب کرے گا۔ میں اس لڑکی کے ذہن کو اس ایجنٹ کے احکامات کے تابع کر دوں گا۔"

ڈی ون نے کہا۔

"ہاں ــــــ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ تو ٹھیک ہے میں اس کے ساتھ اپنے ایجنٹ ایم۔ ایم ون کو ہی روانہ کر دیتا ہوں۔ وہ منجھا ہوا اور انتہائی ذہین سیکرٹ ایجنٹ ہے اور وہ چونکہ جویا کے چچا کا سالا بھی ہے۔ اس طرح وہ اس کے ساتھ وہاں آسانی سے مل بھی سکتا ہے۔ اور اس پر کوئی شک بھی نہیں کر سکتا" کرنل ریڈ نے جواب دیا۔

" او کے ــــــ پھر تم فوراً اس ایجنٹ لڑکی کو بے ہوش کرا دو۔ میں اپنا مخصوص طیارہ بھیج دیتا ہوں۔ تم اس لڑکی اور اپنے ایجنٹ کو اس طیارے کے ذریعے میرے پاس بھیج دو ــــــ میں سب ٹھیک کر لوں گا۔"

ڈی ون نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

میں چاہتا ہوں کہ سب کارروائی میرے سامنے ہو تاکہ کسی بھی سٹیج پر کسی الجھن کو فوری طور پر حل کیا جا سکے" کرنل ریڈ نے کہا۔

" تو تم بھی ساتھ آ جانا۔ اس میں کیا حرج ہے" ڈی ون نے جواب دیا

" او کے ــــــ میں ابھی ایم ایم ون سے بات کرتا ہوں تاکہ اس ڑکی کو بے ہوش کیا جا سکے۔ اس کے بعد میں آپ کو فون کروں گا۔"

کرنل ریڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" او کے ــــــ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا" ڈی ون نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور کرنل ریڈ نے رسیور رکھ دیا۔ بھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ اچانک ساتھ رکھے ہوئے عام ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل ریڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــــ کرنل ریڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس ــــــ ایم ایم ون بات کرنا چاہتا ہے۔" پی اے نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ــــــ جلدی ملاؤ" ــــــ کرنل ریڈ نے کہا۔

اور دوسرے لمحے ہلکی سی کلک کی آواز رسیور سے ابھری اور کرنل یڈ سمجھ گیا کہ سلسلہ ایم ایم ون سے مل گیا ہے۔

"یس۔ ــ کرنل ریڈ سپیکنگ" ــــــ کرنل ریڈ نے کلک کی آواز سنتے ہی کہا۔

"باس ــــــ میں ایم ایم ون رابرٹ بول رہا ہوں جناب۔ میں اور جویا اس وقت مصنوعی جھیل کی سیر کرتے پھر رہے ہیں۔ میں نے چیک کر لیا ہے جناب وہ واقعی سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ میں نے اسے مشن کے بارے میں ایک جھوٹی سچی کہانی سنائی تھی۔ اور بتایا تھا کہ ہمارا مشن پاکیشیا کے حق میں ہے۔ لیکن ہم حکومتی سطح پر انجام نہیں دے سکتے۔ اس پر اس نے

پاکیشیا کے مشہور آدمی علی عمران کا اشارہ دیا۔ جس سے میں سمجھ گیا کہ وہ واقعی وہی جولیا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس نے لامحالہ واپس جاتے ہی علی عمران سے بات کرنے کی کوشش کرنی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ علی عمران سے اس نے بات کر دی تو پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً چوکنی ہو جائے گی اس لئے وہ ٹوائلٹ گئی ہے تو میں نے موقع دیکھ کر آپ کو کال کی ہے

رابرٹ کی تیز تیز آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— تم ایسا کرو کہ فوراً اسے کسی طرح بیہوش کر دو۔ اور مجھے اطلاع دو میں ایمبولینس بھجوا کر تم دونوں کو یہاں ہیڈ کوارٹر منگوا لوں گا۔ اس کے بعد کا پروگرام میں نے چاک آؤٹ کر دیا ہے بلکہ میں تمہیں ابھی کال کرنے والا تھا"

کرنل ریڈ نے جواب دیا

"اوکے سر" ——— دوسری طرف سے رابرٹ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ ختم ہو گیا۔

رابرٹ کو شاید بہت جلدی تھی۔ اس لئے اس نے مختصر ہی بات کی تھی۔

کرنل ریڈ نے سلسلہ ختم ہوتے ہی رسیور رکھا اور انٹرکام کا بٹن دبا

"یس سر" ——— دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر کے انچارج کی آواز گو

"ہیری ——— ہیڈ کوارٹر کی مخصوص ایمبولینس تیار رکھو۔ اسے مصنو جھیل پر بھیجنا ہے۔ جہاں سے ایم ایم ون اور ایک لڑکی کو اس میں ڈا کر ہیڈ کوارٹر لانا ہے" کرنل ریڈ نے کہا۔

"اوہ ——— کیا ایمبولینس ضروری ہے۔ دوسری گاڑی نہ بھجوا دو

انچارج نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ——— وہ لڑکی بے ہوش ہو گی اور میں نہیں چاہتا کہ کسی کو شک پڑے۔ اس لئے ایمبولینس بھیجنا"

کرنل ریڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب ——— وہ تیار ہو گی۔ آپ کی طرف سے اطلاع ملتے ہی اسے روانہ کر دیا جائے گا"

انچارج نے جواب دیا۔

اور کرنل ریڈ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

اب اسے رابرٹ کی کال کا انتظار تھا۔

میٹنگ ہال میں اس وقت ایک بڑی سی میز کے گرد چھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے دو کرسیاں خالی تھیں۔ باقی کرسیوں پر افراد موجود تھے۔

یہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا مخصوص میٹنگ ہال تھا۔ جس میں ہونے والی گفتگو کو خفیہ رکھنے کے لئے انتہائی جدید ترین سائنسی آلات نصب کئے گئے تھے۔

یہ مخصوص میٹنگ صدر مملکت کے حکم پر بلائی گئی تھی۔ میٹنگ ہال کے باہر صدر مملکت کا محافظ دستہ بڑے چوکنے انداز میں پہرہ دے رہا تھا۔

کرسیوں پر اس وقت پاکیشیا کا ایر مارشل نعیم آصف، ڈیفنس چیف سیکرٹری سرفراز خاں، سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان اور ڈیفنس سیکرٹ لیبارٹری کا انچارج داور موجود تھے

جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو اور خود صدر مملکت کا انتظار تھا۔ باقی دو خالی کرسیاں انہی کے لئے موجود تھیں۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایکسٹو منہ پر نقاب ڈالے بڑے باوقار انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے سب افراد احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویسے بھی انہیں اٹھنا تھا کیونکہ قانوناً ایکسٹو کا عہدہ ایسا تھا کہ پروٹوکول کے مطابق جب وہ کسی جگہ پہنچے تو وہاں موجود ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ خود صدر مملکت ہی کیوں نہ ہو۔ اس کی تعظیم کے لئے اٹھنا ضروری تھا۔

لیکن میٹنگ میں موجود ہر شخص کے دل میں ایکسٹو کے لئے اتنا احترام تھا کہ اگر قانوناً بھی ان کے لئے اٹھنا لازمی نہ ہوتا تب بھی وہ ضرور اس کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور سر سلطان کو ہمیشہ ایسے موقعوں پر اپنے آپ پر فخر سا محسوس ہونے لگتا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ایکسٹو دراصل کون ہے۔ اور یہ شرف پورے ملک میں سرکاری ملازمین میں صرف انہیں ہی حاصل تھا کہ وہ ایکسٹو کی اصل شخصیت جانتے تھے۔ ورنہ صدر مملکت تک کو علم نہ تھا کہ ایکسٹو دراصل کون ہے۔

”تشریف رکھیے“ ——— ایکسٹو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

اور باقی سب افراد خاموشی سے دوبارہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد دوسری طرف کا دروازہ کھلا اور صدر مملکت مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے افراد ایک بار پھر صدر مملکت کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر ایکسٹو ویسے ہی بیٹھا رہا۔ اس نے سر کے اشارے سے صدر مملکت کو تعظیم دی۔ صدر مملکت نے ان سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

ان کے کرسی پر بیٹھتے ہی میٹنگ ہال کے دونوں دروازوں پر لگے ہوئے سرخ بلب جل اٹھے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہال کا حفاظتی سسٹم آن کر دیا گیا ہے اور اب یہاں ہونے والی گفتگو کو کسی بھی طرح باہر سے نہیں سنا جا سکتا۔ اور نہ ٹیپ کیا جا سکتا ہے۔

"آپ حضرات کو یہاں اکٹھے ہونے کی تکلیف دینے کا ایک خاص مقصد ہے۔ ایک اہم واقعہ پیش آیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق اچھی طرح سوچ بچار کر کے ایک ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ جس کے بعد کوئی مشکل پیش نہ آسکے۔"

صدر مملکت نے دروازے پر سرخ بلب جلتے ہی گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ——— ایئر مارشل راشد نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جبکہ باقی افراد خاموش رہے۔

"سر سلطان ——— آپ ذرا تفصیل سے بتائیے کہ کیا مسئلہ درپیش ہے۔" صدر مملکت نے ساتھ بیٹھے ہوئے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور سر سلطان اٹھ کھڑے ہوئے۔

"معزز حضرات ——— مسئلہ بے حد گمبھیر ہے۔ آپ کو علم ہے کہ ہم نے ایکریمیا سے ابھی حال ہی میں چار جدید ترین جنگی طیارے ایف الیون خریدے ہیں۔ ان طیاروں کی خرید کی وجہ سے ہمارا ہمسایہ ملک کافرستان بہت چراغ پا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ کافرستان روسیاہ کے ساتھ مل کر اپنے ملک میں جدید ترین جنگی اسلحے کے ڈھیر لگا رہا ہے۔ اس لئے اپنی حفاظت

ن بنا پر ہمارے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ ہم ایسے ہتھیار حاصل کریں جن کی
ہ پر کافرستان کے ساتھ ہمارا جنگی توازن برقرار رہے۔ اس سلسلے میں
ی اسلحے کے ساتھ ساتھ ایکریمیا کے ساتھ مخصوص اور جدید ترین جنگی
یارے ایف الیون کی خرید کی بات چیت بھی ہوئی۔

پہلے پہل تو ایکریمیا ہمیں ایف الیون طیارے دینے پر کسی طور
ی رضامند نہیں تھا۔ کیونکہ ایف الیون طیارے انتہائی جدید ترین ٹیکنالوجی
ے حامل ہیں۔ لیکن جب ہمارے دوست ملک حجاز نے ایکریمیا پر دباؤ ڈالا
ر سے تیل بند کرنے کی دھمکی دی تو مجبوراً ایکریمیا نے اس سودے
ر رضامندی ظاہر کر دی۔ کیونکہ ان طیاروں کی پاکیشیا میں منظوری سے حجاز
پنا دفاع بھی آسانی سے ہو سکتا تھا۔

اس لئے حجاز چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ جدید ترین طیارے پاکیشیائی
ضائی بیڑے میں شامل ہو جائیں۔ چنانچہ حجاز کی مدد سے ہم نے نقد
یمت دے کر یہ چار طیارے ایکریمیا سے خریدنے کا معاہدہ کر لیا۔

جب طیارے تیار ہو گئے اور ان کی ہمیں ڈیلیوری کا وقت آیا۔
ہم نے اپنے سائنسدانوں کے ذریعے ان کی چیکنگ کرائی تو اس
ت کا انکشاف ہوا کہ ان میں جدید ترین ٹیکنالوجی ——— نصب
نہیں کیا گیا۔ اس ٹیکنالوجی کے بغیر ان طیاروں کی کارکردگی آدھی رہ
تی ہے۔ اس لئے ہم نے ایکریمیا پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس ٹیکنالوجی سمیت
میں طیارے دے۔

مگر ایکریمیا اس بات پر اڑ گیا کہ وہ یہ ٹیکنالوجی کسی قیمت پر ہمیں
ے گا۔ اس کا خاص بہانہ یہ تھا کہ اس طرح ٹیکنالوجی روسیاہ کے ہتھے

چڑھ سکتی ہے۔ بہرحال بے حد اصرار کے باوجود یہ ٹیکنالوجی ہمیں نہ دی گئی اور مجبوراً ہمیں اس ٹیکنالوجی کے بغیر ہی طیارے لینے پڑے۔ گو اس ٹیکنالوجی کے بغیر بھی یہ طیارے اس قدر طاقتور ہیں کہ کافرستان کی فوجی قوت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن چار جنگ ٹیکنالوجی کی بات ہی اور تھی

اس ٹیکنالوجی کے بعد تو روسیاہ جیسی سپر پاور بھی ہمارے ملک کے خلاف اقدامات کرنے کا سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ لیکن مجبوری تھی ہم ایکریمیا کو مجبور نہ کر سکتے تھے لیکن آج سے چند ماہ قبل ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے ہمیں چونکا دیا۔

ہمارا ایک سائنسدان رفاقت علی ایکریمیا کی ڈیفنس لیبارٹری میں ایک اعلیٰ عہدے پر تعینات تھا۔ وہ چونکہ بیس پچیس سال سے وہیں کام کر رہا تھا اور اس نے ایکریمیا ہی کی شہریت حاصل کر رکھی تھی اس لئے ایکریمیا کو اس پر اعتماد تھا۔ مگر رفاقت علی کے دل میں اپنے وطن پاکیشیا کی محبت کا جذبہ پوری طرح زندہ تھا۔

ایک بار اتفاق سے اسے چار جنگ ٹیکنالوجی کا مخصوص اور خفیہ ترین فارمولے کی ایک کاپی دستیاب ہو گئی اس نے فوری طور پر اس کاپی کو پاکیشیا منتقل کر دیا۔ یہ کام انتہائی خفیہ پیمانے پر ہوا۔ اور ایکریمیا کو اس کا شک تک نہ گزرا کہ ان کی جدید ترین ٹیکنالوجی پاکیشیا منتقل ہو چکی ہے

اس فارمولے کو ڈاکٹر داور کی لیبارٹری میں بھجوا دیا گیا اور ڈاکٹر داور نے اس ٹیکنالوجی پر مزید ریسرچ ورک شروع کر دیا تاکہ اس ٹیکنالوجی کو تیار کر کے ان طیاروں میں نصب کیا جا سکے۔ لیکن اس کے لئے ایسے سامان کی ضرورت تھی جو عام حالات میں نہ ہی منگوایا جا سکتا تھا اور نہ یہاں

تیار کیا جا سکتا تھا۔

اس مسئلے پر بھی بہرحال قابو پا لیا گیا۔ اور کسی نہ کسی انداز میں یہ سامان منگوا لیا گیا۔ یہ سامان بے حد کم مقدار میں ملا جس سے صرف اس ٹیکنالوجی پر مشتمل صرف ایک آلہ تیار کیا جا سکا۔

اب سے تقریباً پندرہ روز قبل یہ آلہ تیار ہو گیا۔ اور پھر ایک ایف الیون میں اسے نصب کر کے اس کا تجربہ بھی کر لیا گیا۔ وہ بالکل درست ہے۔ ہم اب اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح اور آلات منگوا کر باقی طیاروں میں بھی نصب کر دیا جائے لیکن اچانک ایک ہفتہ قبل ہمیں اطلاع ملی کہ ایکریمیا کو اس ٹیکنالوجی کی پاکیشیا میں منتقلی کی خبر ہو گئی ہے۔ سائنسدان رفاقت علی نے نشے کی حالت میں کسی پرائیویٹ محفل میں اس بارے میں اشارہ کر دیا جس پر سی آئی اے حرکت میں آ گئی۔ اور رفاقت علی کو گرفتار کر لیا گیا۔ جدید ترین چیکنگ مشینوں سے ان سے معلومات حاصل کی گئیں۔ اس طرح ساری بات کھل کر سامنے آ گئی۔ اور رفاقت علی کو اس جرم میں ہلاک کر دیا گیا۔

اس کے بعد سی آئی اے نے مزید تحقیقات کیں اور جن ذرائع سے ہم نے وہ سامان حاصل کیا تھا ان ذرائع کا پتہ چلا لیا گیا اور متعلقہ افراد کو گولی مار دی گئی۔ مزید براں انہیں اس بات کی حتمی اطلاع مل چکی ہے کہ ہم نے اس ٹیکنالوجی پر مشتمل آلہ ایک طیارے میں نصب کر دیا ہے۔ چنانچہ اب یہ اطلاعات ملی ہیں کہ سی آئی اے اس طیارے کو تباہ کرنے اور اس ٹیکنالوجی سے واقف ہر سائنسدان اور ڈیفنس لیبارٹری کو ہلاک کرنے اور تباہ کرنے کا منصو بنا رہی ہے چونکہ یہ اطلاعات انتہائی اہم اور فوری نوعیت کی ہیں۔ اگر ہماری

ڈیفنس لیبارٹری تباہ کر دی گئی۔ چیدہ چیدہ سائنسدان ہلاک کر دیئے گئے۔ ایف الیون طیارے یا ایک طیارہ تباہ کر دیا گیا تو پاکیشیا کو خوفناک اور تباہ کن نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اس بنا پر یہ خصوصی میٹنگ طلب کی گئی ہے تاکہ اس متوقع خطرے سے بچنے کے لیے کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے جس سے پاکیشیا کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ختم ہو جائے۔" سر سلطان نے پوری تفصیل سے تمام واقعہ بیان کیا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئے

"آپ حضرات نے اس اہم مسئلے کی تفصیل بھی سن لی اور اس کی اہمیت کا بھی آپ کو احساس ہو گیا ہو گا۔ آپ کے ذہنوں میں اس سلسلے میں کوئی تجاویز ہوں تو براہ کرم کھل کر بات کیجئے۔ صدر مملکت نے سنجیدہ لہجے میں سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ایف الیون طیاروں کو تباہی سے بچانے کے لیے وہ آلہ اتار کر فی الحال کسی ایسی جگہ چھپا دیں جہاں سے وہ ٹریس نہ کیا جا سکے اور بوقت ضرورت اسے دوبارہ نصب کر دیا جائے۔ اس طرح کم از کم یہ قیمتی ترین طیارے تو سی آئی اے کے ٹارگٹ سے ہٹ جائیں گے

ایئر مارشل نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ایسا ناممکن ہے۔ یہ ٹیکنالوجی اتنی پیچیدہ ہے کہ طیارے میں اسے نصب کرنے میں کم از کم ایک ہفتہ چاہیئے۔ ظاہر ہے بوقت ضرورت فوری طور پر اسے نصب نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر اسے اتار لیا جائے تو پھر اس کی تیاری کا کوئی فائدہ بھی نہ ہو گا۔"

ڈاکٹر داور نے فوری جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہم ٹیکنالوجی کے حامل طیارے کو فوجی طور پر کسی خفیہ جگہ پر رکھیں باقی طیاروں سے علیحدہ تاکہ اگر تباہ بھی ہو تو یہی طیارہ تباہ ہو۔ اس کے دھوکے میں باقی تین بھی ساتھ تباہ نہ ہوں"

ڈیفنس چیف سیکرٹری سرفراز خان نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

لیکن اس طرح تو ہم خود اس طیارے کو ان کا ٹارگٹ بنا دیں گے"

ڈاکٹر داور نے جواب دیا۔

مسٹر ایکسٹو ——— آپ خاموش ہیں" صدر مملکت نے ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

اب تک جو گفتگو ہوئی ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں موجود ہر شخص کے ذہن میں یہ بات تو مسلمہ ہے کہ سی آئی اے اس طیارے یا سارے طیاروں کو لازماً تباہ کر دے گی۔ اس لئے ایک طیارے کو تباہ کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ یہ طیارے لیبارٹری اور سائنسدان ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہیں اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس طیارے کی اس طرح حفاظت کریں کہ کسی طرح بھی اسے نقصان نہ پہنچے اس کے لیئے میرے سیکشن کی خدمات حاضر ہیں۔" ایکسٹو نے جواب دیا۔

"مگر مسٹر ایکسٹو ——— سوال یہ ہے کہ ہم کب تک اس کی حفاظت کریں گے۔ آپ کا پورا محکمہ اگر لامحدود عرصے کے لئے اسی کام میں مصروف رہا تو پھر دوسرے اہم کاموں کا حرج ہو گا۔ اب سی آئی اے والے اس سلسلے میں کب کارروائی کرتا ہے۔ کیا کرتا ہے اس سلسلے میں فی الحال تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آپ نے اس بات پر غور کیا۔"

صدر مملکت نے جواب دیا۔

جناب صدر ―― جہاں تک لیبارٹری اور سائنسدانوں کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں تو آپ بے فکر رہیں۔ اس ٹیکنالوجی کو کسی بھی ایک سائنسدان نے پوری طرح مکمل نہیں کیا۔ وہ صرف ان کے چند حصوں کے بارے میں جانتے ہیں اور یہ بات سی آئی اے بھی جانتی ہے کیونکہ ایکریمیا میں بھی ایسا ہونا ناممکن ہے۔ یہ تو اتفاق تھا کہ سائنسدان رفاقت علی کو ٹیکنالوجی کی مکمل کاپی دستیاب ہو گئی تھی۔ ورنہ ایسا ہونا ناممکن تھا۔ اور ڈیفنس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات میں نے اس حد تک کر رکھے ہیں کہ آپ کو علم ہو گا کہ پہلے بھی ایکریمیا، روسیاہ اور کافرستانی ایجنٹ سر ٹکرا ٹکرا کر ناکام ہو چکے ہیں۔ اور اب بھی وہ کسی طور لیبارٹری میں داخل ہو کر اسے تباہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ لیبارٹری کی طرف سے تو قطعاً بے فکر ہو جائیں۔ سائنسدانوں کی طرف سے بھی۔ آپ صرف اس طیارے کے بارے میں سوچیں جس میں وہ ٹیکنالوجی نصب ہے۔"

ڈاکٹر داور نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

" مگر وہ ٹیکنالوجی کا مکمل فارمولا تو ظاہر ہے لیبارٹری میں موجود ہو گا"۔ ڈیفنس چیف سیکرٹری نے کہا

" ہاں ―― اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ اسے میں جناب ایکسٹو کے حوالے کر دیتا ہوں۔ وہ اسے اپنی ذاتی حفاظت میں رکھیں ہمارے اہم ترین فارمولے پہلے ہی ان کی ذاتی حفاظت میں ہیں۔ اور جب تک سامان کی دستیابی کا مسئلہ حل نہ ہو یہ فارمولا ویسے بھی ہمارے لئے بیکار ہے۔ اس لئے اس مسئلے کو اس طرح حل کیا جا سکتا ہے"

ڈاکٹر داور نے کہا۔

" ٹھیک ہے ―― مجھے ڈاکٹر داور کی اعلیٰ صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ فارمولا مسٹر ایکسٹو کے حوالے کر دیا جائے۔ اس طرح ہم لیبارٹری ۔ ئنسدانوں اور فارمولے کی حد تک تو بے فکر ہو جائیں گے اب مسئلہ کیا طیاروں کی حفاظت کا۔ اس کے لئے کیا تجاویز ہیں۔"

صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" جناب ―― اس وقت یہ طیارے کہاں موجود ہیں"۔ ڈاکٹر داور نے پوچھا۔

" سرکنڈا ایئر بیس کے خفیہ ہینگروں میں ―― اور ہم انہیں وہاں ے ہٹا بھی نہیں سکتے کیونکہ یہی ہینگر ایسے ہیں جہاں یہ حفاظت سے رہ سکتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ جنگی نقطہ نظر اور حکمت عملی کی بنا پر ن کی یہاں موجودگی ضروری ہے" ایئر مارشل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا ایک ہی حل ہو سکتا ہے کہ میرے آدمی ان خفیہ ہینگروں کی حفاظت کا تفصیل سے جائزہ لیں اور پھر انہیں مزید بہتر بنانے کے لئے جو ضروری اقدامات ہم مناسب سمجھیں وہ کئے جائیں۔ اس کے علاوہ میرا یہ آدمی چیف سیکورٹی آفیسر کے روپ میں مستقل وہیں رہے گا۔ تاکہ کسی بھی غلطی کی صورت میں ہم فوری طور پر مسلح ہو کر حرکت میں آ جائیں اور سی آئی اے کے ایجنٹوں کا بروقت خاتمہ کیا جا سکے۔"

ایکسٹو نے جواب دیا۔

" تو کیا آپ کا ایک آدمی لامحدود مدت کے لئے وہاں تعینات رہ سکتا ہے" صدر مملکت نے کہا۔

" لامحدود عرصے کی بات نہیں۔ ہم کچھ عرصے کے لئے وہاں کام کریں

سے گے۔ اس دوران ہم وہاں ایسے آدمی منتخب کریں گے جن کی حب الوط ہمارے نزدیک بے داغ ہو اور وہ کسی بھی انداز میں کسی بھی لالچ یا دبا میں نہ آسکیں اور نہ کسی بھی طور خریدے جا سکیں۔ جب ایسے آدمی تیار ہو جائیں گے تو پھر انہیں ضروری تربیت دے کر وہاں چھوڑ دیا جائے گا اس طرح مسئلہ لامحدود مدت تک حل کیا جا سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ سی آئی اے کے ایجنٹ کھل کر سامنے نہیں آ سکتے کیونکہ روسیاہی ایجنٹ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ سی آئی اے کسی طور پر بھی یہ نہ چاہے گی کہ روسیاہ ایجنٹوں کو اس ٹیکنالوجی کی پاکیشیا میں موجودگی کا علم ہو۔ کیونکہ اس طرح انہیں یہ خطرہ پیدا ہو جائے گا کہ روسیاہی ایجنٹ ان سے پہلے نہ اس ٹیکنالوجی کو لے اڑیں۔ اس لئے وہ اگر کارروائی کریں گے تو انتہائی خفیہ انتہائی خفیہ کارروائی میں اور غیر ضروری طور پر محتاط ہونے کی بنا پر لازماً ایسی غلطیاں ہو جائیں گی کہ ہمیں ان کی اطلاع مل جائے گی اور ہم آسانی سے ان کا سدباب کر سکیں گے۔" ایکسٹو نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

آپ کا تجزیہ بالکل درست ہے مسٹر ایکسٹو ——— واقعی وہ لوگ کھل کر کارروائی نہیں کر سکتے اور سیاسی طور پر بھی ان طیاروں کو تباہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس طرح پوری دنیا میں یہ بات موضوع بحث بن جائے گی اور روسیاہ والے اپنے طور پر تحقیقات کریں گے کہ ایکریمیا نے خود اپنے ہی دیئے ہوئے طیارے یا طیارہ کو کیوں تباہ کیا ہے۔ چنانچہ یہی صورت رہ جاتی ہے کہ وہ اس ٹیکنالوجی کے تحت طیارے میں نصب آلے کو اتار کر واپس لے جائیں یا صرف اسے ہی تباہ کر دیں اور فارمولے کی واپسی کے لئے کام کریں۔" صدر مملکت نے کہا۔

"اس صورت میں ہماری حکومت ایسا انتظام کر سکتی ہے کہ سیاسی طور پر ایکریمیا کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ ایسی کوئی ٹیکنالوجی نہ ہی پاکیشیا پہنچی ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہو سکی ہے۔" ایکسٹو نے کہا۔

"مگر کیسے ——— جب انہیں اطلاعات مل چکی ہیں کہ سامان بھی پاکیشیا پہنچ چکا ہے اور فارمولا بھی ——— اور جہاں تک معلومات کا تعلق ہے۔ انہیں اس بات کی بھی اطلاع مل چکی ہے کہ ایک طیارے میں یہ ٹیکنالوجی نصب بھی کی جا چکی ہے۔ تو پھر انہیں کیسے یقین دلایا جائے۔" صدر مملکت نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر ——— وقتی طور پر یہ ٹیکنالوجی طیارے سے ہٹا کر اسے کسی محفوظ مقام پر چھپایا جا سکتا ہے اور پھر ایکریمیا کے ماہرین سے ان طیاروں کا معائنہ کرایا جا سکتا ہے۔ اس طرح وہ ٹیکنالوجی کی تیاری کی حد تک مطمئن ہو سکتے ہیں باقی سامان اور فارمولے کے متعلق ایسے انتظامات کئے جا سکتے ہیں کہ کسی سائنسدان کے فرار کا ڈرامہ رچایا جائے جو سامان تباہ کر کے فارمولا لے کر غائب ہو گیا ہے۔" ایکسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— اب ایسا ناممکن ہے۔ اس ٹیکنالوجی کے طیارے میں نصب ہونے کے بعد اگر اسے اتار بھی دیا جائے تو اس کے نصب ہونے کے نشانات غائب نہیں کئے جا سکتے۔ صاف معلوم ہو جائے گا کہ اس طیارے میں ٹیکنالوجی نصب تھی جسے اتار لیا گیا ہے۔" البتہ سامان کی تباہی اور فارمولے کے اغوا کا ڈرامہ رچایا جا سکتا ہے۔" ڈاکٹر داور نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے، آپ یہ ڈرامہ رچا کر سیاسی طور پر انہیں یقین دلا دیں کہ ہم نے ٹیکنالوجی تیار نہیں کی۔ جہاں تک طیاروں کی حفاظت کا تعلق ہے۔ ان کی حفاظت کا ذمہ ہم لیتے ہیں۔"

ایکسٹو نے جواب دیا۔

"مگر اس ڈرامے کے بعد ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا سرکاری طور پر دباؤ ڈالے کہ اس کے ماہرین سے طیاروں کا معائنہ کرایا جائے تاکہ انہیں یقین ہو کہ ٹیکنالوجی طیارے میں نصب نہیں کی گئی۔"

ڈیفنس چیف سیکرٹری سرفراز خاں نے کہا

"ہاں۔ —— ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ایک طیارے کی تباہی کا ڈرامہ بھی رچا دیں —— بعد ازاں اس طیارے کو علیحدہ چھپا دیا جائے جس میں ٹیکنالوجی نصب ہو۔ اس کے بعد اگر معائنہ بھی ہو گا تو باقی تین طیاروں کا ہی ہو گا۔ جو اس ٹیکنالوجی سے خالی ہیں۔"

ڈاکٹر داور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں —— اگر ایسا کیا گیا تو پھر وہ تباہ شدہ طیارے کے ملبے کے معائنے کا مطالبہ کریں گے جو ظاہر ہے ہم پیش نہیں کر سکیں گے۔"

سرفراز خاں نے غور کرتے ہوئے کہا۔

"واقعی —— میرا اس طرف تو خیال ہی نہ گیا تھا۔" ڈاکٹر داور نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر رہنے دیجئے —— ہم خود ہی سب کی حفاظت کریں گے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور ہم اسے نبھائیں گے۔"

ایکسٹو نے کہا۔

"مسٹر ایکسٹو —— ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے۔ اگر یہ ممکن ہو جائے تو پھر مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وہ یہ کہ ہمارے ایجنٹ ایکریمیا سے ایک اور الیف الیون طیارہ اغوا کر لیں اور پھر اسے پاکیشیا میں تباہ کر دیا جائے۔ اور ظاہر یہ کیا جائے کہ ہمارا طیارہ تباہ ہوا ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"نہیں جناب —— میرے خیال میں یہ درست نہ رہے گا۔ ایکریمیا سے اوّل تو طیارہ اغوا کرنا ہی ناممکن ہے کیونکہ ان کی زبردست حفاظت کی جاتی ہے۔ روسیاہ بھی باوجود وسائل کے آج تک ایسی جرأت نہیں کر سکا۔ دوسری بات یہ کہ اگر طیارہ اغوا بھی کر لیا جائے تو اس کا اتنا طویل فاصلہ طے کر کے یہاں تک پہنچنا ہی ناممکن ہے۔ خلا میں موجود ایکریمیا کے راڈار خلائی اسٹیشن اسے فوری چیک کر لیں گے۔ اور اسے راستے میں ہی اتار لیا جائے گا یا تباہ کر دیا جائے گا۔ اس طرح ہمارا مشن بھی مکمل نہ ہو گا۔ اور ہمارے سفارتی تعلقات بھی ایکریمیا سے کشیدہ ہو جائیں گے جس سے ہمارے ملک کو شدید ترین نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔"

سر سلطان نے پہلی بار بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ چونکہ ان کا تعلق وزارت خارجہ سے تھا اس لئے وہ اس پہلو پر زیادہ فکر مند تھے۔

"آپ کی بات درست ہے —— میرا آئیڈیا ہی بنیادی طور پر غلط تھا۔" صدر مملکت نے بڑی فراخدلی سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ اس معاملے میں بے فکر رہیں مسئلہ میرے سامنے آ گیا ہے۔ اب یہ میری ذمہ داری ہے۔ میرا محکمہ قائم ہی اسی لئے کیا گیا ہے۔"

ایکسٹو نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر ایکسٹو ——— مجھے آپ کی بات پر مکمل اعتماد ہے میں ابھی آرڈرز کر دوں گا کہ آپ ان طیاروں کی حفاظت کے لئے جو بھی اقدامات کرنا چاہیں کھلے طور پر کر سکتے ہیں۔" صدر مملکت نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"مسٹر ایکسٹو ——— میں بطور ایئر مارشل آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم سب آپ سے ہر ممکن تعاون کریں گے۔" ایئر مارشل راشد نے پُرخلوص لہجے میں یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ——— مجھے اپنے ملک کے ہر آدمی سے یہی امید رہی ہے۔" ایکسٹو نے جواب دیا۔

اس کے بعد صدر مملکت نے میٹنگ برخاست کر دی اور پھر صدر مملکت اور ایکسٹو اکٹھے ہی اپنے اپنے دروازوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد باقی ممبران بھی تیسرے دروازے سے باہر چلے گئے۔ سر سلطان کے چہرے پر البتہ شکنوں کے جال پھیلے ہوئے تھے وہ قطعی طور پر مطمئن نہیں تھے۔ اس لئے وہ یہی سوچ رہے تھے کہ واپس کوٹھی جا کر وہ عمران سے اس موضوع پر تفصیلی بات چیت کریں گے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ایکسٹو کے روپ میں بلیک زیرو کی بجائے خود عمران نے میٹنگ میں شرکت کی تھی۔

جب سے رابرٹ نے طیاروں کے مشن کی بات کی تھی جولیا کے دل کو پنکھے سے لگ گئے تھے۔ اسے اب یہ خوبصورت مناظر بھی اچھے نہ لگ رہے تھے۔ وہ چاہتی تھی کہ جلد از جلد عمران سے بات کرے تاکہ اس سلسلے میں کوئی فوری اقدام کیا جا سکے

اسے معلوم تھا کہ براہ راست ایکسٹو سے بات کرنا فضول ثابت ہوگا کیونکہ ایکسٹو جب تک اپنے ذرائع سے کوئی اطلاع حاصل نہ کرے وہ حرکت میں نہیں آتا۔

اور پھر غیر ملک سے ایکسٹو کے مخصوص نمبر پر فون کرنے سے بھی وہ ذہنی طور پر کتراتی تھی۔ لیکن رابرٹ اسے بڑی دلچسپی سے ایک ایک منظر کی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ مگر جولیا لمحہ بہ لمحہ غیر حاضر ہوتی جا رہی تھی۔

"اب واپس نہ چلیں رابرٹ ——— بہت ہو چکی سیر ——— میں تو تھک گئی ہوں۔" آخر جولیا نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی سے ——— ارے جولیا ایسے مناظر تمہیں پاکیشیا میں نظر نہیں آئیں گے۔ انہیں جی بھر کر دیکھ لو" رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا

"تم نے پاکیشیا دیکھا نہیں رابرٹ ——— ورنہ پاکیشیا میں اتنا حسن موجود ہے کہ تمہارا سوئٹزرلینڈ اس کے سامنے جنگل نظر آتا ہے"

جولیا نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"ارے ——— یہ کیا کہہ رہی ہو ——— سوئٹزرلینڈ کو تو دنیا کی جنت کہا جاتا ہے" رابرٹ نے حیران ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بس پروپیگنڈے کی بات ہے۔ پاکیشیا ابھی پس ماندہ ملک ہے وہاں ابھی جدید ترین سہولیات نہیں ہیں اور نہ ہی لوگ اس کے حسن سے متعارف ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پاکیشیا میں ایسے علاقے وافر تعداد میں موجود ہیں کہ ان کے سامنے سوئٹزرلینڈ کا حسن ماند پڑ جاتا ہے"

جولیا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— ہوگا ——— جب تم دعوت دو گی تو میں پاکیشیا بھی دیکھ لوں گا۔ فی الحال تو یہاں کی سیر کرو"

رابرٹ نے بحث کرتے ہوئے کہا اور جولیا چونکہ اس وقت مہمان تھی اس لیے اس نے مزید ضد کرنی مناسب نہ سمجھی۔

وہ ایک کیفے میں پہنچے تو جولیا رابرٹ کو کہہ کر ٹوائلٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ شاید تنہائی میں اس مشن کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہتی تھی۔

اس کے ٹوائلٹ میں جاتے ہی رابرٹ نے کاؤنٹر پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے کرنل ریڈ کے نمبر ڈائل کرنے لگا جب

اس کا کرنل ریڈ سے رابطہ قائم ہو گیا تو اس نے صورت حال کی وضاحت کی جس پر کرنل ریڈ نے اسے بے ہوش کر کے لے آنے کا حکم دیا۔ اور رابرٹ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

جولیا ابھی تک ٹوائلٹ میں تھی اس لیے رابرٹ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ کیفے کے برآمدے کے کونے میں ایک میڈیکل سٹور موجود تھا۔ جو شاید ہنگامی طور استعمال میں آنے والی ادویات کی فروخت کے لیے قائم کیا گیا تھا۔

سوئٹزرلینڈ میں چونکہ ڈاکٹر کے نسخے کے بغیر کوئی دوا فروخت نہ کی جا سکتی تھی اس لیے رابرٹ نے سیکرٹ سروس کا مخصوص کارڈ دکھا کر وہ مخصوص گولی طلب کی جسے چائے یا کافی میں ڈال دیا جائے تو اسے پینے والا دو تین گھنٹوں کے لیے بیہوش ہو جاتا ہے اور اس گولی کا ذائقہ اور بو نہیں ہوتی۔

سیکرٹ سروس کا کارڈ دکھانے کے باوجود اسے یہ وضاحت کرنی پڑی کہ ایک خطرناک بین الاقوامی مجرم کو بے ہوش کرنے کے لیے اسے یہ گولی فوری طور پر چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے کیش رجسٹر پر باقاعدہ نوٹ دے کر اپنے دستخط اور نام و پتہ لکھنا پڑا تھا۔ تاکہ کسی بھی پیچیدگی کی صورت میں اسے چیک کیا جا سکے۔ ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد رابرٹ نے دو گولیاں حاصل کر لیں اور پھر انہیں ہاتھ میں رکھے ہوئے وہ واپس کیفے میں داخل ہوا۔ تو اس نے جولیا کو کاؤنٹر کے قریب کھڑے دیکھا وہ شاید ابھی ابھی ٹوائلٹ سے نکل کر آئی تھی

"کہاں چلے گئے تھے رابرٹ" ——— جولیا نے رابرٹ کو اندر آتے

دیکھ کر پوچھا۔

"ایک دوست مل گیا تھا۔ اس سے باتیں کرتے کرتے باہر چلا گیا اور اب اسے کار پر سوار کرا کے واپس آیا ہوں۔ تم نے بہت دیر لگا دی ٹوائلٹ میں"

رابرٹ نے بڑے سادہ سے لہجے میں پوچھا۔ اور اس کے لہجے کی سادگی سے جولیا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے نظر آئے۔

رابرٹ نے کاؤنٹر پر دو کپ کافی بھیجنے کا آرڈر دیا اور پھر جولیا کو لے کر ایک خالی میز پر آ کر بیٹھ گیا۔

"میرے خیال میں تم شاید کچھ بوریت محسوس کر رہی ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو واپس چلے چلتے ہیں۔ ہم یہاں تفریح کے لئے آئے ہیں، بور ہونے کے لئے نہیں" رابرٹ نے کہا۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں —— بس میرے سر میں ہلکا سا درد محسوس ہو رہا ہے" جولیا نے جواب دیا

"اوہ —— شاید موسم کی فوری تبدیلی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ بہرحال کافی پی کر واپس چلتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر سے دوا لے کر گھر پہنچ جائیں گے"

رابرٹ نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ بھی اب یہی چاہتی تھی کہ جلد از جلد گھر پہنچ جائے تاکہ رابرٹ کے ادھر ادھر ہوتے ہی وہ فون پر عمران سے رابطہ قائم کر سکے۔

ویٹر نے کافی کے کپ ان کے سامنے میز پر رکھ دیئے اور دونوں اپنے اپنے کپ اٹھا کر کافی سپ کرنے لگے۔

کپ آدھے ہوئے تھے کہ رابرٹ کو موقع مل گیا۔ جولیا کی پشت پر

موجود میز پر بیٹھے ہوئے دو آدمی کسی بات پر آپس میں الجھ پڑے اور جولیا نے بے اختیار مڑ کر ان کی طرف دیکھا۔

اسی لمحے رابرٹ نے دبی ہاتھ بڑھا کر جولیا کی پیالی پر رکھا جس میں دو گولیاں موجود تھیں۔ اور دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ اپنی پیالی پر واپس پہنچا تو دونوں گولیاں جولیا کی پیالی میں موجود کافی میں شامل ہو چکی تھیں

رابرٹ جانتا تھا کہ دونوں گولیاں چند سیکنڈ میں حل ہو جائیں گی اس لئے وہ مطمئن تھا۔ اس نے اپنی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔

جولیا بھی اب مڑ کر اپنی پیالی اٹھا چکی تھی اور پھر وہ دونوں خاموش بیٹھے ہوئے کافی پیتے رہے۔ جولیا کو ایک لمحے کیلئے بھی احساس نہ ہوا کہ رابرٹ اس کے ساتھ کوئی کھیل کھیل چکا ہے۔ لیکن ابھی جولیا کی پیالی میں کافی کے چند گھونٹ رہتے تھے کہ جولیا نے اچانک اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا

"کیا ہوا جولیا —— کیا سر میں زیادہ درد ہونے لگا ہے"

رابرٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"مم —— مجھے چکر آ رہے ہیں" جولیا نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس کا جسم لہرانے لگا۔

رابرٹ نے جلدی سے اٹھ کر اسے سنبھال لیا۔ اسی لمحے جولیا بے ہوش ہو کر رابرٹ کے بازوؤں میں جھول گئی

ویٹر اور ساتھ والی میزوں پر موجود افراد تیزی سے رابرٹ کی طرف لپکے مگر رابرٹ نے انہیں یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ اس کی فرینڈ کو اکثر دماغی دورے پڑتے ہیں مگر تشویش کی کوئی بات نہیں۔

رابرٹ نے جولیا کو اٹھا کر ایک صوفے پر ڈالا اور پھر خود تیزی سے

فون کی طرف لپکا۔ اس نے کرنل ریڈ کے نمبر ڈائل کئے اور فوری طور پر کیفے کا پتہ دے کر پہنچنے کے لئے کہا۔

فون کر کے جب وہ مڑا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ایک ڈاکٹر جولیا پر جھکا ہوا تھا۔ شاید ویٹر بھاگ کر کسی نزدیکی ڈاکٹر کو لے آیا تھا۔

”میں نے ایمبولینس کے لئے فون کر دیا ہے ڈاکٹر“ رابرٹ نے نزدیک جا کر تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ ——— ٹھیک ہے۔ انہیں ہسپتال لے جانا ضروری ہے“ ڈاکٹر نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ میری ساتھی ہیں ڈاکٹر ——— انہیں اکثر ایسے دماغی دورے پڑ جاتے ہیں اور کئی گھنٹوں تک بے ہوش رہتی ہیں“۔ رابرٹ نے کہا۔

”لیکن مجھے تو یہ منشیات کی عادی معلوم ہوتی ہیں۔ یہ کیفیت دماغی دورے کی نہیں ہے“ ڈاکٹر نے مشکوک لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے ——— بہرحال ہسپتال میں اچھی طرح چیکنگ ہو جائے گی“ رابرٹ نے اسے مطمئن کرنے کے لئے کہا۔

”ٹھیک ہے ——— میرا کلینک اسی کیفے سے متصل ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو مجھے بلوا لیں۔ ویسے یہ صرف بے ہوش ہیں۔ کوئی خطرے والی بات نہیں ہے“ ڈاکٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو ڈاکٹر“ ——— رابرٹ نے بڑے پرخلوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

رابرٹ نے ایک طویل سانس لیا۔ کیفے میں معمولات دوبارہ معمول پر آ گئے البتہ ایک سکرین صوفے کے سامنے لگا دی گئی تھی تاکہ کیفے میں بیٹھے ہوئے

افراد جولیا کی اس بے ہوشی سے ڈسٹرب نہ ہوں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایمبولینس کا سائرن سنائی دیا اور رابرٹ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

ایمبولینس دروازے کے سامنے آ کر رکی۔ اور پھر سٹریچر اٹھائے دو افراد تیزی سے کمرے میں داخل ہوئے۔ رابرٹ نے انہیں پہچان لیا۔ وہ رابرٹ کے محکمے کے آدمی تھے۔

رابرٹ نے ہلکے سے سر ہلا کر انہیں اشارہ کیا۔ اور چند لمحوں بعد جولیا کو سٹریچر کے ذریعے ایمبولینس میں منتقل کر دیا گیا۔ اور رابرٹ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ سٹریچر لے آنے والے دونوں افراد جولیا کے ساتھ ہی ایمبولینس کے پچھلے حصے میں بیٹھ گئے۔

دوسرے لمحے ایمبولینس سائرن بجاتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ جنیوا کے شمال مشرق میں ایک خوبصورت سی عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔

یہ عمارت ڈیفنس ہیڈ کوارٹر تھا۔ ایمبولینس جیسے ہی ایک مخصوص حصے میں جا کر رکی رابرٹ تیزی سے نیچے اتر آیا۔

اسی لمحے ایک کمرے سے کرنل ریڈ نکل کر ایمبولینس کی طرف لپکا اور رابرٹ ٹھٹھک کر رک گیا۔

”ڈیفنس ایئرپورٹ چلو“ کرنل ریڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”ایئرپورٹ“ ——— رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ——— ہمیں وہاں سے فوری طور پر ایکریمیا پہنچنا ہے“۔

کرنل ریڈ نے ایمبولینس میں سوار ہوتے ہوئے کہا اور رابرٹ بھی اس کے

ساتھ ہی سوار ہو گیا۔

ایمبولینس ایک بار پھر ہیڈ کوارٹر سے نکل کر ڈیفنس ایئر پورٹ کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

ایئر پورٹ پہنچ کر وہ ٹرمینل سے ہوتے ہوئے سپیشل رن وے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کرنل ریڈ خود ڈرائیور کی رہنمائی کر رہے تھے۔

اور پھر رن وے کے کنارے پر کھڑے ہوئے ایک چھوٹے سے مگر تیز رفتار جہاز کے قریب جا کر کرنل ریڈ نے ایمبولینس رکوا دی۔ اور جولیا کو اس طیارے میں منتقل کرنے کا حکم دیا۔

طیارے کا پائلٹ بھی ایک طرف سے آ گیا۔ اور کرنل ریڈ سے بات چیت کرنے کے بعد کرنل ریڈ اور رابرٹ دونوں اس پائلٹ سمیت طیارے میں سوار ہو گئے۔ جولیا کو پہلے ہی طیارے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھی۔

راستے میں کرنل ریڈ نے رابرٹ کو آئندہ مشن کے لئے بریف کیا اور بتایا کہ کس طرح جولیا کے ذہن کو صاف کرنے کے ساتھ ساتھ اسے کنٹرولڈ کیا جائے گا۔ تاکہ وہ رابرٹ کے احکامات کے تحت کام کر سکے۔

رابرٹ یہ سن کر بے حد خوش ہوا۔ اسے یہ مشن اب بے حد دلچسپ اور سنسنی خیز محسوس ہو رہا تھا۔

قریباً پون گھنٹے کی تیز ترین پرواز کے بعد یہ خصوصی طیارہ ایکریمیا کے دارالحکومت سے پانچ سو کلومیٹر دور ایک بہت بڑی عمارت کی سائیڈ میں بنے ہوئے رن وے پر اتر گیا۔

اور پھر وہاں سے جولیا۔ رابرٹ اور کرنل ریڈ کو اس عمارت کے اندر

ت بایا گیا۔ جہاں سے انہیں خفیہ تہہ خانوں میں پہنچا دیا گیا۔

جب وہ ایک ہال میں داخل ہوئے تو کرنل ریڈ اور رابرٹ کی آنکھیں
ں کھلی رہ گئیں۔

ال میں انتہائی جدید ترین اور پیچیدہ مشینری نصب تھی۔ ہال میں سی۔
سے کا سربراہ ڈی ون چہرے پر نقاب ڈالے بذات خود موجود تھا
کے سینے پر دائیں طرف ڈی ون کے الفاظ چمک رہے تھے۔

س نے آگے بڑھ کر کرنل ریڈ اور رابرٹ کا استقبال کیا اور جولیا
شمال مشرقی کونے میں موجود ایک کافی بڑی مشین کے درمیان میں ایک
ٹا کر اس کے اوپر پلاسٹک کا خول چڑھا دیا گیا۔ اور سر کے گرد ایک
یں ہیلمٹ لگا دیا گیا۔ جس کے ساتھ بے شمار رنگا رنگ تاریں نکل کر اس
ین کے مختلف حصوں میں غائب ہو رہی تھیں۔

ڈی ون نے ایک مائیک لیا۔ اور مشین کے ساتھ رکھی ہوئی کرسیوں
سے ایک پر بیٹھ گیا۔ ساتھ والی کرسیوں میں کرنل ریڈ اور رابرٹ
ٹھ گئے۔

مشین کے سامنے ایک آپریٹر موجود تھا جو بڑی برق رفتاری سے مختلف
ے چلا رہا تھا اور مشین کے مختلف حصوں میں زندگی کی لہر دوڑتی
ی تھی۔ ہزاروں چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب جل بجھ رہے تھے
شمار ڈائلوں پر سوئیاں تھرتھرانے لگی تھیں۔ اور مشین کے درمیان میں
ی سی سکرین روشن ہو گئی تھی سکرین پر آڑھی ترچھی لہریں دوڑ رہی
یں۔

سر ——— اب آپ پوچھ سکتے ہیں۔ آپریٹر نے ایک طرف ہٹتے

ہوئے بڑے مودّبانہ لہجے میں ڈی ون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا نام" ——— ڈی ون نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"جولیانا فنٹر واٹر" ——— دوسرے لمحے سکرین پر بھی انگریزی میں لکھا ہوا نام نمایاں ہو گیا۔ اور ساتھ ہی سکرین کے نیچے لگے ہوئے مائیک سے جولیا کی مدھم سی آواز ابھری۔

"یہ سب کچھ ٹیپ ہو رہا ہے" ——— ڈی ون نے مائیک کے اوپر ہاتھ رکھتے ہوئے آپریٹر سے پوچھا اور آپریٹر نے سر ہلا دیا۔

"تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔ ڈی ون نے دوسرا سوال کیا۔"

"ہاں ——— میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن ہوں"۔ جولیا نے جواب دیا اور رابرٹ کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگیں کیو اس جواب نے اس کے خیال کی تصدیق کر دی تھی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سربراہ کون ہے"۔ ڈی ون نے سوال کیا۔

"ایکسٹو" ——— جولیا نے جواب دیا۔

"ایکسٹو کا اصل نام کیا ہے"۔ ڈی ون نے پوچھا۔

"یہ کسی کو بھی نہیں معلوم"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"سیکرٹ سروس میں تمہارے علاوہ اور کتنے ممبر ہیں۔" ڈی ون نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا

"میرے علاوہ سات ممبر ہیں"۔ جولیا نے چند لمحوں کی خاموشی کے ب جواب دیا۔

"ان کے نام" ——— ڈی ون نے پوچھا۔

اور جواب میں جولیا نے ——— صفدر، شکیل، نعمانی، تنویر، چ ن، صدیقی اور خاور کے نام گنوا دیئے۔

"ان کے پتے" ——— ڈی ون نے پوچھا اور جولیا نے جواب میں ب کے فلیٹس کے پتے بتا دیئے۔

"سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔ ڈی ون نے پوچھا۔

"دانش منزل میں" ——— جولیا نے جواب دیا اور ڈی ون کے پتہ پوچھنے پر س نے سڑک کا نام بتا دیا۔

اس کے بعد ڈی ون نے دانش منزل کے اندرونی نقشے اور انتظامات ے بارے میں سوال کرنے شروع کر دیئے مگر جولیا نے سوائے میٹنگ روم ر گیسٹ روم کے باقی ہر چیز سے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔

ڈی ون چونکہ جانتا تھا کہ اس مشین کے ذریعے جولیا بے ہوشی کے د میں صرف لاشعور کی مدد سے جواب دے رہی ہے اس لئے اس میں جھوٹ کا ایک فیصد چانس بھی نہ تھا

"کیا علی عمران بھی سیکرٹ سروس کا ممبر ہے"۔ ڈی ون نے پوچھا۔

"نہیں ——— اس سے ایکسٹو جب چاہے کام لے لیتا ہے۔ وہ نہیں ہے"۔ جولیا نے جواب دیا اور پھر ڈی ون کے پوچھنے پر اس نے ن کے فلیٹ کا پتہ بتا دیا۔

ڈی ون نے آپریٹر کو مخصوص اشارہ کیا تو اس نے ہاتھ میں [illegible] ہوئے ریموٹ کنٹرول طرز کے آلے کا بٹن دبا دیا اب ڈی ون کے ہا ٹے ہوئے مائیک کا سلسلہ مشین سے کٹ گیا تھا۔

"مسٹر رابرٹ ——— اب آپ اپنے طور پر جو سوال پوچھنا چاہیں وہ پوچھ لیں تاکہ وہاں جاکر آپ کو کوئی مشکل پیش نہ آئے"۔

ڈی ون نے مائیک رابرٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور رابرٹ نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے مائیک ڈی ون کے ہاتھ سے لے لیا

پھر ڈی ون کے اشارے پر اس نے جولیا سے اس کی ذات، پسند و ناپسند اور دوسرے دوستوں سے تعلقات اور اس نوعیت کے سوال کرنا شروع کر دیئے جن کے جوابات جولیا باقاعدگی سے دیتی رہی۔

جب رابرٹ کی تسلی ہو گئی تو اس نے مائیک واپس ڈی ون کے ہاتھ میں دے دیا اور ڈی ون کے اشارے پہ آپریٹر نے اس کا کنکشن ختم کر کے اسے مخصوص ہک سے لٹکا دیا۔

"اب کنٹرولڈ مشین آن کر کے جولیا کا ذہن رابرٹ کی ہدایات کے تابع کر دو۔ یہ لاشعوری طور پر رابرٹ کی ہدایات کے تابع رہے"۔

ڈی ون نے آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور آپریٹر نے سر ہلا دیا۔

اور پھر ایک طرف موجود ایک اور مشین کے ساتھ اس نے اس بڑی مشین کا کنکشن جوڑا اور رابرٹ کو اس مشین کے ساتھ منسلک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ رابرٹ اٹھ کر مشین کے ساتھ منسلک کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"آپ نے اپنے ذہن کو سادہ رکھنا ہے"۔ آپریٹر نے رابرٹ سے کہا اور رابرٹ نے سر ہلا دیا۔ اور پھر آپریٹر نے جولیا کے سر پہ پہنائے ہوئے ہیلمٹ کے انداز کا ایک اور ہیلمٹ اس نئی مشین کے ایک مخصوص خانے سے نکالا اور اسے رابرٹ کے سر پہ پہنا دیا۔ اس ہیلمٹ سے بھی بے شمار تاریں نکل کر مشین میں غائب ہو رہی تھیں۔

"سر ——— کیا کوئی عرصہ متعین کرنا ہے یا لامحدود عرصہ رکھنا ہے"۔ آپریٹر نے مشین کا بٹن آن کرنے سے پہلے ڈی ون سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"فی الحال لامحدود عرصہ رکھ دو ——— معلوم نہیں وہاں پاکیشیا میں کیسے حالات پیش آئیں۔ اور کتنا عرصہ لگے"۔

ڈی ون سے پہلے کرنل ریڈ بول پڑا۔ اور ڈی ون نے بھی سر ہلا کر کرنل ریڈ کی تائید کر دی۔

آپریٹر نے آگے بڑھ کر ایک ناب گھما کر ڈائل پر موجود سوئی کو مخصوص ہندسوں پر سیٹ کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے مشین کا بٹن آن کر دیا۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑنے لگی۔

آپریٹر نے ایک ڈائل پر نظریں جماتے ہوئے کچھ اور نابیں گھمانی شروع کر دیں اور مختلف ڈائلوں پہ مختلف رنگوں کی سوئیاں تھرتھراتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔

آپریٹر کی نظریں جس ڈائل پر جمی ہوئی تھیں اس میں نیلے رنگ کی ایک پتلی سی سوئی پہلے شمالی کونے سے ایک نمبر پہلے پر جمی ہوئی تھی۔ مشین کے آن ہونے اور آپریٹر کے نابیں گھمانے سے ڈائل کے جنوبی کونے سے ایک سفید رنگ کی سوئی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی شمالی کونے کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

پھر وہ نیلے رنگ کی سوئی کے اوپر پہنچ کر چند لمحے رکی رہی اس کے بعد مزید آگے بڑھتی چلی گئی۔ نیلے رنگ کی سوئی اپنی پہلی جگہ پر موجود تھی۔ سرخ رنگ کی سوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی آخری نمبر پہ پہنچی اور

رک گئی۔

آپریٹر چند لمحے تک اسے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایک بٹن آف کیا۔ اور مشین آف ہو گئی۔

"کام ہو گیا جناب ——— اب مس جولیا کا دماغ ہمیشہ کے لئے مس رابرٹ کے ماتحت رہے گا۔ وہ اسے خیالات کے ذریعے یا زبان کے ذریعے جو بھی حکم دیں گے مس جولیا اس کی پوری پوری تعمیل کرے گی"

آپریٹر نے مشین آف کر کے رابرٹ کے سر سے ہلمٹ اتارتے ہوئے ڈی ون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ خیالات والی بات جو تم نے کی ہے اس کے لئے کوئی رینج مقرر ہے" کرنل ریڈ نے پوچھا۔

"جی ہاں ——— ایک کلومیٹر کے فاصلے تک مسٹر رابرٹ خیالات کے ذریعے مس جولیا کو حکم دے کر اپنی بات منوا سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ فاصلے پر ان کے خیالات کام نہیں کریں گے"

آپریٹر نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

رابرٹ اس دوران اٹھ کر واپس اپنی پہلے والی کرسی پہ آ کر بیٹھ گیا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر جم گیا ہو۔

"مسٹر آپریٹر ——— کیا جولیا ہوش میں آنے کے بعد نارمل محسوس ہو گی ایسے لگے گی جیسے ٹرانس میں ہو" کرنل ریڈ نے پوچھا۔

"جناب! یہ جدید ترین مشین ہے۔ یہ لاشعور کو تابع کرتی ہے شعور کو نہیں۔ اس لئے مس جولیا بالکل نارمل ہوں گی اور وہ بالکل نارمل انداز میں

وچیں گی اور کام کریں گی۔ لیکن جیسے ہی مسٹر رابرٹ زبان سے یا خیالات کے ذریعے انہیں حکم دیں گے۔ مس جولیا اس حکم کو ماننے پر مجبور ہو گی لیکن س حالت میں بھی وہ نارمل رہے گی ——— اس کا انداز بالکل ایسا ہو گا جیسے کوئی ماتحت اپنے افسر کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اور بس"

آپریٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— پھر ٹھیک رہے گا" کرنل ریڈ نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں کرنل ریڈ ——— کوئی الجھن نہیں ہو گی۔ اب یہ مسٹر رابرٹ کا کام ہے کہ وہ مس جولیا کو اسی انداز میں استعمال کریں کہ کسی کو شک بھی نہ ہو اور مشن بھی مکمل ہو جائے ——— ویسے سی آئی اے کے ایجنٹ ان کے آس پاس رہیں گے لیکن وہ کسی بھی طور کسی بھی کام میں مداخلت نہیں کریں گے۔ ہاں اگر کوئی ہنگامی صورت حال پیدا ہو جائے تب وہ آگے آئیں گے ——— اور مسٹر رابرٹ ——— آپ سن لیں۔ ہنگامی صورت حال میں سی آئی اے اور آپ کے درمیان رابطے کا کوڈ پی۔ الیون ہو گا۔ ایک آدمی پی کہے گا تو دوسرا جواب میں الیون ——— اس طرح کوڈ مکمل ہو جائے گا"

ڈی ون نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور ڈی ون کے ساتھ ساتھ کرنل ریڈ اور رابرٹ بھی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ——— میں آپ کی توقع سے زیادہ کامیاب ثابت ہوں گا"

رابرٹ نے ڈی ون کے ذہن میں ابھرنے والے خدشات کو محسوس کرتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب ——— رابرٹ ہماری سروس کا مایۂ ناز ایجنٹ ہے اور انتہائی اہم اور مشکل ترین مہمات میں کبھی ناکام نہیں ہوا" کرنل ریڈ نے کہا اور ڈی وان نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے ——— ہونا بھی ایسا ہی چاہئے ——— ویسے مسٹر رابرٹ ——— ہمارے لئے یہ مشن انتہائی اہم ہے۔ ایک مجبوری کی بنا پر ہم خود حرکت میں نہیں آسکتے۔ اس لئے اب اس کا تمام تر انحصار آپ پر ہے۔ آپ نے جس قدر جلد ممکن ہو سکے اسے انجام دینا ہے" ڈی وان نے ایک دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔
اور رابرٹ نے سر ہلا دیا۔

اس دروازے سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ڈی وان نے ان دونوں کو کرسیوں پر بیٹھنے کیلئے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر رابرٹ ——— آپ کو کرنل ریڈ نے مشن کی تفصیلات سے تو آگاہ کر دیا ہوگا" ڈی وان نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں ——— میں نے ایف الیون فائل پڑھی ہے" رابرٹ نے جواب دیا۔

اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کے سامنے دنیا کی طاقتور ترین تنظیم سی آئی اے کا سربراہ بیٹھا ہوا ہے جس کا صرف کوڈ نام جاننا ہی موت کا باعث بن جاتا ہے لیکن وہ اپنی مجبوریوں کے باعث بذات خود ان کے سامنے آگیا تھا۔

"تو مجھے بتاؤ ——— ہمارا مشن کیا ہے" ڈی وان نے کہا۔

"آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں ——— ظاہر ہے جو مشن آپ نے ہمارے ذمے لگایا ہے وہی اس فائل میں موجود ہے" کرنل ریڈ نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انہیں تفصیل بتا دیجئے" ڈی وان نے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب ——— پاکیشیا کو ایف الیون طرز کے چار طیارے دیئے گئے ہیں جو اس وقت ان کے دارالحکومت سے پانچ سو کلومیٹر کے فاصلے پر مرکنڈا ایئر بیس کے نیچے بنے ہوئے خفیہ ہینگروں میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک طیارے میں ایک مخصوص آلہ سکس فائیو الیون تھرڈ نصب کیا گیا ہے میں نے یہ طیارہ اغوا کر کے پاکیشیا سے باہر لے آنا ہے اور پاکیشیا کے ہمسایہ ملک آران کے ایک مخصوص اڈے پر اتار دینا ہے۔ اور بس۔ مرکنڈا ایئر بیس اور خفیہ ہینگروں کے متعلق تمام تفاصیل اور نقشے میں نے دیکھ لیے ہیں۔ اس اڈے کی چیکنگ اور شناخت بھی مجھے معلوم ہو گئی ہے اور ساتھ ہی میں نے اس طیارے کو اڑانے کی ٹریننگ بھی حاصل کر لی ہوئی ہے آران کے مخصوص ہوائی اڈے کا نقشہ بھی میرے ذہن میں ہے" رابرٹ نے جواب دیا۔

"گڈ ——— آپ واقعی بے حد ذہین ہیں۔ مگر اس وقت بھی اگر آپ اس سلسلے میں کوئی پریشانی یا مشکل محسوس کریں تو مجھے بتا دیں تاکہ ہم کوئی متبادل انتظام کریں کیونکہ اس مشن کو شروع کر لینے کے بعد ہم کسی صورت میں ناکامی برداشت نہیں کر سکیں گے" ڈی وان نے جواب دیا۔

"ناکامی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہرحال مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اگر کسی بھی صورت حال کے پیش نظر میں یہ طیارہ اغوا نہ کر سکوں تو پھر میں نے

اسے تباہ کر دینا ہے اور اس سلسلے میں بھی میں نے مکمل ٹریننگ لے
رابرٹ نے جواب دیا۔

"گڈ ——— اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے"۔ ڈی ون نے مسرت بھ لہجے میں کہا۔

"جناب ایک بات میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے"۔ کرنل ریڈ نے۔

"وہ کیا"۔۔۔۔ ڈی ون نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ایسی ٹیکنالوجی کو تیار حالت میں آپ پاکیشیا سے باہر لے آئیں گے لیک اس کا فارمولا تو وہیں رہے گا۔ وہ اور تیار کر لیں گے۔" کرنل ریڈ نے کہا۔

"وہ بھی ہمارے علم میں ہے لیکن اس کے لئے ہم طیارے کو حاص کرنے کے بعد مزید مشن تیار کریں گے۔ فی الحال چونکہ انہیں اس کا مخصو سامان مہیا نہیں ہو سکتا اس لیے فارمولے کو مزید استعمال نہیں ک جا سکتا۔" ڈی ون نے جواب دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مس جولیا جہاز پر پہنچ چکی ہیں۔ انہیں مزید عرصے کے لئے بیہو کر دیا گیا ہو گا۔ آپ جنیوا پہنچ کر انہیں ہوش میں لا سکتے ہیں"۔

ڈی ون نے کہا اور پھر کرنل ریڈ اور رابرٹ سے مصافحہ کر کے د کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر گائیڈ کی مدد سے وہ عمارت سے نکل کر وہ طیارے میں پہنچ گئے جہاں جولیا پہلے ہی بے ہوشی کے عالم میں موجود ان کے بیٹھتے ہی طیارہ اڑا اور واپس جنیوا کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ کے سامنے کار روکی۔ جولیا دو گھنٹے ت کی فلائیٹ پر چھٹیاں گزار کر واپس پہنچی تھی۔ گو اسے اس کی آمد کی ع مل گئی تھی لیکن چونکہ اس نے مرکزی ایئر بیس کے خفیہ ہینگروں کے ے کے لئے جانا تھا۔ اس لئے وہ ایئرپورٹ پر اس کے استقبال کے ے نہ جا سکا تھا۔

عمران اپنے ساتھ ٹائیگر کو ایئر بیس پر لے گیا تھا اور اس نے وہاں یگر کو سپیشل سیکورٹی آفیسر کے تحت تعینات کر دیا تھا۔ اور اسے آنکھیں تان کھلی رکھنے کی ہدایت دے کر واپس آ گیا تھا۔

وہ فی الحال سیکرٹ سروس کے کسی رکن کو سامنے نہ لانا چاہتا تھا۔ کیونکہ ے خطرہ تھا کہ کہیں روسیاہی یا ایکریمی ایجنٹ چوکنے نہ ہو جائیں اسلئے ن نے ٹائیگر کو وہاں رکھنا زیادہ مناسب سمجھا تھا۔

ایئر بیس سے ابھی ابھی وہ دانش منزل واپس لوٹا تھا اور بلیک زیرو نے

اسے بتایا تھا کہ جولیا چھٹیاں گزار کر واپس آگئی ہے اور چونکہ اس نے اطلاع دی تھی کہ اس کے چچا کا سالا رابرٹ بھی پاکیشیا کی تفریح کے لئے اس کے ساتھ آ رہا ہے۔ اس لئے بلیک زیرو نے تمام ممبران سے کہہ دیا تھا کہ وہ لوگ ایئرپورٹ پر جا کر جولیا کا استقبال نہیں کریں گے کیونکہ ایک غیر آدمی کے سامنے سب کا اکٹھے ہونا احتیاط کے خلاف تھا البتہ اس نے سب کو یہ اجازت دے دی تھی کہ وہ بحیثیت دوست جولیا سے باری باری جا کر مل سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کو بھی اس بات سے منع کر دیا تھا کہ وہ رابرٹ کو اپنے فلیٹ میں نہ رکھے کیونکہ اس طرح اس کو فون پر کنٹکٹ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور جولیا نے خود ہی کہا تھا کہ چونکہ وہ فلیٹ میں اکیلی رہتی ہے اس لئے وہ ویسے بھی رابرٹ کو اپنے ہمراہ فلیٹ پر نہیں رکھنا چاہتی۔ بلکہ اس نے رابرٹ کے لئے پہلے ہی انٹرنیشنل ہوٹل میں ایک کمرہ بک کرا دیا تھا۔

اب چونکہ عمران فارغ تھا۔ اس لئے اس نے جولیا اور اس کے رشتہ دار رابرٹ سے ملاقات کرنے کی ٹھانی اور پھر وہ دانش منزل سے سیدھا جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔

اس نے کار کا دروازہ لاک کیا اور پھر دھیمے سُروں میں سیٹی بجاتا ہوا وہ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

اس کے جسم پر اس وقت قرینے کا لباس تو موجود تھا کیونکہ وہ ایرپیس پر اپنے اوٹ پٹانگ لباس سے کسی کو چوکنا نہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر چہرے پر بہنے والا حماقتوں کا آبشار کچھ ضرورت سے زیادہ ہی روانی سے بہنے لگا تی۔ فلیٹ کا دروازہ اندر سے بند تھا۔

عمران نے کال بیل پر انگلی رکھنے کی بجائے دروازے پر لاتے زور زور سے مکے برسانے شروع کر دیئے جیسے کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

"کھولو ـــ کھولو۔ خدا کے لئے کھولو ـــ مم ـــ مم ـــ میں مر جاؤں گا۔" عمران نے دروازے پر مکے برسانے کے ساتھ ساتھ گھگھیاتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور عمران کو سامنے جولیا کھڑی نظر آئی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"شش ـــ شش۔ ـــ شکریہ ـــ بلکہ الحمداللہ ـــ فراق کی کٹھن گھڑیاں آخر کٹ ہی گئیں۔"

عمران نے بڑے عاجزانہ اور انکسارانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا حرکت تھی ـــ دستک ہی دینا تھی تو آرام سے بھی دی جا سکتی تھی۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"آرام سے دستک دیتے دیتے تو کئی سال گزر گئے۔ مگر دروازۂ دل آج تک نہیں کھلا۔ آج میں بھی فیصلہ کر کے آیا تھا یا تو دروازۂ دل کھلے گا یا پھر ٹوٹ جائے گا۔"

عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"کون ہے جولیا" ـــ اندر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں ہوں بھائی جان" ـــ عمران نے اونچی آواز میں جواب دیا۔

اور ساتھ ہی سرگوشیانہ انداز میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"کوئی پردے والی بات تو نہیں۔ اگر ہو تو بتا دو، میں نیچے ٹیلر کی دکان

سے برقعہ خرید لاؤں" عمران کا لہجہ بڑا پُراسرار سا تھا۔

"شٹ اپ ——— یہ رابرٹ ہے ——— میرے انکل کا سالا ——— یہاں تفریح کرنے آیا ہے" جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا

"انکل کا سالا ——— یعنی سالہا سال کا مخفف ——— تو کیا تمہارے انکل کی عمر دو چار سو سال ہے" عمران نے اندر قدم رکھتے ہوئے یوں کہا، جیسے ذہنی طور پر بڑے حساب کتاب میں رہ کر اس نے یہ نتیجہ نکالا ہو۔

"بکواس نہیں ——— رابرٹ میرا مہمان ہے" جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ نہ چاہتی تھی کہ عمران رابرٹ کے سامنے الٹی پلٹی باتیں کرے مگر وہ عمران ہی کیا جو کسی کے سامنے سیدھی بات کر جائے۔

"مہمان ہے ——— تمہارا یا تمہارے دل کا ——— پچھلے دنوں میں نے ایک کتاب پڑھی تھی ——— مہمان میرے دل کے۔ یعنی ایسے مہمان جنہیں دعوت میں دل پکا کر کھلایا جاتا ہے۔ شاید کسی ڈاکٹر نے کہا ہوگا کہ بھئی تم نے گردہ کلیجی، پھیپھڑے کچھ نہیں کھانا۔ بس دل ہی کھانا ہے اور وہ دل کھانے کے لئے مہمان بن کر کتاب کی مصنفہ کے پاس پہنچ گ" عمران نے راہداری کراس کر کے ڈرائنگ روم میں داخل ہونے کے دوران کہا۔

اور جولیا بس دانت پیس کر رہ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کی زبان جب ایک بار چل پڑتی ہے تو پھر اسے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں

ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی عمران کی نظر ایک خوبصورت سے نوجوان پر پڑی جس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں موجود چمک سے ذہانت

ب تھی اور ساتھ ہی ٹھوڑی کی مخصوص ساخت اس کی قوت اعتمادی
رخوس کردار کی نشاندہی کر رہی تھی۔ چہرے پر موجود دکھپاؤ ظاہر کرتا تھا
وجوان جس کام کا فیصلہ کرے اس کے لئے جان تک لڑا دیتا ہے۔
ن کا جسم خاصا مضبوط اور ورزشی نظر آ رہا تھا۔

عمران نے ایک ہی نظر میں اس کی تمام خصوصیات کا اچھی طرح جائزہ
ے لیا۔

"پرنس آف ڈھمپ ——— مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں"۔

عمران نے جولیا کے بولنے سے پہلے ہی اپنا تعارف کرانا شروع کر
ا۔

"یہ علی عمران ہے ——— میرا دوست ——— اور یہ رابرٹ
ہے میرے انکل کا سالا"

جولیا نے تعارف کراتے ہوئے کہا اور عمران دل ہی دل میں اس
تعارف پر چونک پڑا۔

اسے حیرت ہو رہی تھی کہ جب اس نے اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ
کے نام سے متعارف کرایا ہے تو جولیا نے کیوں اس کا اصل نام بتا دیا ہے
س سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔ جولیا اتنا تو جانتی تھی کہ جب عمران
رنہ پرنس آف ڈھمپ کا نام بتاتا ہے تو اس کا مطلب اصل نام چھپانا ہوتا
ہے۔

"آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے جناب" رابرٹ نے مسکراتے
ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

"ابھی آپ مجھ سے ملے بھی نہیں اور آپ کو خوشی ہونے بھی لگی۔ کمال ہے

عمران نے حیرت بھرے انداز میں رابرٹ کا مصافحے کے لیے اٹھا ہوا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔

"اور کس طرح ملتے ہیں ——— رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا

"ہمارے ہاں تو گلے ملنے کو ملنا کہتے ہیں ——— آپ کے ہاں شاید نظروں سے ملنے کو ملنا کہتے ہیں ——— عمران نے مصافحہ کر کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

جولیا انہیں چھوڑ کر کمرے سے چلی گئی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ وہ مہذب نظر آنے کے چکر میں چائے وغیرہ کا بندوبست کرنے گئی ہو گی۔

"آپ کی بات درست ہے۔ ہمارے ہاں گلے ملنے کا رواج نہیں ہے"۔ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— پھر تو سڑک پر چلتے ہوئے آپ کو مسلسل اس فقرے کی گردان کرنی پڑتی ہو گی۔ بلکہ میرا خیال ہے آپ ایک ٹیپ ریکارڈر ساتھ رکھتے ہوں گے"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور رابرٹ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آپ بے حد دلچسپ آدمی ہیں عمران صاحب"۔ رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ جولیا اندر داخل ہوئی اور اس نے ٹرے میں رکھے ہوئے چائے کے تین کپ ٹرے سے اٹھا کر میز پر رکھنے شروع کر دیئے۔

"تمہاری باتوں کا چرخہ شروع ہو گیا ہو گا۔ کسی کو تو بخش دیا کرو" جولیا نے کپ رکھنے کے ساتھ ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے جولیا تم نہیں جانتیں ——— تم تو یہاں دس سال سے رہ ہی ہو۔ یہاں پہلے عورتیں روزانہ چرخہ کاتا کرتی تھیں اور ساتھ ہی گیت بھی یا کرتی تھیں۔ لوک گیت اور چرخے کی روں روں کے ساتھ ان کی کومل کومل ی آوازیں بس سماں باندھ دیا کرتی تھیں۔ ان کی حیثیتیں بھی اچھی رہتی تھیں ر وہ اچھی خاصی رقم بھی کما لیتی تھیں۔ اب دیکھو مجھے چرخہ بھی شروع کرنا پڑا لیکن بخشیش دینے کے لیے ایک پیسہ بھی جمع نہیں ہو سکا۔ اگر کہو تو میں تمہیں چرخہ لا دوں اس کے چلانے سے تمہارا یہ مدقوق ٹائپ کا چہرہ بھی متمند ہو جائے گا اور رابرٹ کو بخشیش دینے کے لئے رقم بھی اکٹھی ہو جائے گی۔ پھر تمہیں دوسروں سے درخواست نہ کرنی پڑے گی کہ وہ تمہارے مہمان کو بخشیش دیں"۔

عمران نے چرخہ اور بخشش دینے کے الفاظ کو پکڑ کر الفاظ کے ساتھ ساتھ جولیا اور رابرٹ دونوں کی مٹی پلید کرنی شروع کر دی۔

"شٹ اپ ——— اب تم بکواس باتوں پر اتر آئے۔ گھٹیا باتیں مجھے پسند نہیں"۔ جولیا نے خفیف ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"چلو۔ میں ان کے لیبل بدل دیتا ہوں۔ ان پر کسی غیر ملک کا نام لگا دیتا ہوں۔ پھر تو یہ بڑھیا بن جائیں گی"۔ عمران نے کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"جولیا ——— کیا عمران صاحب تمہارے ہی محکمے میں کام کرتے ہیں"۔ اچانک رابرٹ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کام ——— ارے گرگٹ صاحب ——— ارے معاف کیجئے کرکٹ صاحب ——— ہیچ ——— میرا حافظہ ——— اوہ۔ یاد آیا جناب

راکٹ صاحب —— کام کریں ہمارے دشمن۔ چلو دوست بھی کر لیں تو کوئی حرج نہیں —— بہرحال ہمیں کام جیسے لفظ سے بڑی نفرت ہے۔ میرے گھر میں جو ڈکشنری ہے میں نے اس میں سے لفظ کام نکال دیا ہے"

عمران نے جولیا کے بولنے سے پہلے ہی وضاحت شروع کر دی۔ اور ظاہر ہے جولیا کیا کہتی۔ خاموش رہی۔ البتہ وہ بار بار دانتوں سے ہونٹ رہی تھی۔

"اوہ —— تو آپ بیکار ہیں —— بڑا افسوس ہوا۔" رابرٹ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بے کار نہیں جناب —— میری کار نیچے کھڑی ہے۔ گو ماڈل تو پرانا ہے مگر اس میں ایک ایسی صفت ہے کہ بس پورا شہر اسے حاصل کرنے کے چکر میں ہے مگر آپ جانتے ہیں کہ جو ایک بار چکر میں پھنس گیا وہ بس چکراتا ہی رہا اور چکرانے کے دوران پیچ آجاتے ہیں۔ اور چکر آجائیں تو دماغ گھوم جاتا ہے اور دماغ گھوم جائے تو...."

عمران نے ایک ہی سانس میں کہنا شروع کیا تھا کہ جولیا نے ہاتھ اٹھا کر اس کو روک دیا۔

"بس —— بس —— مزید بکواس اب میں برداشت نہیں کر سکتی اور آخری بار وارننگ دے رہی ہوں کہ تم نے بے حد بکواس کر لی ہے۔ اب اگر یہاں بیٹھنا ہے تو سنجیدگی سے بیٹھو ورنہ دفع ہو جاؤ۔"

جولیا کا لہجہ بے حد سخت اور درشت تھا جیسے وہ فیصلہ کر چکی ہو کہ اگر عمران نہ مانا تو وہ اسے اٹھا کر فلیٹ سے باہر پھینک دے گی۔

"جناب رابرٹ صاحب —— آئن سٹائن نے جو نظریہ زمان و مکان پیش کیا ہے، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کے چہرے سے حماقتوں کی نقاب یوں سرک گئی تھی جیسے وہ کبھی غیر سنجیدہ رہا ہی نہ ہو۔

"کک —— کک —— کیا مطلب" —— رابرٹ نے منہ پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کی نظروں میں حیرت تھی۔

"سنجیدگی سے میرا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم آئن سٹائن کے نظریات پر بحث شروع کر دو۔" جولیا نے ایک بار پھر کاٹ کھانے والے انداز میں کہا۔

"اوہ —— تو پھر تم کیا چاہتی ہو —— اچھا رابرٹ آپ کو کونسی فلم اچھی لگتی ہے۔ بلیک اینڈ وائٹ یا کلرڈ اور کلرڈ میں بلیو فلم کے متعلق کیا خیال ہے"

عمران نے ایک اور موضوع شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اپنا سر جھکا لیا۔ اور جولیا کے ہاتھ سے نکلنے والا پیالے کا خالی کپ اس کے سر سے ٹکرانے کی بجائے سامنے صوفے سے جا ٹکرایا اور پھر فرش پر گر کر کرچی کرچی ہو گیا۔

"نکلو —— نکلو ابھی —— تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ شرفا کے ساتھ بیٹھ سکو" جولیا نے دوسرا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ارے —— ارے شرفا —— اچھا اچھا —— واقعی تم دونوں شرفا ہو —— اچھا —— میں تو اب تک سمجھتا رہا کہ تم انسانوں کی جنس سے ہو —— مجھے کیا معلوم کہ تم شرفا ہو، ورنہ میں گھاس کا گھوڑ

ساتھ لے آتا۔"

عمران نے اٹھ کر دروازے کی طرف پچھلے قدموں ہٹتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ غڑاپ سے دروازے سے باہر نکل گیا اور جولیا کے ہاتھ سے نکلنے والا دوسرا کپ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گیا۔

اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو کپ عمران کی کھوپڑی سے ہی ٹکراتا۔

عمران دروازے سے نکلتے ہی چھلانگیں لگاتا یوں سیڑھیاں اترا جیسے اس کے پیچھے سیلاب آ رہا ہو اور چند لمحوں بعد اس کی کار بے تحاشہ انداز میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھی

جب عمران کی کار فلیٹ سے کافی فاصلے پر پہنچ گئی تو عمران نے کار ایک طرف کر کے روک دی اور پھر کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن باہر کھینچ کر اسے مخصوص انداز میں دو تین بار دبایا تو گھڑی کے ڈائل پر بارہ کے ہندسے کے نیچے ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جل اٹھا۔ یہ بارہ کا ہندسہ صفدر کی فریکوئنسی تھی۔ اس لئے چند لمحوں بعد ہی گھڑی میں سے صفدر کی آواز ابھری۔

صفدر سپیکنگ ——— اوور۔" صفدر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اس فریکوئنسی پر بڑے ٹرانسمیٹر سے بھی کال کی جا سکتی ہے۔ اس لئے صفدر کو یہ شک نہ پڑے گا کہ کال صرف واچ ٹرانسمیٹر سے ہی کی گئی ہے۔

یس سر ——— اوور" ——— دوسری طرف سے صفدر کی مودبانہ آواز ن دی۔

کہاں سے بول رہے ہو ——— اوور۔" عمران کے لہجے میں ہلکی سی ہٹ عود کر آئی تھی۔

فلیٹ سے جناب ——— اوور۔"

صفدر کے لہجے میں حیرت تھی۔ شاید وہ ایکسٹو کے لہجے میں ابھرنے ن غراہٹ کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا۔

مگر میں نے ابھی وہاں فون کیا تھا وہاں گھنٹی بجتی رہی۔" عمران نے یادہ غراتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے وہ بلف کر رہا تھا۔ مقصد صرف یہ تھا کہ صفدر کا ذہن واچ ٹرانسمیٹر ف نہ جائے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ واچ میٹر صرف ممبرز کے پاس ہے۔ ایکسٹو کال کرتا تو بڑے ٹرانسمیٹر پر ہی اور صفدر کی ذہانت سے عمران بھی محتاط رہتا تھا۔

اوہ ——— جناب، مگر میرے ٹیلیفون کی گھنٹی تو بجی ہی نہیں میں اسی رے میں موجود ہوں جناب ——— اوور۔" صفدر نے گھبرائے ہوئے ے میں کہا۔

وہ ——— تو پھر ان لائنوں میں کوئی خرابی ہو گئی ہو گی۔ بہرحال یہ ز جولیا سے ملے ہو ——— اوور۔" عمران نے موضوع بدلتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

جی ہاں ——— میں اس کے دوست کی حیثیت سے اسے ملنے یا گیا تھا۔ وہاں اس کا ایک رشتہ دار رابرٹ بھی موجود ہے۔ خاصا

ذہین سا نوجوان لگتا ہے ——— اوور" صفدر نے بھی ایکسٹو کا لہجہ نرم ہو محسوس کر کے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا ——— سنو۔ میک اپ میں تم نے جولیا کے اس رشتہ رابرٹ کی نگرانی کرنی ہے سائے کی طرح ——— اوور"
عمران نے کہا۔

"رابرٹ کی جناب ——— مگر کیا وہ غلط آدمی ہے ——— اوور" صفدر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔ اور ظاہر ہے ہونی بھی چاہیے تھی کیونکہ جولیا کے رشتہ دار کے بارے میں جو صرف یہاں تفریح کرنے آیا ہ اس بات کا کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"غلط صحیح کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔ وہ جولیا کے ساتھ آیا ہے اور جولی سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ سمجھ گئے یا مزید لیکچر دینا پڑے گا۔ اوور" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا جناب ——— معافی چاہتا ہوں مجھے ی خیال ہی نہ رہا تھا ——— ٹھیک ہے جناب ہمیں واقعی ہر پہلو سے محتا رہنا چاہیے ——— اوور"

صفدر نے گھبراتے ہوئے مگر ندامت بھرے لہجے میں کہا اور عمرا بے اختیار مسکرا دیا۔

"سیکرٹ ایجنسی دو جمع دو چار کا کھیل نہیں ہے صفدر۔ یہاں کبھی کبھی د جمع دو پانچ بھی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے احتیاط اچھی ہوتی ہے۔ مجھے تمہار صلاحیتوں پر اعتماد ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ میرا مقصد تم سمجھ گئے ہو گے۔" عمران نے کہا۔

"بالکل جناب ——— آپ بے فکر رہیں ——— میں ہر لحاظ سے یال رکھوں گا ——— آپ کو کوئی شکایت نہ ہو گی ——— اوور" صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے ——— کوئی خاص بات محسوس کرو تو کال کر لینا۔ اوور اینڈ ل" ——— عمران نے کہا۔

اور پھر اس نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

گو بظاہر رابرٹ میں ایسی کوئی بات نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ اسکی نگرانی کراتا لیکن وہ اپنی چھٹی حس کو کیا کرتا۔ اسے یہ احساس ہو گیا تھا کہ کہیں ئی گڑبڑ ضرور ہے۔ اسے دراصل چونکایا جولیا کی بات نے تھا جب اس نے دانستہ عمران کا نام لے دیا تھا۔ بہرحال اس نے صرف اطمینان کے ے صفدر کو نگرانی پر لگا دیا تھا۔ تاکہ اس طرح اطمینان تو ہو جائے گا۔

اس نے کال سے فارغ ہو کر کار کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف کر دیا۔ یہی سوچ رہا تھا کہ وہ فلیٹ پہنچ کر بلیک زیرو کو صفدر کی اس نگرانی کے متعلق بتا دے گا تاکہ اگر صفدر کال کرے تو بلیک زیرو اسے سنبھال لے۔

عمران کے جاتے ہی جولیا نے ایک قہقہہ لگایا۔ اس کا انداز ایسا تھا۔ جیسے اس نے جان بوجھ کر خفا ہونے کا ڈرامہ کیا ہو۔

"یہ بہت شیطان آدمی ہے رابرٹ" جولیا نے ہنستے ہوئے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چھوڑو —— میں تو فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے اکتا گیا ہوں کہیں سیر کو چلیں" —— رابرٹ نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— چلو کسی کلب میں چلیں" جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کلب —— ارے نہیں۔ یہاں کے کلب کوئی منفرد نہیں ہوں گے اس ملک کی کوئی خاص جگہ دکھاؤ۔ کوئی خاص عمارت۔ کوئی خاص مقام" رابرٹ نے کہا۔

"خاص عمارت —— خاص مقام —— اوہ ٹھیک ہے یہاں ایک بہت بڑی اور خوبصورت سی مسجد ہے۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ،

جھنے کی چیز ہے" جولیا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے وہ دیکھ لیتے ہیں" رابرٹ نے راضی ہوتے ہوئے ہا۔ اور جولیا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں لباس بدل لوں" جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور رابرٹ ے سر ہلانے پر وہ باتھ روم میں گھستی چلی گئی۔

اور رابرٹ سوچنے لگا کہ اب مسئلہ سرکنڈا ایئربیس کے خفیہ ینگروں میں گھسنے کا ہے۔ ویسے وہ عمران سے کھٹک گیا اس ں بھی حس کہہ رہی تھی کہ عمران جیسے آدمی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں س لیے وہ محتاط ہو گیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ وقت ضائع رنے کا بھی عادی نہ تھا۔ اس کا انداز ہمیشہ سے تیز رفتاری سے کام کرنے کا رہا تھا۔

اور اب بھی وہ یہی چاہتا تھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ کام کو نمٹا کر یہاں سے واپس نکل جائے۔ آتے ہوئے اس کا خیال یہ تھا کہ یہاں کے وگ پس ماندہ، سادہ لوح اور احمق قسم کے ہوں گے اس لیے اس کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ لیکن یہاں آنے کے بعد سیکرٹ سروس کے عمران سے ملنے اور خاص طور پر عمران سے ملاقات کے بعد سے اپنے خیال میں ترمیم کرنی پڑی تھی۔ اسے یہ سب لوگ انتہائی ذہین اور گہرے محسوس ہوئے تھے۔

عمران نے جب اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتایا تھا تو وہ چونکا تھا۔ یونکہ یہ نام اس کے لئے نیا تھا۔ اس لئے اس نے خیال کے ذریعے جولیا و اصل نام بتانے کا حکم دیا تھا اور جولیا نے اس کا اصل نام بتا دیا تھا۔ اور پھر

عمران کے انداز گفتگو سے زیادہ وہ اس کی آنکھوں سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اسے عمران کی موجودگی میں بار بار یہی احساس ہوتا رہا تھا کہ عمران کی نظریں اس کے دماغ کو کنٹرول رہی ہیں اس لیے وہ محتاط ہو گیا تھا۔ ورنہ اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہ جولیا کو ساتھ لے کر سرکنڈا ایئر بیس کے اردگرد کا علاقہ گھوم آئے۔ تاکہ محل وقوع کا جائزہ لے کر وہ کام شروع کرنے کے لیے لائحہ عمل طے کرے

اس نے یہاں آنے سے پہلے پاکیشیا کے دارالحکومت اور سرکنڈا ایئر بیس کے بیرونی نقشے کا بڑے غور سے مطالعہ کیا تھا۔ یہ نقشے سی آئی اے کی طرف سے انہیں سپلائی کیے گئے تھے۔ اور جیسے ہی جولیا نے پرانی مسجد کا حوالہ دیا تھا۔ رابرٹ فوراً ہی تیار ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس نے سرکنڈا ایئر بیس سے تھوڑے فاصلے پر ہی مسجد کو دیکھا تھا۔ دوسرے لفظوں میں اس طرح وہ سرکنڈا ایئر بیس کے قریب پہنچ جائے گا۔

"تم اگر چاہو تو باتھ لے کر لباس بدل لو" جولیا نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ـــــ میں ٹھیک ہوں" رابرٹ نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر جولیا کے ساتھ فلیٹ سے باہر نکل آیا۔

جولیا نے فلیٹ کو تالا لگایا اور پھر وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے۔

فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج سے جولیا نے اپنی کار نکالی اور چند لمحوں بعد ان کی کار شاہی مسجد کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ظاہر ہے جولیا ہی تھی۔ جولیا نے کار کی رفتار آہستہ رکھی ہوئی تھی۔ اور وہ راستے میں پڑنے والے بازاروں اور خاص خاص عمارتوں کا تعارف رابرٹ سے کراتی جا رہی تھی۔ پھر شہر سے باہر نکل کر وہ ایک نو آباد کالونی

سے گزرتے ہوئے ایک کھلے علاقے میں آ گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد جولیا نے کار ایک انتہائی وسیع و عریض اور شاندار مسجد کے دروازے کے سامنے روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر گئے۔

جوتیاں دروازے پر اتار کر وہ دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ اور جولیا اس مسجد کا تعارف کرانے لگی۔ اس نے یہ مسجد ایک بار اپنے ساتھیوں کے ساتھ دیکھی تھی۔ عمران بھی ساتھ تھا۔ اور اس نے تو یوں مسجد کی ایک تاریخ اور اس کی ایک ایک اینٹ کی تفصیل بتائی تھی جیسے یہ مسجد تعمیر ہی اس نے خود کی ہو۔ اس روز جولیا کو احساس ہوا تھا کہ عمران ہر فن مولا ہے۔ کون سا ایسا سبجیکٹ ہے جس کے بارے میں عمران کو جامع معلومات حاصل نہ ہوں اور آج وہی معلومات وہ رابرٹ کو منتقل کر رہی تھی۔

رابرٹ بھی بڑی حیرت اور انتہائی شوق سے یہ عظیم الشان مسجد دیکھ رہا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسی عظیم الشان اور خوبصورت عمارت بھی بنائی جا سکتی ہے۔ خاص طور پر مسجد کی اندرونی آرائش ایسی تھی کہ رابرٹ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ الف لیلوی دنیا میں پہنچ گیا ہو۔

"بہت خوب ـــــ بہت شاندار میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس قدر شاندار اور خوبصورت عمارت بھی تیار کی جا سکتی ہے" رابرٹ نے تاثر میں ڈوبے ہوئے لہجے میں مسجد کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں کافی دیر تک مسجد میں گھومنے کے بعد باہر نکل آئے۔

"اب کہاں جانے کا پروگرام بنایئے،" جولیا نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ علاقہ بھی بے حد خوبصورت ہے بس یہیں گھومتے ہیں۔" رابرٹ نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے سر ہلا کر کار آگے بڑھا دی۔

رابرٹ ہر جگہ کی بڑی تعریف کر رہا تھا۔ اور پھر اس نے اپنے ذہن میں موجود نقشے کے مطابق جولیا کو بے خیالی میں اس علاقے میں پہنچا دیا جہاں سرکنڈا ایئر بیس کا علاقہ شروع ہو جاتا تھا۔

جیسے ہی جولیا نے کار اس سڑک پر موڑی اس کی نظر سڑک کے ساتھ لگے ہوئے بورڈ پر پڑی۔ جس پر سرکنڈا ایئر بیس کے علاقے کا اعلان کیا گیا تھا اور ساتھ ہی اس نے ممنوعہ علاقے کے الفاظ بھی پڑھ لیے۔ اس لیے اس نے فوراً ہی کار روک دی۔

"آگے ایئر بیس ہے اور ممنوعہ علاقہ ہے۔" جولیا نے کار کو ٹرن دیتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— تو کیا ہم کسی طرح ایئر بیس نہیں دیکھ سکتے۔ میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔" رابرٹ نے کہا۔

"بغیر پاس حاصل کئے ہم اندر نہیں جا سکتے رابرٹ۔" جولیا نے کار روک کر دوسری سڑک پر موڑتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم پاس حاصل نہیں کر سکتیں۔" رابرٹ نے کہا۔

"کر تو سکتی ہوں مگر فائدہ ——— وہاں سوائے فوجیوں اور ہوائی جہازوں کے اور کیا ہوگا۔ اب ہم بچے تو نہیں کہ ہوائی جہازوں کو

شوق سے دیکھتے رہیں۔"

جولیا نے جواب دیا اور رابرٹ خاموش ہو گیا۔ ویسے تو وہ اسے حکم دے کر بھی مجبور کر سکتا تھا کہ وہ پاس حاصل کرے لیکن وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ جولیا کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور ایسا نہ ہو کہ اس کے اصرار پر سیکرٹ سروس اس کی طرف سے مشکوک ہو جائے لیکن اس کا ذہن یہاں آ کر جیسے ماؤف سا ہو گیا تھا اسے یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ وہ کیا طریقہ اختیار کرے جس سے مشن سرانجام دے سکے۔ اسے کوئی لائن آف ایکشن سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"کیا بات ہے ——— خاموش کیوں ہو گئے۔" جولیا نے اسے سوچ میں گم دیکھ کر پوچھا۔

"اوہ ——— کوئی ایسی بات نہیں۔ بس ذہن کچھ تھکا تھکا سا لگ سا ہے۔ میرے خیال میں مجھے ہوٹل میں چھوڑ دو۔ میں اب آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

رابرٹ نے کہا اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کار واپس ہوٹل کی طرف موڑ دی۔ اور پھر ہوٹل پہنچ کر اس نے رابرٹ کو مخصوص کمرے میں چھوڑا اور دوسرے روز واپس آنے کا کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔

رابرٹ نے اس کے جانے کے بعد اپنے بیگ میں سے جیسے وہ فلیٹ سے چلتے ہوئے ساتھ ہی لے آیا تھا کپڑے نکالے اور باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے کپڑے باتھ روم میں لٹکائے اور نل کھول کر وہ بڑی احتیاط سے چلتا ہوا واپس آیا۔ اس نے بیگ اٹھایا اور واپس باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کیا اور بیگ کو اور زیادہ کھول کر

اس نے بیگ کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اس کے مختلف بٹن دبانے کے بعد اس نے اس کی ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔

ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر ہونے والے پروگرام سنائی دینے لگے۔ لیکن رابرٹ ناب گھماتا چلا گیا۔

جب ڈائل پر چلنے والی سوئی آخری کونے پر پہنچ گئی تو اس نے ایک اور بٹن کو مخصوص انداز میں دبایا اور پھر سوئی کو واپس لے آنے لگا۔

اس بار نشریات کا شور سنائی نہ دے رہا تھا۔ اور پھر ایک مخصوص ہندسے پر سوئی پہنچتے ہی رابرٹ نے ہاتھ ہٹا لیا۔

اب سمندر کی لہروں جیسا شور ٹرانسمیٹر سے نکل رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔ یہ کرنل ریڈ کی آواز تھی۔

"بیس کرنل ریڈ ——— اوور" کرنل ریڈ کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"ایم۔ ایم۔ ون سپیکنگ ——— اوور" رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ایم۔ ایم۔ ون ——— کیا رپورٹ ہے" کرنل ریڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوکے باس۔ مگر کوئی لائن آف ایکشن سمجھ میں نہیں آ رہی۔ مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے نادیدہ آنکھیں مجھے ہر وقت چیک کر رہی ہوں۔ ٹارگٹ کے ساتھی بھی بے حد ہوشیار اور ذہین ہیں ——— اوور" رابرٹ نے کوڈ ورڈز میں گفتگو کرتے ہوئے کہا

"تم نے مین ٹارگٹ کو چیک کیا ہے ——— اوور" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا

"صرف باہر سے جناب ——— اوور" رابرٹ نے جواب دیا۔

"پھر تم نے کیا پروگرام بنایا ہے ——— اوور" کرنل ریڈ نے پوچھا

"پہلے میں نے سوچا کہ ٹارگٹ کو حکم دوں کہ وہ اپنے باس سے میرے لئے مین ٹارگٹ کا پاس لے اور میں سیر کے بہانے اندر داخل ہو کر مشن مکمل کروں لیکن پھر میں اس لئے خاموش رہا کہ اس طرح وہ لوگ کنا بھی ہو سکتے ہیں ——— اوور" رابرٹ نے جواب دیا۔

"تم نے بالکل ٹھیک سوچا ہے۔ اس طرح تو وہ لوگ تم سے مشکوک ہو جائیں گے ——— تم ایسی لائن آف ایکشن بناؤ کہ انہیں آخری لمحے تک علم نہ ہو اور مین مشن بھی مکمل ہو جائے۔ اوور" کرنل ریڈ نے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اسی لئے تو میں نے آپ کو ال کیا ہے ——— اوور" رابرٹ نے بڑی فراخدلی سے اپنی کوتاہی تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— تم ایسا کرو کہ ٹارگٹ کو حکم دو کہ وہ تمہیں مین ٹارگٹ کی اندرونی ے کے لئے ایسا پاس مہیا کرے کہ جس سے تم اپنی شناخت کرائے بغیر نی میں سے سمجھے جاؤ۔ اور پھر ایسی صورت میں تمہارا کام آسان ہو جائے گا یکن ٹارگٹ کو ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کر دو کہ وہ اپنے آدمیوں کو آس پاس ی ہوا بھی نہ لگنے دے اور تم خود بھی انہی میں سے کسی کا میک اپ کر لینا وور" کرنل ریڈ نے اسے لائن آف ایکشن دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ سر ——— ویری گڈ لائن ——— تھینک یو۔ اب میں روں گا ——— اوور" رابرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں جواب یتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونے چاہئیں۔

غیر ضروری جلدی کرنے کی ضرورت نہیں ہے —— اوور"۔ رابرٹ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"او کے سر —— میں سمجھ گیا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور" رابرٹ نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" —— دوسری طرف سے کرنل ریڈ نے کہا۔ او ٹرانسمٹر سے ایک بار پھر لہروں کا شور بلند ہونے لگا۔

رابرٹ نے مخصوص بٹن آف کیا تو ریڈیو کی نشریات بلند ہونے لگیں اور اس نے ٹرانسمٹر آف کر کے اسے واپس بیگ میں رکھا۔ اس کے بعد وہ جلدی جلدی نہایا اور کپڑے بدل کر وہ بیگ سمیت باہر نکل آیا۔ پھر بیگ کو الماری میں رکھ کر وہ بستر پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں تاکہ بھرپور نیند لے کر تازہ دم ہو سکے

صفدر اپنی کار لے کر جب جولیا کے فلیٹ کے پاس پہنچا تو اس نے رابرٹ کو نیچے سڑک پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ جبکہ جولیا گیراج میں سے پنی کار نکال رہی تھی۔

فدر کار آگے بڑھائے لے گیا۔ اس نے ایسا میک اپ کیا تھا جولیا بھی نہ پہچان سکتی تھی۔ اس طرح اس نے کار بھی ساتھ والے یراج سے کرایہ پر حاصل کی تھی۔ کیونکہ اس کی کار کو جولیا اچھی طرح پہچانتی ی۔ صفدر سمجھ گیا کہ جولیا اور رابرٹ دونوں کار میں بیٹھ کر کہیں جانے لے ہیں۔ اس لئے اس نے آگے جا کر ایک گلی میں کار کو بیک کر کے س طرح کھڑا کر دیا کہ جولیا کی کار جس طرف بھی جائے۔ وہ اس کا تعاقب کر سکے اور پھر چند لمحوں کے بعد جولیا کی کار اس گلی کے سامنے سے گزری س میں صفدر کی کار موجود تھی۔ کافی فاصلہ دے کر صفدر نے کار کا تعاقب وع کر دیا۔ چونکہ سڑک پر کاروں کا کافی رش تھا۔ اس لئے صفدر بڑے

اطمینان سے تعاقب کر رہا تھا اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جولیا کی کار شاہی مسجد کے سامنے جا کر رک گئی۔

صفدر نے بھی کار کافی فاصلے پر ایک کیبنے کے سامنے روک دی اور خود اتر کر کیبنے کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ جہاں سے شاہی مسجد کا دروازہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔

جولیا اور رابرٹ کار سے اتر کر مسجد میں داخل ہو گئے تھے۔ صفدر نے چائے کا کپ منگوایا اور اطمینان سے بیٹھ کر چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ایکسٹو کی احتیاط اب ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بڑھتی جا رہی ہے۔ بھلا جولیا کا رشتہ دار جو سوئٹزرلینڈ سے تفریح کے لئے پاکیشیا آیا ہے اب بھلا اس کی نگرانی کی کیا ضرورت ہے۔ ظاہر ہے جولیا اب اتنی بچی نہیں کہ وہ اپنے ساتھ کسی دشمن کو لگا لائی ہو۔ لیکن چونکہ ایکسٹو کا حکم تھا اس لئے وہ حکم کی تعمیل کے لئے مجبور تھا۔

اس نے چائے کے دو کپ پی لئے تو جولیا اور رابرٹ مسجد سے باہر نکلے اور ایک بار پھر ان کی کار آگے بڑھی۔ صفدر نے جلدی سے بل ادا کیا اور دوبارہ کار میں آ کر بیٹھ گیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار دوبارہ شہر کی طرف بڑھ گئی اور پھر کار انٹرنیشنل ہوٹل کی پارکنگ میں جا رکی۔ صفدر کو معلوم تھا کہ جولیا نے رابرٹ کے لئے انٹرنیشنل ہوٹل میں کمرہ بک کرا دیا ہے۔ اس لئے وہ سمجھ گیا کہ جولیا رابرٹ کو اس کے کمرے تک چھوڑنے آئی ہے۔ اور پھر جب اس نے جولیا اور رابرٹ کو کار سے اتر کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا اور اس نے رابرٹ کے ہاتھ میں سفری بیگ بھی لٹکا ہوا پایا

تو اسے اپنے خیال پر یقین آ گیا۔ اس نے بھی کار پارکنگ میں روکی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ان دونوں سے پہلے ہی ہوٹل میں داخل ہوا اور کاؤنٹر پر جا کر رک گیا۔

کاؤنٹر کلرک فون میں مصروف تھا۔ اسی لمحے جولیا اور رابرٹ بھی وہاں پہنچ گئے۔ رابرٹ بڑے غور سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس نے سرسری نظروں سے صفدر کو بھی دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں شناسائی کی کوئی لہر نمودار نہ ہوئی۔ کیونکہ صفدر میک اپ میں تھا۔

پھر کاؤنٹر کلرک فارغ ہوتے ہی جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جولیا اس سے کمرے کی بکنگ کے متعلق بات چیت کرنے لگی۔ رابرٹ کا پاسپورٹ اور دیگر کاغذات اس نے کاؤنٹر کلرک کو دکھائے اور پھر کاؤنٹر کلرک نے رجسٹر میں ضروری اندراجات کرنے کے بعد اسے بارھویں منزل کے کمرہ نمبر دو سو دس کی چابیاں پکڑا دیں اور جولیا اور رابرٹ لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

صفدر کو جب کمرہ نمبر کا پتہ چل گیا تو وہاں رکا نہیں بلکہ جولیا اور رابرٹ کے فارغ ہونے سے پہلے ہی لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر وہ ان دونوں سے پہلے ہی بارھویں منزل پر پہنچ گیا۔ اس نے راہداری میں ادھر ادھر دیکھا۔ خاصی چہل پہل تھی۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ اور پھر اسے کمرہ نمبر دو سو نو کے لاک میں چابی لگی ہوئی نظر آ گئی۔

صفدر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ حیران تھا کہ چابی لاک میں کیوں موجود ہے۔ اس نے آہستہ سے چابی گھمائی اور پھر دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور صفدر اندر داخل ہو گیا۔ کمرے کی بتی

جل رہی تھی اور اندر کسی کا سامان بھی موجود تھا۔ صفدر سمجھ گیا کہ کمرہ پہلے سے بک ہے اور شاید کمرے کا مکین کہیں جاتے ہوئے چابی نکالنا بھول گیا ہے۔ یا پھر وہ کہیں قریب ہی گیا ہو گا۔

اسی لمحے اسے ساتھ والے کمرے سے جولیا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ وہ سمجھ گیا کہ رابرٹ اور جولیا دونوں کمرے میں پہنچ چکے ہیں۔

دونوں کمروں کے درمیان ایک بڑا سا روشندان موجود تھا جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ جس سے ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دے رہی تھیں

ابھی صفدر سوچ ہی رہا تھا کہ اس کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہو کہ وہ چونک پڑا کیونکہ اس کے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا اور صفدر جو دانستہ دروازے کی اوٹ میں کھڑا تھا اس کے پٹ کے پیچھے آ گیا۔ دوسرے لمحے ایک غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے تیزی سے ہاتھ پیچھے کر کے دروازہ بند کر دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اسے صفدر کی موجودگی کا احساس ہوتا۔ صفدر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور نوجوان کی کنپٹی پر ایک بٹاخہ سا چھوٹا اور نوجوان کراہتا ہوا منہ کے بل فرش کے قالین پر ڈھیر ہوتا چلا گیا اس کے نیچے گرتے ہی صفدر کی لات انتہائی تیزی سے گھومی اور نوجوان کی کنپٹی پر اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے پڑی اور وہ نوجوان اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا پھر ڈھیر ہو گیا۔ اس کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

صفدر نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا اور پھر اس کی نبض پکڑ کر چیک کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ نوجوان کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ کم از کم تین چار گھنٹوں سے

پہلے ہوش میں نہیں آ سکے گا۔

صفدر نے نوجوان کو اٹھایا اور اسے ملحقہ غسل خانے کا دروازہ کھول ر اندر دھکیل دیا۔ تاکہ کوئی اور یا ویٹر اندر آئے تو اسے شک نہ پڑے۔ س کے بعد اس نے غسل خانے کا دروازہ بند کرنے کے ساتھ ساتھ ے کا دروازہ بھی اندر سے بند کیا اور پھر اس [illegible] میز رکھی اور اس کے اوپر کرسی رکھ کر وہ اس کرسی پر چڑھ گیا۔ اب اس کا سر روشندان کے اوپر والے حصے پر پہنچ گیا۔

اس نے رابرٹ کے کمرے میں جھانکا تو وہ چونک پڑا۔ کیونکہ رابرٹ غسل خانے سے نکل کر بڑے محتاط انداز میں دیوار کے ساتھ چلتا ہوا س الماری تک پہنچا جس میں اس کا بیگ پڑا ہوا تھا۔ اور پھر وہ بیگ کو ٹھا کر اسی طرح محتاط انداز میں چلتا ہوا غسل خانے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

جب اس نے غسل خانے کا دروازہ کھولا تو صفدر نے نل چلنے اور پانی گرنے کا شور واضح طور پر سنا۔ حالانکہ پہلے نل کھولنے کا کوئی تک نہ تھا۔ صفدر کے ذہن میں شکوک کے سائے رینگنے لگے۔ اسے ایکسٹو کی بے پناہ عقلمندی پر رشک آنے لگا۔ وہ چند لمحے رابرٹ کے اس انداز میں غسل خانے سے نکل کر الماری تک پہنچنے اور پھر بیگ اٹھا کر واپس جانے کی کوئی توجیہہ سمجھ میں نہ آئی کیونکہ کمرہ خالی تھا۔ جولیا شاید واپس جا چکی تھی مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا جیسے بجلی کوند گئی ہو اور وہ رابرٹ کی اس احتیاط کا مقصد سمجھ گیا۔ رابرٹ جس طرح دیوار کے ساتھ ہوتا ہوا غسل خانے تک پہنچا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا

کہ وہ کی ہول سے جھانکنے والے کی نظروں سے بچنا چاہتا ہے اور اب صفدر کو یقین ہو گیا کہ رابرٹ واقعی مشکوک آدمی ہے۔ ورنہ ایک عام آدمی کو اس قسم کی احتیاطوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

غسل خانے کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ البتہ پانی کے گرنے کا شور اسی طرح تسلسل کے سے انداز میں سنائی دے رہا تھا۔ گو یہ شور بے حد ہلکا تھا لیکن اب چونکہ صفدر کی تمام حسیات جاگ اٹھی تھیں۔ اس لئے اب وہ آسانی سے یہ شور سن رہا تھا۔

رابرٹ تقریباً آدھے گھنٹے تک غسل خانے میں گھسا رہا۔ اور پھر اچانک پانی کا شور ختم ہو گیا۔ اور دس منٹ بعد غسل خانے کا دروازہ کھلا اور رابرٹ باہر نکل آیا۔ بیگ کو اس نے اتارے ہوئے کپڑوں میں لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے نائٹ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور واقعی وہ نہا کر نکلا تھا۔ اس بار رابرٹ نے کسی احتیاط کی ضرورت نہیں سمجھی اور وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا الماری تک پہنچا۔ اس نے کپڑے بیگ میں ڈالے اور پھر بیگ کو الماری میں رکھ کر وہ بیڈ پر لیٹنے لگا۔

صفدر تیزی سے نیچے کو جھک گیا کیونکہ بیڈ پر لیٹتے وقت رابرٹ کی نظریں لازماً روشندان پر پڑتیں۔ اور صفدر اس کی نظروں میں آجاتا۔

صفدر اسی طرح جھکے جھکے انداز میں نیچے اتر آیا۔ اس نے کرسی اور میز واپس اپنی جگہ پر رکھی۔ سابرٹ کے کمرے کی بتی اسی لمحے بجھ گئی اور نیلے رنگ کی ہلکی روشنی نظر آنے لگی۔

صفدر احتیاط سے غسل خانے کی طرف بڑھا اور اس نے غسل خانے کا دروازہ کھول کر بے ہوش پڑے ہوئے غیر ملکی نوجوان کو اٹھایا اور

سے لا کر بیڈ پر لٹا دیا اور اس پر کمبل ڈال دیا۔ وہ نہ چاہتا تھا کہ ٹھنڈے ش پر اس بے چارے کو جو کسی طور پر بھی براہ راست اس مسئلے یں ملوث نہ تھا۔ ٹھنڈ لگ جائے یا سردی سے ہی اکڑ کر مر جائے۔

اس کے بعد وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اس کمرے کا بھی نائٹ ب جلا دیا اور بڑی بتی کو بجھا دیا۔ ویسے وہ سوچ سوچ کر دل میں ہنس رہا تھا کہ جب اس نوجوان کو ہوش آئے گا اور وہ اپنے آپ بستر پر پڑا ہوا دیکھے گا اور کمرے میں سے کوئی چیز بھی چوری نہ ہوئی ہو گی وہ کتنا حیران ہو گا اور کیا کیا نہ سوچے گا۔

صفدر اب اس انتظار میں تھا کہ رابرٹ سو جائے تو وہ اس کے کمرے میں داخل ہو کیونکہ وہ اب اس بیگ کی تلاشی لینا چاہتا تھا۔ جسے اس پراسرار اور محتاط انداز میں رابرٹ غسل خانے میں لے گیا تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے صبر آزما انتظار کے بعد صفدر اٹھا اور ر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ راہداری اب سنسان تھی۔

صفدر نے بڑی احتیاط سے اس کمرے کا دروازہ بند کیا اور رابرٹ کے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک مڑی ہوئی تار نکالی اور پھر ادھر ادھر دیکھ کر اس نے تار کو کی ہول میں ڈالا اور بڑے ماہرانہ انداز میں دائیں بائیں گھمانے لگا۔

چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز ابھری اور تالا کھلتا چلا گیا۔ صفدر نے تار باہر نکال کر واپس جیب میں ڈالی اور پھر بڑی احتیاط سے دروازہ کھول کر کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔

اس نے دروازہ بند کیا اور دبے قدموں بیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا

رابرٹ گہری نیند سویا ہوا تھا

صفدر چند لمحے رابرٹ کے سرہانے کھڑا رہا۔ اس کے سانس کی آمد و رفت دیکھتا رہا۔ تاکہ اس بات کا پوری طرح اطمینان کر سکے کہ رابرٹ کتنی گہری نیند سویا ہوا ہے۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ واقعی رابرٹ گہری نیند سویا ہوا ہے۔ تو صفدر الماری کی طرف بڑھ گیا اور اس نے الماری کھول کر اس میں سے بیگ نکالا اور پھر بیگ کو لئے ہوئے محتاط قدموں سے چلتا ہوا وہ غسلخانے میں گھس گیا۔

غسل خانے کا دروازہ بند کر کے اس نے بتی جلائی اور پھر اس نے بیگ کھول کر اس کی تلاشی لینی شروع کر دی بیگ میں موجود کپڑوں کی تلاشی کے بعد اس نے اس میں موجود کاغذات کو اچھی طرح چیک کیا۔ کاغذات پاسپورٹ اور روپے پر مشتمل تھے جنہیں غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ذہنی طور پر ان کے اصلی ہونے کا یقین کر لیا۔ پھر بیگ کی مزید تلاشی کے بعد اسے ایک چھوٹا سا ٹرانسسٹر نظر آیا۔

ٹرانسسٹر دیکھ کر وہ قدرے حیران ہوا کہ رابرٹ آخر یہ ٹرانسسٹر ہمراہ کیوں لئے پھر رہا ہے۔ اس نے ٹرانسسٹر کو پہلے تو غور سے دیکھا اور پھر اس نے اس کا بٹن دبا دیا تو ٹرانسسٹر سے نشریات کی آوازیں نکلنے لگیں۔ صفدر ناب گھماتا رہا۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں لیکن سوائے ریڈیو کی نشریات کے اور کچھ سنائی نہ دیا۔ پھر اس نے ٹرانسسٹر کا پچھلا حصہ کھول ڈالا اور روشنی میں اس کی مشینری چیک کرنے لگا۔ اس نے ریڈیو مکینک کا باقاعدہ کورس پاس کیا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اس کی مشینری کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ مشینری میں کوئی مخصوص بات نظر نہ آئی۔ وہ عام سا ٹرانسسٹر تھا

س نے اس کا کوئی خفیہ خانہ ڈھونڈنے کی کوشش کی لیکن سب کچھ بے سود ا۔ یہ واقعی ایک عام سا ٹرانسسٹر تھا۔ باوجود تیز نگاہی اور مہارت کے سے وہ چھوٹا سا بٹن نظر نہ آیا جسے اس طرح چھپایا گیا تھا کہ وہ ایک عام سا پرزہ نظر آتا تھا۔

اچھی طرح چیک کرنے کے بعد صفدر نے ٹرانسسٹر بند کر کے اسے بیگ میں رکھا۔ بیگ کو بھی اس نے ہر طرح کھنگال ڈالا لیکن وہ ایک عام سا بیگ ہی ثابت ہوا۔

صفدر نے کپڑے واپس بیگ میں ڈال کر غسل خانے کی بتی بند کی اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ رابرٹ اسی طرح گہری نیند میں تھا۔ صفدر نے بیگ واپس الماری میں رکھا اور الماری میں لٹکے ہوئے اس کے کپڑوں کی تلاشی لی لیکن کچھ بھی نہ ملا حتیٰ کہ ایک ریوالور تک کہیں نظر نہ آیا۔ تو صفدر مایوس ہو گیا۔ اس کے ذہن میں ابھرنے والے شک کے سائے اب دور ہوتے جا رہے تھے۔

رابرٹ تو ہر لحاظ سے عام سا نوجوان نظر آ رہا تھا۔ بس اس کے ذہن میں رابرٹ کا مشکوک انداز میں غسل خانے میں جانا کھٹکا تھا لیکن اب کوئی ایسی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ جس بنا پر وہ کوئی فیصلہ کر سکتا۔

آخر کار وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ شاید رابرٹ اس لئے اس انداز میں غسل خانے میں گیا ہے کہ اس کی شاید جولیا سے کوئی شرط وغیرہ لگی ہو گی یا پھر جولیا نے اسے تھکاوٹ کی وجہ سے نہانے سے منع کیا ہو گا اور اس نے سوچا ہو گا کہ کہیں جولیا باہر نکل کر واپس جانے کی بجائے کی ہول سے اسے چیک نہ کر رہی ہو۔ بہرحال کوئی بھی وجہ ہو اسے اپنا شک مجبوراً

ختم کرنا پڑ رہا تھا۔

صفدر دبے پاؤں کمرے سے باہر نکلا اور آہستہ سے دروازہ بند کرنے کے بعد وہ لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ ایکسٹو کو اس سلسلہ میں رپورٹ دے کر اس سے مزید ہدایات حاصل کر سکے۔ کیونکہ اسے ذاتی طور پر رابرٹ کی نگرانی فضول نظر آ رہی تھی۔

ٹائیگر سپیشل سیکورٹی آفیسر کے روپ میں ایئر بیس میں موجود تھا۔ س نے پورے ایئر بیس کا جائزہ اچھی طرح لیا تھا اور اس کے خیال کے مطابق ایئر بیس پر انتہائی بہترین حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے۔ اس ئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ آج بھی وہ سیکورٹی ہیڈ کوارٹر میں اپنے تر میں بیٹھا سیکورٹی کے بارے میں نئی تجاویز پر غور کر رہا تھا کہ میز پر کھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس —— ایس۔ ایس۔ او سپیکنگ“ —— ٹائیگر نے سپیشل سیکورٹی آفیسر کا مخصوص استعمال کرتے ہوئے کہا۔

”جناب —— گیٹ پر دو غیر ملکی موجود ہیں جن میں سے ایک لڑکی ر ایک مرد ہے —— وہ ایئر بیس کے خفیہ ہینگروں کا تفریحی دورہ رنا چاہتے ہیں۔ اور ان کے پاس سیکرٹ سروس کے چیف کے جاری کردہ س ہیں“۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

"کیا کہہ رہے ہو ——— ایسا کیسے ہو سکتا ہے"۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں ——— چیف سیکورٹی آفیسر نے آپ سے بات کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب آپ جیسے کہیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا

"تم انہیں وہیں روکو ——— میں خود آ رہا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

ایکسٹو کی طرف سے غیر ملکیوں کو پاس جاری کرنے اور خاص طور پر سرکنڈا ایئر بیس اور خفیہ ہینگروں کے تفریحی دورے کے، ایسے ہی نظر آ رہے تھے جیسے دن کو رات کہا جائے۔

وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا کہ آخر یہ غیر ملکی اس دھڑلے سے یہاں کیسے پہنچے اور انہوں نے اس طرح ایکسٹو کا نام کیسے استعمال کیا۔ یہی سوچتے ہوئے اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر گھمائے۔ مگر دوسری طرف سے سلیمان نے اسے بتایا کہ عمران فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔

پھر ٹائیگر نے براہ راست ایکسٹو سے بات کرنے کی ٹھانی کیونکہ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے ایکسٹو کے مخصوص نمبر گھمائے چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ اور ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سر ——— ! میں عمران صاحب کا ساتھی ٹائیگر بول رہا ہوں۔ میں سرکنڈا ایئر بیس پر موجود ہوں بطور سیکورٹی آفیسر۔ یہاں گیٹ پر ایک غیر ملکی مرد اور ایک غیر ملکی عورت پہنچے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ایئر بیس کی سیر کریں۔ ان کے پاس آپ کے جاری کردہ سپیشل پاس ہیں"۔ ٹائیگر نے

ئی مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— وہ جولیا اور اس کا رشتہ دار رابرٹ ہے۔ میں نے یا کے اصرار پر انہیں سپیشل پاس جاری کئے ہیں۔ مگر تم وہاں ایئر بیس یا کر رہے ہو"۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"مجھے یہاں عمران صاحب نے بطور سپیشل سیکورٹی آفیسر بھرتی کرایا ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ٹھیک ہے ——— بہرحال تم جولیا اور اس کے تہ دار کو ایئر بیس کی سیر کراؤ۔ کوئی حرج نہیں ہے"۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"او کے سر"

ٹائیگر نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ جولیا کی حد تک تو مسئلہ ٹھیک تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کی اہم رکن تھی لیکن اس کے رشتہ دار والا مسئلہ ٹیڑھا تھا لیکن چونکہ ایکسٹو نے خود اسے پاس جاری کیا تھا اس لئے اب ٹائیگر کا عتراض فضول تھا۔

پھر اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ جولیا کے رشتہ دار کے میک اپ میں کوئی اور آدمی بھیجا گیا ہو اور اس تفریحی دورے کے پس پشت ایکسٹو کی کوئی پلاننگ موجود ہو۔ چنانچہ اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھایا اور پھر گیٹ انچارج کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— گیٹ سیکورٹی انچارج"۔ دوسری طرف سے گیٹ انچارج کی آواز سنائی دی۔

"ایس ایس او سپیکنگ ——— ان غیر ملکیوں کے نام کیا ہیں"۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"جی ایک کا نام جولیانا فنرڈواٹر اور دوسرے کا رابرٹ ریگلیگن ہے۔ دونوں کا تعلق سوئٹزرلینڈ سے معلوم ہوتا ہے"۔ گیٹ انچارج نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں نے سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرلی ہے۔ یہ دونوں او کے ہیں اور پاس بھی درست ہیں، تم دونوں کو کار میں میرے دفتر میں بھجوا دو۔ میں خود ایئربیس دکھا دوں گا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے جناب ——— میں آپ کے نام کی انٹری کر کے انہیں آپ کے پاس بھجوا دیتا ہوں"۔ گیٹ انچارج نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— میں منتظر رہوں گا"۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور ریسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد اسے اپنے دفتر کے باہر جیپ رکنے کی آواز سنائی دی اور وہ سمجھ گیا کہ جولیا اور رابرٹ آئے ہیں۔ اس کا خیال درست ثابت ہوا اور چند لمحوں بعد ایک ملازم انہیں اپنے ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ ٹائیگر ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ چونکہ میک اپ میں تھا اس لئے ظاہر ہے جولیا اسے پہچان ہی نہیں سکتی تھی۔ اور پھر اس نے باقاعدہ سیکورٹی کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ جولیا اپنی اصل شکل میں تھی۔ اور رابرٹ کو تو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

رابرٹ سڈول جسم کا مضبوط اور تنومند نوجوان لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے سے ذہانت ٹپک رہی تھی۔

"مجھے وقار کہتے ہیں ——— میں یہاں سپیشل سیکورٹی آفیسر ہوں"۔

ٹائیگر نے دانستہ رسمی سا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ رابرٹ کے سامنے اپنی شناخت نہ کرانا چاہتا تھا۔

"میرا نام جولیانا فنرڈواٹر ہے اور یہ میرے رشتہ دار رابرٹ ہیں۔ ہمارا صل وطن تو سوئٹزرلینڈ ہے لیکن مجھے یہاں کی شہریت حاصل ہے۔ البتہ رابرٹ سیر و تفریح کے لئے سوئٹزرلینڈ سے یہاں آئے ہیں"۔ جولیا نے اپنا اور رابرٹ کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیے" ——— ٹائیگر نے باقاعدہ ان دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے گھنٹی بجا کر چپڑاسی کو طلب کیا اور اسے دو کوکا کولا لانے کا کہہ کر وہ دوبارہ جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کو یہاں سیر کرنے کے پاس سیکرٹ سروس کے سربراہ نے ذاتی طور پر جاری کئے ہیں حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کیا آپ کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"۔ ٹائیگر نے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ——— میرا ایک دوست ہے علی عمران وہ کبھی کبھار سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ وہ یہاں کے انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا لڑکا ہے۔ رابرٹ کا تعلق چونکہ فضائی انجنیئرنگ سے ہے س لئے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ وہ یہاں کی سیر کرنا چاہتے ہیں چونکہ سوئٹزرلینڈ مکمل طور پر غیر جانبدار ملک ہے اس لئے کسی خطرے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ علی عمران کی سفارش پر سیکرٹ سروس کے سربراہ نے اپنے طور پر تمام چھان بین کرنے اور مطمئن ہونے کے بعد نہوں نے مہربانی کی ہے کہ ہمیں پاس جاری کر دیئے ہیں اور پاسز کی چھان بین گیٹ پر ہو چکی ہے"۔ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اب

ٹائیگر کا تجسس دور ہوگیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران کی سفارش پر تو ایکسٹو سب کچھ کر سکتا ہے۔

اتنی دیر میں چپڑاسی نے دو بوتلیں کوکا کولا لاکر جولیا اور رابرٹ کے سامنے رکھ دیں۔ اور ٹائیگر کے کہنے پر ان دونوں نے کوکا کولا سپ کرنا شروع کر دیا۔

"دیکھئے یہ اڈہ تو بہت وسیع وعریض ہے اور ظاہر ہے یہاں ہر قسم کے جنگی جہاز ہیں۔ ان سب کی سیر کرنے کے لئے تو ہفتوں چاہئیں۔ آپ خاص طور پر کیا دیکھنا پسند کریں گے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ ایکریمیا نے پاکیشیا کو الیف الیون طیارے دیئے ہیں۔ میں نے سوئٹزرلینڈ میں ان طیاروں کی بہت تعریف سنی ہے اور ہمارے استاد بتاتے ہیں کہ یہ طیارے جدید ترین فضائی انجینئرنگ کے شاہکار ہیں میں دراصل انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان کا انجینئرنگ کے نقطۂ نظر سے جائزہ لینا چاہتا ہوں"۔ اس بار جولیا کی بجائے رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوہ —— میں سمجھ گیا —— ٹھیک ہے میں آپ کو ان میں سے ایک طیارہ دکھا دیتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

پھر اس نے فون اٹھا کر الیف الیون کے خفیہ ہینگروں کے سیکورٹی انچارج سے بات چیت کی اور انہیں گیٹ سے بھی تصدیق کرنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر چند لمحوں بعد وہاں سے اوکے کا فون آگیا۔ اور ٹائیگر ان دونوں کو لے کر الیف الیون طیاروں کے ہینگروں کی طرف چل پڑا۔

"آپ کے پاس کتنے طیارے ہیں"۔ جیپ میں بیٹھ کر رابرٹ نے ٹائیگر سے پوچھا۔

"کس قسم کے طیارے" —— ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"الیف الیون طیاروں کے متعلق ہی پوچھ رہا ہوں"۔ رابرٹ نے کہا۔

"فی الحال تو چار طیارے ملے ہیں، باقی ابھی تیار ہو رہے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا چاروں طیارے اسی ایئربیس پر ہیں"۔ رابرٹ نے پوچھا۔

"جی ہاں" —— ٹائیگر نے کہا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہوگئی۔ نہ ہی رابرٹ نے کوئی سوال کیا اور نہ ہی ٹائیگر نے کچھ مزید بتانے کی کوشش کی۔

جیپ جسے سیکورٹی کا ایک ڈرائیور چلا رہا تھا مختلف راستوں سے گزرنے کے بعد ایک بڑی سی عمارت کے گیٹ پر رک گئی۔ یہ خفیہ ہینگروں کی طرف جانے والی سڑک پر چیکنگ پوسٹ تھی۔

یہاں ٹائیگر سمیت جولیا اور رابرٹ کا سائنسی طور پر چیک اپ کیا گیا اس کے بعد انہیں آگے جانے کی اجازت دی گئی۔ اس طرح تین چیک پوسٹوں سے گزرنے کے بعد وہ ان خفیہ ہینگروں میں پہنچ گئے۔ جہاں الیف الیون طیارے رکھے گئے تھے۔

سب سے پہلے ٹائیگر انہیں اس سیکشن کے انچارج ایئر کموڈور راشد کے پاس لے گیا۔ ایئر کموڈور ایکسٹو کے پاس کی وجہ سے ان دونوں سے بڑی خوش اخلاقی سے ملا۔

"آپ نے ایروناٹیکل انجینئرنگ میں ڈگری لی ہوئی ہے"۔ ایئر کموڈور نے رابرٹ سے پوچھا۔

"جی ہاں ——— اسی لئے تو مجھے ایف ایون کو دیکھنے کا شوق ہے" رابرٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح اندر جا کر دیکھنے سے تو آپ جدید فضائی انجینئرنگ کے اس شاہکار کو قریب سے نہیں جان سکتے۔ اس کی کارکردگی تو فضا ہی میں محسوس ہوتی ہے۔" ایئر کموڈور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے۔ انجینئرنگ ٹیکنالوجی کا صحیح پتہ تو پرواز کے وقت ہی لگتا ہے لیکن ظاہر ہے روزانہ تو ان کی پرواز نہ ہوتی ہو گی۔" رابرٹ نے جواب دیا۔

"ہاں ——— روزانہ تو نہیں ہوتی لیکن اکثر پریکٹس پروازیں ہوتی رہتی ہیں۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں اور پھر چونکہ آپ اس صنعت میں انجینئر ہیں اس لئے پریکٹس پرواز میں آپ کو سوار کرایا جا سکتا ہے۔" ایئر کموڈور نے کہا۔

"تو کیا آج اس کی پریکٹس پرواز ہو رہی ہے" رابرٹ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ——— اتفاق سے ایک گھنٹے بعد ایک طیارہ پریکٹس پرواز کرے گا" ایئر کموڈور نے کہا۔ اور رابرٹ کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا۔ یہ اس کے لئے اتنی بڑی خوشی تھی جس کا وہ عام حالات میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"اوہ ——— اگر ایسا ہو جائے تو یہ میری زندگی کے سب سے زیادہ مسرت بخش لمحات ہوں گے۔" رابرٹ نے کہا اور واقعی اس کے لہجے سے بے پناہ مسرت کا اظہار ہو رہا تھا۔

ٹائیگر اتنے قیمتی طیارے میں کسی غیر ملکی کا بیٹھنا ذاتی طور پر پسند نہ کرتا تھا چاہے وہ ایکسٹو کے مہمان ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن چونکہ ایئر کموڈور س شعبے کا انچارج تھا اس لئے وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ خاموش ہو رہا۔

"کیا میں بھی اس طیارے میں پرواز کر سکتی ہوں؟" جولیا نے پوچھا۔

"جی ہاں، کیوں نہیں۔ لیکن آپ کو تکلیف تو ہو گی کیونکہ یہ کوئی مسافر بردار طیارہ تو نہیں جنگی جہاز ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ تین افراد کی گنجائش ہوتی ہے چونکہ اس طیارے میں نیوی گیٹر کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ سب کچھ آٹومیٹک مشینوں کے ذریعے ہوتا ہے اس لئے میں نیوی گیٹر کی بجائے برٹ کو ساتھ لے جا سکتا ہوں۔ البتہ اگر آپ بھی پرواز کرنا چاہتی ہیں تو پھر سیکنڈ پائلٹ کو بھی ڈراپ کرنا ہو گا۔ اس کی جگہ آپ جا سکتی ہیں۔ لیکن یہاں آرام دہ سیٹیں نہیں ہوں گی۔ ایئر کموڈور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— کوئی ایسی بات نہیں ——— تکلیف کس بات کی۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایئر کموڈور نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور کسی سے بات چیت شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"آیئے میرے ساتھ ———" ایئر کموڈور نے جولیا اور رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ بے شک اپنی ڈیوٹی پر جا سکتے ہیں مسٹر وقار۔" ایئر کموڈور نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

ظاہر ہے اب اس کی کوئی خاص ضرورت بھی نہ تھی چنانچہ وہ جولیا اور رٹ سے مصافحہ کر کے باہر آ گیا۔ اور پھر جیپ میں بیٹھ کر اپنے دفتر کی

طرف بڑھنے لگا لیکن اس کا ذہن مطمئن نہیں تھا۔ اسے ایک عجیب سی خلش محسوس ہو رہی تھی۔ اس کی چھٹی حس بار بار خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ لیکن خطرے کی کوئی بات نظر نہ آ رہی تھی۔

ایکسٹو سے وہ براہ راست پوچھ چکا تھا اور ظاہر ہے ایکسٹو کسی مشتبہ خطرناک شخص کو تو پاس جاری نہ کر سکتا تھا۔ اور پھر جولیا کے کہنے کے مطابق پاس بھی عمران کی معرفت حاصل کئے گئے تھے۔ تب تو اس کے خیال کے مطابق ایک فیصد بھی خطرے کی گنجائش باقی نہ رہی تھی۔

جہاں تک پرواز میں ان دونوں کے ساتھ جانے کا تعلق تھا تو رابرٹ انجینئر تھا، پائلٹ تو نہ تھا کہ وہ کسی بھی طرح خطرناک ثابت ہو سکتا۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی خطرے کی بات نظر نہ آتی تھی لیکن اس کے باوجود چھٹی حس کسی طرح چین لینے کا نام ہی نہ لے رہی تھی۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ دفتر جا کر عمران سے فون پر نہیں تو مخصوص ٹرانسمیٹر پر کال کر کے اس سلسلے میں بات کرے گا۔

بلیک زیرو نے جولیا کے بے حد اصرار پر اسے ایربیس کی سیر کے لئے سپیشل پاسز تو جاری کر دیئے تھے لیکن وہ اس سلسلے میں شدید الجھن محسوس کر رہا تھا۔ کیونکہ ابھی حال ہی میں عمران نے ایف ایون طیاروں کے سلسلے میں ایک مخصوص میٹنگ میں شرکت کی تھی اور گو عمران نے اسے زیادہ تفصیل تو نہ بتائی تھی لیکن موٹی موٹی باتیں ضرور بتا دی تھیں۔

لیکن جولیا نے زندگی میں پہلی بار اتنا اصرار کیا تھا کہ وہ اس کے بے پناہ اصرار پر اسے پاس جاری کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ البتہ اس نے جولیا کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ رابرٹ کے ساتھ ساتھ رہے اور پوری طرح محتاط رہے۔

ادھر عمران نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس نے صرف رسمی چیکنگ کے لئے صفدر کو رابرٹ کی نگرانی کا حکم دیا ہوا ہے اور صفدر نے بھی رابرٹ کے متعلق رپورٹ دے دی تھی کہ وہ ہر لحاظ سے ایک عام سا نوجوان ہے اس نے اس کے سامان کی اچھی طرح پڑتال کر لی تھی۔ حتیٰ کہ اس کے سامان

میں سے ایک ریوالور تک بھی نہ ملا تھا۔ لیکن ان سب کے باوجود اسے الجھن سی ہو رہی تھی۔

وہ اس الجھن کی وجہ بھی سمجھتا تھا کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ ایکسٹو نے براہ راست اس قسم کے سپیشل پاس جاری کیے ہوں اور پھر رابرٹ کچھ بھی ہو بہرحال ایک غیر ملکی تھا۔

اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اس نے اس سلسلے میں عمران سے بھی اجازت طلب نہ کی تھی۔ لیکن جب ٹائیگر کا فون آیا اور اسے معلوم ہوا کہ عمران نے ٹائیگر کو سیکورٹی آفیسر کے روپ میں چھوڑا ہوا ہے اور ٹائیگر بھی انہیں سیر کرائے گا تو وہ قدرے مطمئن ہو گیا کیونکہ وہ ٹائیگر کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کے باوجود ایک نامعلوم سی بے چینی اس کے اعصاب میں بہرحال موجود تھی۔ اسی لمحے اس نے گیٹ کاشن دیوار پر روشن ہوتے دیکھا۔ تو اس نے چونک کر بٹن دبا دیا۔

اور جب سکرین پر عمران کی تصویر ابھری تو اس نے مطمئن ہو کر گیٹ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا۔

"کیا بات ہے پیارے بلیک زیرو ——— کچھ پریشان سے نظر آ رہے ہو" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے خوشگوار لہجے میں پوچھا

"پریشانی والی کوئی بات تو نہیں ——— ایک جسارت آپ کی اجازت کے بغیر کر بیٹھا ہوں۔ اس لئے بے چینی سی محسوس ہو رہی ہے۔" بلیک زیرو نے اپنے آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

اوہ ——— کیا شادی کر لی ہے" ——— عمران نے چونکتے ہوئے

ے پوچھا جیسے بلیک زیرو نے کوئی جرم کر لیا ہو۔

ارے نہیں جناب" ——— شادی کا تو مجھے کوئی شوق ہی نہیں"

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے جولیا اور رابرٹ کو
س جاری کرنے سے لے کر صفدر کی رپورٹ اور ٹائیگر کے فون تک
ی تفصیل بتا دی۔

صفدر کی رپورٹ کے بعد کوئی تشویش کی بات تو نہیں ہو سکتی
بیس دیکھنے سے ہمارا کیا بگڑ جائے گا ——— وہاں کھڑے جہاز
ن دے ہی تو دیکھنے کو ملے گا۔" عمران نے لاپرواہ سے لہجے میں
ہا۔

"جولیا کہہ رہی تھی کہ رابرٹ ایروناٹیکل انجینئر ہے اور اسے جدید ترین
ضائی انجینئرنگ دیکھنے کا شوق ہے" بلیک زیرو نے مطمئن لہجے میں جواب
یتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران کے لاپرواہ لہجے سے اس کے ذہن میں
ھرنے والی خلش ختم ہو گئی تھی۔

کیا کہہ رہے ہو ——— رابرٹ فضائی انجینئر ہے" عمران نے
نک کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار
ھر آئے تھے۔

"ہاں ——— جولیا بتا رہی تھی ——— کیوں ———" بلیک زیرو
ے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اوہ ——— غضب ہو گیا"

عمران نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا اور پھر اس نے تیزی سے
یز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر اس سے پہلے کہ

وہ ریسیور اٹھایا تھا میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ اس میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

عمران نے چونک کر اس کے ڈائل پر نظر ڈالی اور اس کا چہرہ اور زیادہ ستّ گیا۔ کیونکہ فریکوئنسی ٹائیگر کی تھی۔ عمران نے تیزی سے ٹرانسیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو —— ہیلو —— ٹائیگر کالنگ عمران —— اوور"

بٹن آن ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز کمرے میں گونجی۔

"یس —— عمران سپیکنگ —— اوور"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر —— میں نے آپ کو فون کیا تھا مگر آپ فلیٹ پر نہیں ملے اس لیئے میں نے ٹرانسمیٹر کال کی ہے —— مس جولیا اور ان کے رشتہ دار رابرٹ ایکسٹو کے سپیشل پاس پر یہاں پہنچے ہیں۔ رابرٹ نے ایف ایون طیارے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں چونکہ ایکسٹو سے فون پر بات کر چکا تھا اور پھر جولیا نے بتایا تھا کہ اس نے آپ کی معرفت ایکسٹو سے پاس جاری کرائے ہیں۔ اس لئے میں انہیں ایف ایون طیارے کے ہینگروں میں لے گیا۔ اس شعبے کا انچارج ایرکموڈور راشد حسین ہے راشد حسین نے انہیں آفر کر دی کہ ایک ایف ایون طیارہ ابھی پریکٹس پرواز جا رہا ہے۔ اگر رابرٹ چاہے تو اس میں بیٹھ کر پرواز بھی کر سکتا ہے رابرٹ یہ خبر سنتے ہی خوش ہو گیا۔ جولیا نے بھی ساتھ پرواز کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور ایئرکموڈور اسے بھی ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ایئرکموڈور نے مجھے فارغ کر دیا لیکن میرے

ہن میں ایک نامعلوم سی خلش تھی۔ اس لیے میں نے سوچا کہ آپ کو بہرحال طلاع کر دوں —— اوور"۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ نے ایئرکموڈور کو بتایا تھا کہ وہ ایروناٹیکل انجینئر ہے —— اوور" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر —— اسی کے بتانے پر تو ایئرکموڈور نے اسے پرواز پر ے جانے کی آفر کی تھی —— اوور" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"مگر یہ تو قانون کے خلاف ہے —— پھر ایئرکموڈور نے ایسا یوں کیا ہے —— اوور" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایئرکموڈور اپنی ذمہ داری پہ لے جا سکتا ہے سر —— اوور" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پرواز میں کتنی دیر ہے —— اوور" عمران نے پوچھا۔

"جو وقت وہ بتا رہا تھا اس لحاظ سے تو شاید دس منٹ رہتے ہیں یسے وقت کا مجھے علم نہیں ہے —— اوور" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ غلط ہے —— یہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ اچھا ٹھیک ہے یں خود ایئرکموڈور سے بات کرتا ہوں —— اوور" عمران نے کہا۔

"جناب —— باہر سے کال براہ راست ایئرکموڈور تک نہیں پہنچ سکتی۔ ہے البتہ باہر گفتگو کی جا سکتی ہے۔ یہاں کا نظام ایسا ہے۔ اوور" یگر نے کہا۔

"اچھا —— ایئرمارشل وہاں موجود ہیں —— اوور" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں —— وہ اپنے دفتر میں ہوں گے۔ ان سے بات ہو سکتی ہے۔ اوور" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے —— ویسے تم محتاط رہنا۔ کسی بھی وقت تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے —— اوور۔"

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اوور اینڈ آل کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہی اس نے تیزی سے ٹیلیفون کا ریسیو اٹھایا۔ میز کی دراز کھول کر اس میں سے ٹیلی فون بک اپ ڈائری نکال کر تیزی سے کھولی اور پھر اس کی انگلیاں انتہائی تیزی سے نمبر گھمانے میں مصروف ہو گئیں۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔

بلیک زیرو بھی خاموش بیٹھا تھا۔ عمران کو اتنا سنجیدہ دیکھ کر وہ اپنے د ہی دل میں خود ہی اپنے آپ کو چور محسوس کر رہا تھا کیونکہ اگر وہ جولیا اصرار پر یہ پاس جاری نہ کرتا تو شاید یہاں تک نوبت نہ آتی۔

"یس —— پی اے ٹو ایئر مارشل سپیکنگ"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایئر مارشل صاحب سے بات کراؤ —— اٹ از ایکسٹو" عمران نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ —— یس سر —— ہولڈ آن کیجئے" دوسری طرف سے پی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا

اور پھر چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی

"یس —— ایئر مارشل نسیم آصف بول رہا ہوں۔"

"ایکسٹو —— مسٹر نسیم آصف —— ایف الیون شعبے کا انچ ایئر کموڈور راشد حسین دو غیر ملکیوں کو ایف الیون طیارے کی پریکٹس پرو

پر ساتھ لے جا رہا ہے۔ اسے فوراً روکیں" عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ —— مگر سر ان غیر ملکیوں کو پاس تو آپ نے جاری کئے تھے" ایئر مارشل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"پاس صرف دیکھنے کے لئے جاری کئے گئے تھے، پرواز کرنے کے لئے نہیں —— اور یہ بتائیں کہ کیا پریکٹس پرواز پر جانے والا طیارہ وہ تو نہیں جس میں جارجنگ ٹیکنالوجی فٹ ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"اوہ —— طیارہ تو وہی ہے اور آج اس ٹیکنالوجی کی مشق ہونی ہے۔" ایئر مارشل نے مزید چونکتے ہوئے کہا۔

"اسے فوراً روکیں اور اگر وہ پرواز کر گیا ہے تو اسے فوراً واپس بلائیں۔ چاہے اس کے لئے آپ کو زبردستی ہی کیوں نہ کرنی پڑے؟" عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب —— آپ ہولڈ آن کریں میں ابھی صورت حال کا پتہ کرتا ہوں" ایئر مارشل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریسیور ایک طرف رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

پھر کسی کے بولنے، چیخنے اور حکم دینے کی مبہم اور مدھم سی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

عمران خاموش ریسیور تھامے بیٹھا رہا لیکن اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا اور وہ بار بار دانتوں سے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ایئر مارشل کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو جناب" ——— اس بار ایئر مارشل کی آواز میں قدرے اطمینان تھا۔

"یس" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر ——— طیارہ پرواز پر جانے ہی والا تھا۔ دونوں مہمان اندر موجود تھے کہ میں نے انہیں روک دیا ہے۔ اس لئے انہیں اتار دیا گیا ہے اور طیارہ ان کے بغیر پرواز پر چلا گیا ہے۔" ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تھینک یو ——— ذرا ایئر کموڈور صاحب کو ہدایات کر دیجئے کہ وہ کسی بھی حالت میں کسی غیر ملکی شخص کو اب پرواز پر ساتھ لینا تو ایک طرف اس کے اندر بھی نہ جانے دے۔" عمران نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسا ہی ہوگا" ——— ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"آپ کو تو علم ہے کہ مسٹر وقار سپیشل سیکورٹی آفیسر میرا آدمی ہے۔ اس لئے ان دونوں غیر ملکیوں کو ان کے ہمراہ واپس بھجوا دیں۔ اور مسٹر وقار کے اختیارات میں مزید اضافہ کر دیجئے کہ وہ آپ جیسے رینک کے آدمی کو بھی کسی اقدام سے روک سکیں۔ یہ ضروری ہے۔" عمران نے کہا۔

"بہتر جناب ——— میں ابھی آرڈرز دے دیتا ہوں۔" ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"او کے تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ اتنے سنجیدہ کیوں ہو گئے تھے۔ اگر رابرٹ خلائی انجینئر ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے بہرحال جولیا بھی تو ساتھ ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ جولیا کو بھی تو ڈاج دیا جا سکتا ہے ہرحال اب مسئلہ تو ختم ہو ہی گیا۔" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ہو تو گیا مگر ٹائیگر کے ساتھ ان کو واپس بھیجنے والی ت سمجھ میں نہیں آئی۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اس لئے کہ میں نہیں چاہتا کہ دوبارہ اس قسم کی صورت حال پیدا ہوئ" عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ ور اس کی ناب گھما کر اس نے فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا سرخ بلب جل اٹھا اور اس میں سے سیٹی کی آواز نکلنے گی۔ دوسرے لمحے بلب سبز ہو گیا اور ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ——— ٹائیگر سپیکنگ ——— اوور۔" ٹائیگر کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"عمران بول رہا ہوں ——— میں نے رابرٹ اور جولیا کو پرواز کرنے سے رکوا دیا ہے۔ میں نے ایکسٹو سے بات کی تھی اور ایکسٹو نے ایئر مارشل سے بات کر کے انہیں رکوا دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایکسٹو نے ایئر مارشل کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہیں مزید اختیارات دے دیں تاکہ تم ہر قسم کی صورت حال میں ہر قسم کے اقدامات کر سکو ——— اوور۔" عمران نے کہا۔

"یس سر ——— ابھی چند لمحے پہلے ایئر مارشل کی طرف سے مجھے ریڈ کارڈ مہیا کر دیا گیا ہے اور تمام شعبوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ب میں ایئر بیس میں سب سے بااختیار ہوں۔ اوور۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے ——— اب تم نے ہر لمحہ محتاط رہنا ہے۔ جولیا اور

کو تم نے ساتھ لیجا کر ان کی رہائش گاہ تک چھوڑنا ہے تاکہ ان کی طرف سے مکمل اطمینان ہو جائے۔" اس کے بعد تم نے واپس ڈیوٹی پر جانا ہے اور انتہائی محتاط رہنا ہے ——— اوور"۔

عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب ——— مجھے ہدایات مل چکی ہیں۔ جولیا اور رابرٹ ابھی میرے پاس پہنچنے والے ہیں ——— اوور"

دوسری طرف سے رابرٹ نے جواب دیا۔

" او۔ کے ——— اوور اینڈ آل"

عمران نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

رابرٹ اور جولیا دونوں ایئر کموڈور کے ساتھ ایف الیون طیاروں کے مخصوص ہینگر میں پہنچ گئے۔ اور پھر ایئر کموڈور انہیں اس طیارے کے اندر لے گیا جو اس وقت پریکٹس پرواز کے لئے تیار کھڑا تھا۔ رابرٹ بڑے غور سے طیارے کی اندرونی مشینری کو دیکھ رہا تھا۔ جبکہ جولیا کا انداز سرسری تھا۔

اور پھر رابرٹ کی آنکھیں اس وقت مسرت سے چمک اٹھیں جب اس نے ڈی چار جنگ ٹیکنالوجی پر مشتمل آلہ اس طیارے میں نصب پایا۔ اب اسے اپنی خوش قسمتی پر رشک آ رہا تھا کہ سب کچھ خود بخود صحیح طریقے سے ہوتا چلا جا رہا تھا۔

پھر ایئر کموڈور نے رابرٹ کو اس پائلٹ سے ملوایا جس نے جہاز اڑانا تھا اور اسے بتایا کہ یہ دونوں بھی اس کے ساتھ پرواز پر جائیں گے۔ پائلٹ سر ہلاتے ہوئے اپنے مخصوص کمرے میں چلا گیا اور تھوڑی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

دیر بعد جب وہ واپس آیا تو اپنی مخصوص کٹ میں تھا۔

جولیا اور رابرٹ کو طیارے کے اندر بٹھا دیا گیا۔ پائلٹ نے بھی سیٹ سنبھالی۔ رابرٹ، پائلٹ کے ساتھ سیکنڈ پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا پیچھے نیوی گیٹر سیٹ پر بیٹھ گئی۔

رابرٹ نے بیٹھتے ہی جولیا کو ذہنی طور پر احکامات دینے شروع کر دیئے کہ وہ اس طیارے پر قبضہ کرے گا۔ پائلٹ کو قتل کرنا جولیا کی ذمہ داری ہوگی۔ اور جب جولیا نے اقرار کے طور پر سر ہلا دیا تو رابرٹ مطمئن ہو گیا۔

جولیا نے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا تاکہ پائلٹ کو پرواز کے دوران کس طرح قتل کیا جائے کیونکہ ان کے پاس پستول تو ایک طرف نیل کٹر تک موجود نہ تھا اور ظاہر ہے اس قسم کی کوئی چیز وہ ساتھ لا بھی نہ سکتے تھے۔ اور وہاں ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے وہ ہتھیار کا کام لے سکتا تھا اس لیے اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ جوڈو کا وار کر کے پائلٹ کی گردن توڑ دے گی۔ اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔

طیارہ اب ہینگر سے نکل کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اپنے مخصوص رن وے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ پائلٹ ٹرانسمیٹر پر حکام سے بات چیت کر رہا تھا۔

رابرٹ اور جولیا دونوں خاموش تھے کہ اچانک پائلٹ نے طیارہ روک لیا۔

”کیا بات ہے“ —— رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ایئرکموڈور صاحب آ رہے ہیں۔ وہ شاید آپ سے کوئی بات کرنا

چاہتے ہیں“ پائلٹ نے جواب دیا۔

اسی لمحے ایک جیپ طیارے کے قریب آ کر رکی اور پائلٹ کے دروازہ کھولنے پر ایئرکموڈور جیپ سے اتر کر طیارے کے اندر آ گئے۔

”ساری مسٹر رابرٹ اینڈ مس جولیا —— آپ پرواز کا لطف نہیں اٹھا سکیں گے۔ ایئر مارشل نے روک دیا ہے۔ آئی ایم ساری“ ایئرکموڈور نے رابرٹ کے پاس آ کر کہا۔

”اوہ —— مگر کیوں“ —— رابرٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم —— بہرحال آرڈر از آرڈر۔ میں نے تو اپنی ذمہ داری پر یہ اقدام کیا تھا لیکن ایئر مارشل کے حکم کے سامنے مجبور ہوں —— آپ نیچے تشریف لے آئیے“

ایئرکموڈور نے کہا اور رابرٹ خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں ایئرکموڈور کے ساتھ طیارے سے نیچے اتر آئے۔ طیارہ آگے بڑھ گیا۔

رابرٹ بالکل خاموش تھا۔ منزل اس کے بالکل قریب آ کر دور ہو چکی تھی اسے دراصل اس بات کا خیال تک نہ آیا تھا کہ ایئرکموڈور اسے یوں اتارنے کے لئے سر پر آ کھڑا ہو گا ورنہ شاید وہ اسی وقت ایکشن میں آ جاتا اور طیارہ لے اڑتا۔ لیکن ایئرکموڈور کی موجودگی میں اس قسم کی کوئی حرکت ہر لحاظ سے حماقت ہوتی۔ اس لیے وہ چپ چاپ نیچے اتر گیا۔

البتہ اس نے طیارے کو اپنی آنکھوں کے سامنے فضا میں اڑتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر ایئرکموڈور ان دونوں کو ہمراہ لے کر [illegible]

دفتر کے سامنے چھوڑ گیا۔ ٹائیگر نے ان دونوں کا اٹھ کر استقبال کیا۔

"مجھے یہ ڈیوٹی سونپی گئی ہے کہ آپ جیسے معزز مہمانوں کو آپ کے ہوٹل چھوڑ آؤں" ——— ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— ایسی کوئی بات نہیں ——— ہماری گاڑی گیٹ پر موجود ہے" جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کوئی حرج نہیں جولیا ——— وقار صاحب اچھے آدمی ہیں۔ ان سے گپ شپ ہو جائے گی" رابرٹ نے فوراً ہی کہا۔ اور جولیا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

"آپ واپس کیوں چلے آئے تھے۔ ہمارے ساتھ رہتے" رابرٹ نے کہا۔

"اس وقت میرے اختیارات اتنے نہیں تھے کہ میں ایئر کموڈور کو اپنی بات ماننے پر مجبور کر سکتا۔ لیکن اب مجھے ریڈ پاس مل چکا ہے اب میں ایئر بیس میں سب سے زیادہ با اختیار ہوں حتیٰ کہ ایئر مارشل تک میرا حکم ماننے پر مجبور ہے" ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ——— مگر اتنی دیر میں یہ ریڈ پاس آپ کو کیوں مل گیا" رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے ایئر مارشل سے شکایت کی تھی کہ ایئر کموڈور صاحب نے مجھے اچھے انداز میں ڈیل نہیں کیا ——— ایئر مارشل چونکہ میرے عزیز ہیں اس لئے انہوں نے غصے میں آ کر مجھے ریڈ پاس جاری کر دیا" ٹائیگر نے جواب دیا۔ اب ظاہر ہے وہ اصل بات تو نہ بتا سکتا تھا۔

"اوہ ——— اچھا ٹھیک ہے اب چلیں" ——— رابرٹ نے اطمینان بھرے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں چلیں" ——— ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر اپنی مخصوص جیپ میں آ بیٹھا۔

ڈرائیور نے تھوڑی دیر بعد انہیں گیٹ پر پہنچا دیا۔ جہاں سائنسی طریقے سے ان کی تلاشی لی گئی۔ اور پھر انہیں باہر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

باہر جولیا کی کار موجود تھی۔ جولیا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

"آپ دونوں کی رہائش ہوٹل میں ہے" ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں ——— مس جولیا تو فلیٹ میں رہتی ہیں جبکہ میں ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں ——— جولیا! اپنے فلیٹ چلو۔ وہاں بیٹھ کر گپ شپ رہے گی۔"

رابرٹ نے ٹائیگر کو جواب دیتے ہوئے جولیا سے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔ ٹائیگر نے محسوس کیا کہ رابرٹ کا انداز تحکمانہ تھا۔ لیکن وہ خاموش رہا شاید رشتہ داری کی وجہ سے ایسا ہو۔

بہرحال مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جولیا نے کار اس کے فلیٹ کے سامنے روک دی اور پھر وہ تینوں اتر کر اوپر فلیٹ میں پہنچ گئے۔

جولیا تو فلیٹ میں داخل ہوتے ہی باتھ روم میں چلی گئی جبکہ ٹائیگر اور رابرٹ صوفوں پر بیٹھ گئے۔ رابرٹ بار بار ایسی باتیں پوچھ رہا تھا جو ٹائیگر کے ذاتی حالات سے متعلق تھیں۔ ٹائیگر نے محسوس کیا جیسے رابرٹ اس کے متعلق

سب کچھ جان لینے کا خواہش مند ہو۔ خاص طور پر وہ ایئربیس میں ٹائیگر کی مصروفیات سے متعلق زیادہ تر سوالات کر رہا تھا۔ ٹائیگر بڑے محتاط انداز میں جواب دیتا رہا۔

پھر اس نے اپنے پیچھے باتھ روم کا دروازہ کھلتے دیکھا اور اسی لمحے اس نے رابرٹ کی آنکھوں میں اچانک ایک چمک سی ابھرتے دیکھی۔ اس ابھرنے والی چمک نے اسے اچانک ایک نامعلوم خطرے کا احساس دلا دیا۔

چنانچہ وہ تیزی سے واپس مڑا۔ مگر اسی لمحے اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کا ذہن تیزی سے اندھیری غاروں میں اترتا چلا گیا۔ لیکن بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے جو منظر دیکھا تھا اس کا عکس ابھی تک اس کے شعور میں موجود تھا۔ جولیا کو لوہے کا راڈ اٹھائے اپنے سر پر مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس نے شعوری طور پر سنبھلنے کی کوشش کی لیکن ایک بار پھر اس کے ذہن میں بھونچال سا پیدا ہوا۔ شاید اس کے سر پر دوسری ضرب لگائی گئی تھی اور پھر وہ اندھیری غاروں میں پوری طرح اترتا چلا گیا۔

ٹائیگر کے سر پر وار کرنے والی واقعی جولیا تھی۔ دوسری ضرب لگانے کے بعد اس نے راڈ ایک طرف پھینک دیا

" اب میک اپ کا سامان لاؤ ——— میں اس کا میک اپ کروں گا" ٹائیگر کے بے ہوش ہوتے ہی رابرٹ نے تحکمانہ لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جولیا یوں سر ہلاتی ہوئی واپس باتھ روم کی طرف مڑ گئی جیسے وہ پیدا ہی رابرٹ کا حکم ماننے کے لئے ہوئی ہو۔

رابرٹ نے دراصل بیٹھے بیٹھے ذہنی طور پر باتھ روم میں موجود جولیا کو حکم دیا تھا کہ وہ باہر نکل کر صوفے پر بیٹھے ہوئے اس سپیشل سیکورٹی افسر کو بے ہوش کر دے۔ اور یوں جولیا نے اس پر حملہ کر دیا۔

رابرٹ واپسی پر ٹائیگر کا میک اپ کر کے اڈے میں داخل ہونے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا۔ پہلے تو اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہیں دفتر میں ہی کارروائی کر گزرے مگر جب ٹائیگر نے خود ہی ساتھ چلنے کی آفر کی تو جولیا کے منع کے باوجود رابرٹ تیار ہو گیا۔ تاکہ اطمینان سے کارروائی کر کے واپس آ جائے۔ اور اس کے بعد تو اس کا ارادہ بالکل ہی مستقل ہو گیا تھا۔ جب ٹائیگر نے ریڈ پاس کا ذکر کیا تھا۔ اس کا پروگرام یہی تھا کہ وہ ٹائیگر کے روپ میں اڈے میں رہے گا اور پھر جیسے ہی موقعہ ملے گا وہ طیارہ لے اڑے گا اس لئے اس نے جولیا کو ہوٹل کی بجائے اپنے فلیٹ میں چلنے کے لئے کہا تھا۔

جولیا نے باتھ روم سے میک اپ باکس لا کر رابرٹ کے سامنے رکھ دیا۔ اور رابرٹ نے میک اپ باکس کھول کر باقاعدہ میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جبکہ جولیا خاموشی سے ایک طرف صوفے پر بیٹھ گئی۔ پھر بیٹھے بیٹھے وہ اٹھی اور اس نے فلیٹ کا دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد رابرٹ ٹائیگر کے میک اپ میں آ چکا تھا۔

اس کے بعد اس نے جولیا کو واپس باتھ روم میں جانے کا اشارہ کیا اور جولیا کے اندر جانے کے بعد اس نے ٹائیگر کا لباس اتار کر خود پہنا اور اپنا لباس اتار کر ٹائیگر کو پہنا دیا۔ اس کے بعد اس نے جولیا کو باہر آنے کے لئے کہا۔

پھر اس نے ٹائیگر کے چہرے پر اپنا میک اپ کرنے کے لئے جیسے ہی ایک محلول لگایا وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ محلول کے لگتے

جبکہ رابرٹ اور جولیا باب اور راستے سے اندر گیا تھا۔ رابرٹ اسی راستے سے اندر داخل ہوا اور یہ راستہ ایسا تھا جہاں کوئی سائنسی چیکنگ نہ تھی صرف سیکورٹی گارڈ موجود تھے اور ظاہر ہے سیکورٹی گارڈ ظاہری شکل ہی دیکھ سکتے تھے۔ میک اپ تو چیک نہ کر سکتے تھے۔

اس لئے رابرٹ بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا اندرونی گیٹ کراس کر کے وہاں پہنچ گیا جہاں جولیا کو تمام چیکنگ مراحل سے گزر کر پہنچنا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا وہاں پہنچ گئی۔

رابرٹ نے ایک سیکورٹی گارڈ کو کار لانے کا اشارہ کیا۔ اور پھر کار آنے کے بعد جولیا سمیت اس نے کار میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو اپنے دفتر چلنے کا کہا۔

ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی اور تھوڑی دیر بعد کار ٹائیگر کے دفتر کے سامنے جا کر رک گئی۔

رابرٹ نے ڈرائیور کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود جولیا سمیت ٹائیگر کے دفتر میں داخل ہوا۔ اس نے جولیا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ٹائیگر کی کرسی پر بیٹھ کر اس نے میز کی درازیں کھول کر ان میں موجود سامان چیک کرنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد اس نے دراز سے ٹیلیفون ڈائری باہر نکالی اور اس میں لکھے ہوئے ایئربیس کے مختلف شعبوں کے فون نمبر دیکھنے لگا۔ کافی دیر تک ڈائری کی ورق گردانی کرنے کے بعد اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس ———— ایئر کموڈور راشد بول رہا ہوں“ دوسری طرف سے رابطہ

قائم ہوتے ہی ایئر کموڈور کی کرخت آواز سنائی دی۔

”سپیشل سیکورٹی آفیسر ڈنالڈ بول رہا ہوں ———— ریڈ پاس ہولڈر“۔ رابرٹ نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”جی فرمائیے“ ———— اس بار ایئر کموڈور کا لہجہ نرم تھا۔ ظاہر ہے ریڈ پاس ہولڈر کا مطلب وہ خود بھی بخوبی سمجھتا تھا۔

”وہ ایف الیون طیارہ جو پریکٹس پرواز پر گیا تھا، واپس آگیا ہے“ رابرٹ نے پوچھا

”یس ———— ابھی ابھی پہنچا ہے ———— کیوں“ ایئر کموڈور نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے دوبارہ پرواز کے لیے تیار ہونے میں کتنا وقت لگے گا“ رابرٹ نے پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ دس منٹ ———— مگر اس کی دوبارہ پرواز کا شیڈول طے نہیں ہوا“ ایئر کموڈور نے جواب دیا۔

”سنیئے ———— میں بحیثیت ریڈ پاس ہولڈر آپ کو حکم دے رہا ہوں کہ آپ طیارے کو دوبارہ پرواز کے لیے تیار کیجئے۔ میں مس جولیا سمیت آپ کے شعبے میں پہنچ رہا ہوں۔ میرے ذمہ مس جولیا کو اس طیارے میں پرواز کرانے اور ٹیسٹ کرانے کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ میں اور مس جولیا طیارے میں پرواز کریں گے ———— سمجھے“۔ رابرٹ نے اس بار تحکمانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا

”مگر اس کے لئے ایئر مارشل صاحب کی خصوصی اجازت ضروری ہے۔ شیڈول یا مخصوص اجازت کے بغیر طیارہ پرواز نہیں کر سکتا“

ایئر کموڈور نے جواب دیا۔

"آپ فون پر ایئر مارشل سے بات کر لیجئے ——— بہرحال ہمارے آنے تک طیارہ پرواز کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔"

رابرٹ نے کہا اور ہاتھ مار کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر اس نے تیزی سے دوبارہ نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

"یس ——— پی اے ٹو ایئر مارشل۔" دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سپیشل سیکورٹی آفیسر وقار ——— ریڈ پاس ہولڈر سپیکنگ ایئر مارشل سے بات کراؤ۔" رابرٹ نے کہا۔

"یس سر ——— ہولڈ آن کیجئے۔" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس ——— کیا بات ہے مسٹر وقار۔" چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سر ——— مس جولیا میرے پاس بیٹھی ہیں ——— یہ سیکرٹ سروس کی رکن ہیں۔ ایکسٹو نے حکم دیا ہے کہ ان کے کسی خاص منصوبے کے تحت میں انہیں ایف الیون طیارے میں پرواز کا موقع دوں اور خود ساتھ بیٹھوں ——— میں نے ایئر کموڈور صاحب کو کہہ دیا ہے کہ وہ طیارہ تیار کریں مگر وہ اصرار کر رہے ہیں کہ آپ انہیں اجازت دیں۔" رابرٹ نے کہا مگر لہجہ نرم ہی رکھا۔

"ایئر کموڈور کو آپ کا حکم ماننے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کو ریڈ کارڈ سیکرٹ سروس کے چیف کے حکم پر ایشو کیا گیا ہے اور ظاہر ہے

وہ ہم سے زیادہ بہتر آپ کو جانتے ہیں۔ بہرحال میں ایئر کموڈور کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ آپ کے حکم کی تعمیل میں کوتاہی نہ کریں۔" دوسری طرف سے ایئر مارشل نے کہا۔ اور رابرٹ کا رواں رواں کھلنے لگا۔

"تھینک یو سر ———" رابرٹ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ جولیا ——— اب شاید کام بن جائے۔ بہرحال تیار رہنا ہمیں جان پر کھیل کر یہ طیارہ لے جانا ہے چاہے اس کے لئے پورے ایئر بیس کو ہی کیوں نہ تباہ کرنا پڑے۔"

رابرٹ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے باہر کھڑی ہوئی جیپ میں بیٹھے اور رابرٹ نے ڈرائیور کو ایف الیون شعبے میں چلنے کا حکم دیا۔

ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔ اور پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ پہلی چیکنگ پوسٹ کراس کر چکے تھے۔ اور ٹھیک پندرہویں منٹ میں وہ ایئر کموڈور کے دفتر میں داخل ہوئے۔

"آئیے جناب ——— مجھے ایئر مارشل صاحب نے ہدایات دے دی ہیں۔ طیارہ پرواز کے لئے تیار ہے۔ پائلٹ اس میں سوار ہو چکا ہے۔" اس بار ایئر کموڈور نے باقاعدہ اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— آئیے۔" رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اب مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔

اور پھر ایئر کموڈور کے ساتھ چلتے ہوئے وہ مخصوص رن وے کے

کنارے پر پہنچ گئے جہاں ایف ایون طیارہ پرواز کے لئے تیار کھڑا تھا۔ ایئر کموڈور سے ہیلو ہیلو کر کے رابرٹ اور جولیا دونوں طیارے میں سوار ہو گئے۔ پائلٹ نے بھی سر ہلا کر ان کو سلام کیا۔

رابرٹ نے اندر داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اس بات کو چیک کیا ـــــــ کہ اس طیارے میں ڈی چار جنگ ٹیکنالوجی والا آلہ موجود ہے یا نہیں اور جب اس کی نظروں نے وہ آلہ دیکھ لیا تو اسے تسلی ہو گئی۔ پھر وہ سیکنڈ پائلٹ کی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور جولیا نے وہی پرانی سیٹ سنبھال لی۔ جس پر وہ پہلے بیٹھی تھی

پائلٹ نے طیارے کے انجن سٹارٹ کئے۔ اور پھر طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا چند لمحوں بعد ہی ہوا میں پرواز کر گیا۔ اور رابرٹ کا دل چاہنے لگا کہ وہ اٹھ کر ناچنا شروع کر دے۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن وہ اپنے آپ کو ضبط کئے بیٹھا رہا۔ البتہ اس نے ذہنی طور پر جولیا کو پائلٹ کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور جولیا اس کا حکم ملتے ہی تیزی سے اپنی سیٹ سے اٹھی اور بڑے جارحانہ انداز میں پائلٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ پائلٹ کی چونکہ جولیا کی طرف پشت تھی اس لئے وہ جولیا کے روپ میں آنے والی موت سے یکسر بے خبر تھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اسے ٹائیگر کا فون ملا۔ اور ٹائیگر کے منہ سے جولیا کی گرفتاری کی خبر سن کر عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن جام ہو گیا ہو۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ جولیا کبھی پاکیشیا سے غداری بھی کر سکتی ہے۔ حالانکہ جولیا ایک غیر ملکی لڑکی تھی لیکن عمران کو اپنے انتخاب پر مکمل اعتماد تھا۔

مگر اب جولیا نے اس کے اعتماد کو اس طرح ٹھیس پہنچائی تھی کہ وہ بت بنا رہ گیا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے کندھے جھٹکے اور پھر تیزی سے کریڈل پر ہاتھ مار کر اس نے ایئر مارشل کے نمبر گھمانے شروع کر دیے

"پی اے ٹو ایئر مارشل"۔ دوسری طرف سے ایئر مارشل کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ـــــــ ایئر مارشل سے بات کراؤ"۔ عمران نے انتہائی

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— پی اے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور چند لمحوں بعد ایئر مارشل کی آواز ابھری۔

"یس ——— ایئر مارشل بول رہا ہوں" ایئر مارشل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سپیشل سیکورٹی آفیسر ونار اس وقت کہاں ہے" عمران نے پوچھا۔

"وہ آپ کی رکن مس جولیا کو لے کر ایک ایمرجنسی طیارے میں پرواز کرنے والا ہوگا کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے مجھ سے کہا تھا کہ ایکسٹو اپنے کسی منصوبے کے تحت مس جولیا کو جو سیکرٹ سروس کی رکن ہے طیارے میں پرواز کرانا چاہتے ہیں۔ اس پر میں نے ایئرکموڈور کو ہدایت کر دی تھی" ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"انہیں فوراً روکو۔ ونار کے روپ میں کوئی اور آدمی ہے۔ ان دونوں کو گرفتار کرو" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— یہ کیا کہہ رہے ہیں" ایئر مارشل گھبرا گیا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ——— وقت ضائع نہ کرو" عمران نے غصے سے جھلائے ہوئے انداز میں کہا

"بہتر سر ——— ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"اور سنو ——— میرا آدمی علی عمران وہاں پہنچ رہا ہے۔ وہ جیسے ہدایت دے، ویسے کرنا۔ وہ میرا خاص آدمی ہے۔ کوڈ ایکسٹو ہوگا"

عمران نے کہا اور پھر ریسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھ کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ جیسے اس کے پیروں میں مشین فٹ ہو گئی ہو۔

دوسرے لمحے فلیٹ کے نیچے کھڑی اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے ایئر بیس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے ایکسیلیٹر پر اپنے جسم کا پورا دباؤ ڈال رکھا تھا اس لیے کار کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ وہ سڑک پر چلنے کی بجائے ہوا میں اڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

عمران بڑے ماہرانہ انداز میں کار چلا رہا تھا لیکن ساتھ ہی اس نے کار میں لگا ہوا مخصوص آٹومیٹک ہارن بھی آن کر دیا تھا۔ اسی ہارن کی وجہ سے سڑک پر چلنے والی ٹریفک خود بخود کائی کی طرح چھٹتی چلی جا رہی تھی۔ اور عمران کو اس رفتار میں کار چلانے میں کوئی دقت پیش نہ آ رہی تھی اور پھر زیادہ سے زیادہ سات منٹ میں وہ ایئر بیس پر پہنچ گیا تھا۔

ایئر بیس پر جیسے ہی اس نے کار روکی وہ کار سے نکل کر دوڑتا ہوا سیکورٹی روم میں پہنچا۔

"میرا نام علی عمران ہے ——— میں نے ایئر مارشل سے ملنا ہے" عمران نے چیختے ہوئے وہاں موجود سیکورٹی آفیسر سے کہا۔

"اوہ ——— ٹھیک ہے آئیے۔ ایئر مارشل صاحب نے ہدایات دے دی ہیں۔ وہ خود ایف ایریا شعبے کی طرف گئے ہیں"

ایک سیکورٹی آفیسر نے کہا۔ اور پھر عمران اس کے ساتھ دوڑتا ہوا ایک جیپ کی طرف بڑھا۔ عمران نے جیپ میں موجود ڈرائیور کو بازو سے پکڑ کر باہر کی طرف اچھالا۔ اور خود اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"یہ ——— یہ کیا" ——— آفیسر نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ادھر ڈرائیور ابھی فرش سے اٹھ کر چیخ ہی رہا تھا کہ عمران نے کچھ سنے بغیر جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

"راستہ بتاتے چلو۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا اور آفیسر نے سہم کر راستہ بتانا شروع کر دیا۔

جیپ کو بھی عمران اسی طرح اڑائے لئے چلا جا رہا تھا جیسے وہ جیپ کی بجائے ہوائی جہاز اڑا رہا ہو۔

اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ ایف ایون شعبے کی پہلی چیکنگ پوسٹ کا لکڑی کا بیریر توڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے اپنے پیچھے سیٹیاں بجنے کی آوازیں سنائی دیں لیکن اس نے جیپ کی رفتار آہستہ نہ کی اور پھر آگے والی پوسٹوں کے بیریرز کا بھی یہی حشر ہوا۔

کئی جیپیں اور موٹر سائیکل اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے لیکن عمران کی جیپ کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ ساتھ بیٹھے ہوئے آفیسر نے سہم کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

پھر اس کی جیپ ایک بہت بڑے رن وے کے قریب پہنچ گئی جہاں اسے ایف ایون طیارہ رن وے کی دوسری پٹی پر سے فضا میں اڑتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

عمران نے ٹرمینل کی عمارت کے سامنے جیپ ایک جھٹکے سے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ دوڑتا ہوا ٹرمینل کی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ ٹرمینل کی عمارت میں ایک بھونچال آیا ہوا تھا۔ طیارے کے پائلٹ سے بار بار بات کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی اٹنڈ ہی نہ کر رہا تھا۔ شاید ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا تھا۔ ایئر مارشل بھی وہاں موجود تھا ہر شخص کے چہرے پر سخت گھبراہٹ تھی۔

"ایکسٹو" ـــــ عمران نے جاتے ہی ایئر مارشل سے مخاطب ہو کر کہا

ویسے وہ اسے شکل سے جانتا تھا۔

"اوہ ـــــ عمران صاحب ـــــ میں بھی چند لمحے پہلے پہنچا ہوں۔ طیارہ اس وقت پرواز کرنے ہی والا تھا۔ میں نے پائلٹ سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت ٹرانسمیٹر ادھر سے آف کر دیا گیا۔

"اب پائلٹ سے رابطے کی کوئی صورت نہیں۔" عمران نے چیخ کر پوچھا

"نہیں جناب ـــــ ہم مخصوص فریکوئنسی پر کوشش کر رہے ہیں۔" ایئر مارشل نے جواب دیا۔

"ہنگامی فائٹر طیاروں کو حکم دیجئے کہ اس طیارے کو گھیر لیں اور اسے ملک کی سرحد سے باہر نہ جانے دیں کسی بھی قیمت پر۔" عمران نے چیخ کر کہا اور ایئر مارشل تیزی سے انٹرکام کی طرف لپکا۔ اور پھر اس کے ہدایت دیتے ہی دوسرے لمحے بارہ جدید ترین فائٹر طیارے فضا میں بلند ہوتے دکھائی دیئے۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ پائلٹ ایف ایون ٹو ـــــ ہیلو ـــــ یس" آپریٹر نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"اب تمہارا پائلٹ سے بات کرنا فضول ہے۔ اب تم طیارہ نہیں روک سکتے ـــــ اور سنو! اپنے فائٹر طیارے واپس منگوا لو ورنہ میں ایک لمحے میں ان سب کو تباہ کر دوں گا۔"

اچانک ٹرانسمیٹر سے رابرٹ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ شاید مخصوص فریکوئنسی کا رابطہ مل گیا تھا۔

"جولیا کہاں ہے رابرٹ ـــــ میری اس سے بات کراؤ۔ میں عمران بول رہا ہوں۔" عمران نے آگے بڑھ کر زور سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں جولیا بول رہی ہوں۔ اب تمہارا کچھ کہنا بیکار ہے۔ ہمارا مشن کامیاب ہو گیا ہے۔" دوسرے لمحے جولیا کی طنزیہ آواز ٹرانسمیٹر پر گونجی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے پوری دنیا الٹ گئی ہو۔

"طیارہ واپس لے آؤ ورنہ ہم اسے تباہ کر دیں گے۔" عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ —— یہ تمہارے بس سے باہر ہے۔" دوسری طرف سے اس بار رابرٹ نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاید رابرٹ نے دانستہ یہ رابطہ ختم کر دیا تھا۔

"ہیلو —— لیڈر ہنگامی اسکواڈ —— ایف ایون ہماری رینج سے باہر ہو چکا ہے ہم اسے نہیں گھیر سکتے —— اوور۔" دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک اور آواز ابھری۔

"واپس آجاؤ —— اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ اوور۔" ائیر مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ طیارہ ڈی چار جنگ ٹیکنالوجی والا تو نہیں تھا۔" اچانک عمران نے گھوم کر ائیر مارشل سے پوچھا۔

"وہی تھا" —— ائیر مارشل نے مایوس سے لہجے میں کہا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ اسے ہر چیز گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔

جولیا کی غداری نے پاکیشیا کو اس کی تاریخ کا سب سے بڑا اور ناقابل تلافی نقصان پہنچایا تھا۔ اور عمران بے بسی سے اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

ایف ایون طیارہ جس میں رابرٹ اور جولیا سوار تھے، کا پائلٹ گروپ کیپٹن شامی تھا۔ وہ ہنگامی ڈیوٹی پر تھا کہ اچانک ائیر کموڈور نے اسے طیارہ کو پرواز میں لے جانے کا حکم دے دیا۔ اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ پرواز سیکرٹ سروس کی ایک لیڈی رکن کو سیر کرانے کے لئے کی جا رہی ہے تو وہ دل ہی دل میں بے حد حیران ہوا لیکن حکم بہرحال حکم ہوتا ہے۔ اس لئے اس نے طیارے کی پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور پھر ایک سیکورٹی آفیسر اور ایک غیر ملکی لڑکی طیارے میں سوار ہوئی۔

ائیر کموڈور چونکہ بذات خود انہیں چھوڑنے آئے تھے۔ اس لئے شامی خاموش رہا۔ ٹرمینل سے کاشن ملنے پر اس نے طیارہ سٹارٹ کیا اور پھر جیسے ہی اس نے طیارہ رن وے کی پٹی سے اوپر اٹھایا اچانک اس کی گردن پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ ضرب اتنی قوت سے لگی تھی کہ اس کے ذہن پر اندھیرے سے چھاتے چلے گئے۔ اور پھر جب یہ اندھیرا دور ہوا تو اس کے

کانوں میں ایک آواز سنائی دی۔

"اب تمہارا پائلٹ سے بات کرنا فضول ہے۔ اب تم طیارہ نہیں روک سکتے۔ اور سنو اپنے طیارے واپس منگوا لو ورنہ میں ایک لمحے میں ان سب کو تباہ کر دوں گا"

یہ آواز سنتے ہی شامی نے آنکھوں کو ذرا سا کھولا۔ اس نے رابرٹ کو پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ یہ سیکورٹی آفیسر طیارے کو بڑے ماہرانہ انداز میں کنٹرول کر رہا تھا چونکہ اس کا ڈبل کنٹرول آٹومیٹک تھا۔ اس لئے شامی سمجھ گیا کہ اس کے بے ہوش ہوتے ہی کنٹرول خود بخود سیکنڈ سیٹ کی طرف شفٹ ہو گیا ہو گا۔

شامی چونکہ بیلٹ میں جکڑا ہوا تھا۔ اس لئے وہ بدستور اپنی سیٹ پر بندھا ہوا بیٹھا رہا۔ البتہ اس نے اپنی گردن اسی طرح ٹیڑھی رکھی کیونکہ اسے سیکورٹی آفیسر یا اس عورت کو شاید اس کے اتنی جلدی ہوش میں آنے کا یقین نہ تھا۔ اس لئے وہ مطمئن بیٹھے تھے ——— اب یہ بات دوسری تھی کہ اس کے سر پر چونکہ پہنے ہوئے مخصوص ہیلمٹ میں آکسیجن گیس موجود تھی تاکہ اگر پائلٹ کسی وجہ سے بے ہوش ہو جائے تو ہیلمٹ میں موجود گیس کی سپلائی فوراً بڑھ جاتی تھی۔ اس لئے اسے فوراً ہی ہوش آ گیا تھا۔

اس پر وار بھی گردن کی سائیڈ پر سے کیا گیا تھا۔ کیونکہ وہی حصہ ننگا تھا باقی سر اور چہرے پر تو ہیلمٹ چڑھا ہوا تھا۔ البتہ آنکھوں کی جگہ خالی تھی۔ کیونکہ جھٹکا لگنے سے اس کا آئی شیلڈ اوپر کو اٹھ گیا تھا۔

"جولیا کہاں ہے رابرٹ ——— اس سے میری بات کراؤ، میں عمران بول رہا ہوں"۔ اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں جولیا بول رہی ہوں ——— اب تمہارا کچھ کہنا بیکار ہے، ہمارا مشن کامیاب ہو گیا ہے"۔ اچانک شامی کی پشت پر کھڑی ہوئی لڑکی نے جھک کر تیز لہجے میں کہا۔

اسی لمحے شامی نے آہستگی سے اپنا پیر ذرا سا آگے بڑھا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہی وہ لمحہ ہو سکتا ہے جب ان دونوں کی توجہ اس طرف نہ ہو گی۔

"طیارہ واپس لے آؤ ورنہ ہم اسے تباہ کر دیں گے۔ وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔ آواز میں بے پناہ جھلاہٹ تھی۔

"شٹ اپ ——— اب یہ تمہارے بس سے باہر ہے"۔ سیکورٹی آفیسر نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک بٹن دبا دیا۔ جس سے مخصوص فریکوئنسی کا رابطہ ختم ہو گیا۔

مگر اسی لمحے شامی نے بھی اپنا پیر اور آگے بڑھا دیا اور اب اس کا پیر ایک مخصوص بٹن کے اوپر پہنچ گیا۔

"وہ طیارے کہیں ہم پر حملہ نہ کر دیں"۔ اچانک لڑکی نے کہا۔

"نہیں ——— ہمارا طیارہ ان کی رینج سے باہر ہو چکا ہے۔ یہ ایف الیون طیارہ ہے۔ انتہائی جدید ترین طیارہ، اسے کون مار سکتا ہے"۔

سیکورٹی آفیسر جو اپنا نام رابرٹ بتا رہا تھا نے جواب دیا۔

اور اسی لمحے شامی نے بٹن پر اپنے پیر کو زوردار جھٹکے سے مارا۔ دوسرے لمحے سرر کی تیز آواز ابھری اور شامی اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ طیارے کو ایک جھٹکا لگا لیکن اب کنٹرول شامی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اور کنٹرول کے ساتھ ساتھ اس کی سیٹ کے تین اطراف میں بلٹ پروف شیشے کی دیواریں کھڑی ہو گئیں اور اب شامی ان دونوں کی زد سے باہر ہو گیا تھا۔

دیواریں درمیان میں آتے ہی رابرٹ تیزی سے اچھلا اس نے کنٹرول واپس حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن شامی نے آٹومیٹک کنٹرول والا بٹن ہی آف کر دیا۔ اب کنٹرول سیکنڈ سیٹ پر شفٹ نہ ہو سکتا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا" —— جولیا کی چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"میں اس طیارے کو تباہ کر دوں گا۔" رابرٹ اچھل کر سیٹ سے باہر نکلا اور پھر تیزی سے نیوی گیٹر سیکشن کی طرف دوڑا۔ شامی اس کا مقصد سمجھ گیا تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ایک ہینڈل کھینچ لیا۔ اور وہ سیکشن بھی طیارے کی دیوار کے اندر غائب ہو گیا۔ اب اس کی مدد سے طیارہ تباہ نہ کیا جا سکتا تھا۔

"تمہاری کوشش فضول ہے مسٹر رابرٹ —— اب تم کچھ بھی نہیں کر سکتے" شامی نے ایک اور بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز طیارے میں گونج اٹھی۔

"میں تباہ کر دوں گا —— میں پورے طیارے کو اڑا دوں گا۔" رابرٹ نے بے اختیار بلٹ پروف شیشے کی دیوار پر جھلاہٹ آمیز انداز میں مکے مارنے شروع کر دیئے۔ جیسے وہ مکوں کی مدد سے اس مضبوط ترین دیوار کو توڑ دینا چاہتا ہو لیکن ظاہر ہے یہ بچگانہ حرکت تھی۔ شامی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے ٹرمینل سے رابطہ قائم کیا۔

"ہیلو —— ہیلو —— گروپ کیپٹن شامی سپیکنگ فرام ایف ایون ٹو —— اوور"۔ شامی نے طیارے کو واپس رن وے کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"ٹرمینل اٹنڈنگ —— شامی تم کس پوزیشن میں ہو۔ وہ ہائی جیکر

اوور" —— دوسری طرف سے آپریٹر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"گھبراؤ نہیں —— مجھے بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ مگر آٹومیٹک آکسیجن سسٹم کی وجہ سے میں فوراً ہی ہوش میں آ گیا۔ اب میں نے طیارے کا کنٹرول سنبھال لیا ہے اور سیٹ کو سسٹم آن کر لیا ہے۔ اب یہ ہائی جیکر میرا اور طیارے کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ میں طیارے کو واپس اتار رہا ہوں اوور" —— شامی نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ شامی —— یو آر گریٹ —— فوراً طیارے کو واپس اتارو تم نے پاکیشیا کو بچا لیا ہے۔ تم فضائیہ کے سب سے بڑے اعزاز کے حق دار بن چکے ہو۔"

اس بار دوسری طرف سے وائس ایئر مارشل کی آواز سنائی دی۔ ان کی آواز مسرت کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔

"تھینک یو سر —— آپ بے فکر رہیں —— طیارہ بحفاظت اتر جائے گا سر —— اوور اینڈ آل" شامی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر کو آف کر دیا۔ کیونکہ وہ طیارے کو آٹومیٹک کنٹرول کی بجائے خود کنٹرول کر رہا تھا۔ اس لئے وہ پوری احتیاط اور توجہ سے طیارے کو اتارنا چاہتا تھا۔

"یہ طیارہ تباہ ہو گا اور ہر قیمت پر تباہ ہو گا۔" اچانک رابرٹ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن شامی نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ وہ طیارے کو رن وے پر اتارنے میں مصروف رہا۔ پھر اس نے بڑی مہارت سے طیارے کو رن وے پر اتارا اور جیسے ہی طیارے کے پہیوں نے رن وے کو چھوا۔ شامی نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ بغیر آٹومیٹک کنٹرول کے اس تیز رفتار ترین طیارے کو رن وے پر

اتارنا دنیا کا سب سے کٹھن کام تھا۔ ذرا سی اندازے کی غلطی کا نتیجہ پورے طیارے کی تباہی بن سکتا تھا۔ لیکن شاہی کی پیشہ ورانہ مہارت اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ اس کٹھن ترین مرحلے سے کامیاب گزر آیا۔

اس نے طیارہ مخصوص جگہ پر روکا اور طیارے کا انجن آف کر کے وہ مڑا تا کہ ہائی جیکرز کو دیکھے۔ لیکن اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوہ ہمالیہ اٹھا کر کسی نے اس کے سر پہ مار دیا ہو۔

اب اس طیارے کو کیسے روکا جا سکتا ہے جلدی بتائیں "۔ عمران نے والش ایئر مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں چٹانوں کی سی سختی تھی

" مجبوری ہے عمران صاحب ——— اس کو کسی طور بھی نہیں روکا جا سکتا ورنہ دوسرے طیارے بھی تباہ ہو جائیں گے۔ " والش ایئر مارشل نے بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

ٹرمینل میں چند لمحوں کے لیے موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی ہر شخص کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اور آنکھیں خوف سے پھٹی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک آواز نے سکوت توڑا اور وہ سب یوں اچھلے جیسے کمرے میں بم پھٹ پڑا ہو۔

" ہیلو ——— ہیلو ——— گروپ کیپٹن شاہی سپیکنگ فرام الیف الیون ٹو ——— اوور " یہ آواز اغوا شدہ طیارے کے پائلٹ کی تھی اور ٹرانسمیٹر

سے نکل رہی تھی۔

"ٹرمینل اسٹینڈنگ شامی ——— تم کس پوزیشن میں ہو۔ وہ ہائی جیکر اوور؟" ٹرانسمیٹر آپریٹر نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"گھبراؤ نہیں ——— مجھے بے ہوش کر دیا گیا تھا مگر آٹومیٹک آکسیجن سسٹم کی وجہ سے میں فوراً ہی ہوش میں آ گیا۔ میں نے طیارے کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ اور ریبٹ کو سسٹم آن کر لیا ہے۔ اب یہ ہائی جیکر میرا اور طیارے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں طیارے کو واپس اتار رہا ہوں اوور۔"

دوسری طرف سے پائلٹ کی مطمئن آواز ابھری۔

"ویری گڈ شامی ——— یو آر گریٹ ——— فوراً طیارے کو واپس اتارو۔ تم نے پاکیشیا کو بچا لیا ہے۔ تم فضائیہ کے سب سے بڑے اعزاز کے حقدار بن چکے ہو ——— اوور۔" ایئر وائس مارشل نے کہا۔

"تھینک یو سر ——— آپ بے فکر رہیں۔ طیارہ بحفاظت زمین پر اتر آئے گا سر ——— اوور اینڈ آل۔" شامی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی سلسلہ ختم کر دیا۔

ٹرمینل میں موجود ہر شخص کا چہرہ کھل اٹھا۔

"شامی نے حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے۔ انتہائی حیرت انگیز۔"

ایئر وائس مارشل نے جذباتی انداز میں کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

طیارہ اغوا ہونے سے بچ نکلنے پر اسے بھی بے حد مسرت ہو رہی تھی۔ لیکن ساتھ ہی اسے افسوس بھی ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ جولیا کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ شاید پہلی بار پاکیشیا کی تاریخ میں پہلی بار ایکسٹو یا اس کے کسی ممبر نے یہ غداری کی تھی اور شاید اس کا خمیازہ ایکسٹو سمیت ساری ٹیم کو بھگتنا پڑے

گا کیونکہ پورا ملک ایکسٹو اور اس کی ٹیم پر انتہائی اعتماد کرتا ہے۔ لیکن اب اس اعتماد کی دیواروں میں غداری کی دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ اب تو ایکسٹو سمیت ٹیم کے کسی ممبر پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن بہرحال یہ سچائی تھی۔ حقیقت تھی۔

ایئر وائس مارشل کی نظریں رن وے پر جمی ہوئی تھیں۔ اب [illegible] نے رکا تھا اور پھر طیارے نے جیسے ہی چکر لگایا ایئر وائس مارشل چونک پڑے ان کے چہرے پر شدید الجھن نمایاں ہو گئی۔

"کیا ہوا ——— کیا پھر کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہیں آپ۔" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"طیارے کا آٹومیٹک کنٹرول ختم ہو چکا ہے۔ ورنہ طیارہ اس طرح چکر نہ لگاتا۔ اب شامی خود اپنی مہارت سے اسے نیچے اتارے گا۔ اتنے بڑے اور تیز رفتار طیارے کو بغیر آٹومیٹک کنٹرول کے نیچے اتارنا مجھے تو یقین نہیں آتا۔" وائس ایئر مارشل نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا

عمران بھی چونک کر طیارے کو دیکھنے لگا

وائس ایئر مارشل کی بات درست تھی۔ طیارہ اب رن وے سے [illegible] پر تھا۔ اور پھر ٹرمینل میں موجود ہر شخص کا سانس رک گیا۔ ان سب کی نظریں طیارے پر یوں جمی ہوئی تھیں جیسے وہ مقناطیس سے چپک جاتی ہیں۔

طیارہ انتہائی تیز رفتاری سے جھٹکا کھاتے ہوئے نیچے آیا۔ اور پھر اس کے پہیے کھلے اور دوسرے لمحے وہ رن وے پر اتر گیا۔ شامی نے حیرت انگیز مہارت کا ثبوت دیا تھا۔

"ہرا ——— شامی زندہ باد ——— ہرا ——— شامی نے واقعی ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے۔" وائس ایئر مارشل نے بچوں کی طرح خوش ہوتے

ہوئے کہا۔

" واقعی ——— مسٹر شامی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں۔"
عمران نے بھی دلی طور پر شامی کی مہارت کو داد دیتے ہوئے کہا۔

" یہ وہ لوگ ہیں جن پر پاکیشیا فخر کر سکتا ہے۔ وطن کے جیالے۔" وائس ایئر مارشل نے مسرت سے پُر لہجے میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

" مسٹر عمران ——— آخر ایکسٹو نے اس غیر ملکی لڑکی کو اپنی ٹیم میں کیوں شامل کر رکھا تھا۔"
اچانک وائس ایئر مارشل نے وہ سوال کر ہی دیا جس کا خدشہ کافی دیر سے عمران کو تھا۔

" آپ کو کس نے کہا ہے کہ جولیا سیکرٹ سروس کی کارکن ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ——— مجھے فون پر کسی نے بتایا تھا شاید ایکسٹو نے خود۔" وائس ایئر مارشل نے سوچتے ہوئے کہا۔

" ساری ——— ایکسٹو نے آپ کے ساتھ فون پر ایسی کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے میرے سامنے فون کیا تھا۔ البتہ یہ بات اس غدار رابرٹ نے کی ہے جو وقار کے میک اپ میں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

" اوہ ہاں ——— واقعی ——— مگر ایکسٹو نے انہیں پاس جاری کئے تھے۔" وائس ایئر مارشل نے کہا۔

" پاس جاری کرنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ لوگ ایسی حرکت بھی کر سکتے ہیں۔" عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

اسی لمحے طیارہ ٹرمینل کی عمارت کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ وائس

یرمارشل نے ان ہائی جیکرز کو گرفتار کرنے کے لیے سیکورٹی گارڈز کو
ن کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز
ہنچی۔

" شش ——— شش ——— شامی سپیکنگ ——— طیارہ شدید
طرے میں ہے۔ ہائی جیکر رابرٹ ڈی چارجنگ مشین کے مین لیور اور مین
نٹ کو بیک وقت دبانے پر مصر ہے۔ وہ اس کی کارکردگی جانتا ہے۔ وہ
ھمکی دے رہا ہے کہ اگر اسے طیارہ نہ لے جانے دیا گیا تو وہ مین لیور اور
ین پوائنٹ کو بیک وقت دبا کر الٹی ڈی چارجنگ کر دے گا ——— اوور۔"
امی کی گھبرائی ہوئی آواز ابھری۔

" اوہ ——— ویری بیڈ ——— اسے ڈی چارجنگ کے متعلق کیسے معلومات ملیں ——— اوور۔" وائس ایئر مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

" اس سے بات کریں پلیز ——— بات کریں ورنہ ..... اوور۔" شامی نے ڈوبتے اور انتہائی گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

" بات کراؤ ——— اوور۔" ایئر مارشل نے خوفزدہ انداز میں کہا۔

" میں رابرٹ بول رہا ہوں ——— تمہارا طیارہ تو ایک طرف، پورا
ئربیس اس وقت میرے کنٹرول میں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ الٹی ڈی
رجنگ ہوتے ہی طیارہ تو ایک طرف پورا ایئربیس تہس نہس ہو جائے
۔ ہمیں طیارے سمیت جانے دو۔ اس طرح تم باقی الیف الیون طیارے
میت پورے ایئربیس کو بچا سکتے ہو۔ میں صرف دس تک گنوں گا۔ اوور۔"
رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

" اسے باتوں میں لگاؤ ——— میں جا رہا ہوں۔" عمران نے سرگوشیانہ

انداز میں کہا اور پھر تیزی سے ٹرمینل کے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی تیزی سے سیڑھیاں اترتا جا رہا تھا۔

"مسٹر رابرٹ ——— کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہم سے رقم لے لیں اور طیارہ چھوڑ دیں۔ ہم آپ کو مکمل حفاظت کا حلف دینے پر تیار ہیں"

والس ایئر مارشل نے صلح کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی رقم نہیں چاہیئے۔ صرف یہ طیارہ چاہیئے۔ سمجھے۔ میں یہ طیارہ ہر قیمت پر لے جاؤں گا۔ ورنہ سب کچھ تباہ کر دوں گا۔ بولو۔ اوور"

"آخر تم یہ طیارہ کیوں لے جانا چاہتے ہو۔ ایسا طیارہ تو تم ایکریمیا سے بھی اغوا کر سکتے ہو۔ اوور" والس ایئر مارشل اسے باتوں میں لگا کر وقت گزارنا چاہتا تھا کیونکہ اس نے عمران کو زمین پر تیزی سے رینگتے ہوئے طیارے کی طرف بڑھتا دیکھ لیا تھا۔

عمران زمین پہ رینگ رہا تھا تاکہ طیارے میں موجود رابرٹ یا جولیا کی نظریں اس پر نہ پڑیں۔ طیارے کی بلندی چونکہ بہت زیادہ تھی اس لئے عمران کو یقین تھا کہ زمین پر رینگنے کی وجہ سے اس پر رابرٹ اور جولیا کی نگاہیں نہ پڑیں گی۔

"بکواس نہ کرو" ——— رن وے سے تمام رکاوٹیں ہٹا دو۔ میرے پاس تمہاری بکواس سننے کے لئے وقت نہیں ہے۔ جلدی کرو ورنہ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا ——— اوور" رابرٹ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس وقت تک اس لئے رکا ہوا تھا کہ قانون کے مطابق طیارہ اترتے ہی رن وے پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی تھیں۔ اور ان رکاوٹوں کو ہٹائے بغیر طیارہ پرواز نہ کر سکتا تھا۔

"دیکھو رابرٹ ——— تم یہ طیارہ اغوا کر کے کہیں نہیں لے جا سکتے۔ اس لئے ضد نہ کرو۔ تم جو چاہتے ہو تمہیں دینے کی میں ضمانت دیتا ہوں ——— اوور"

والس ایئر مارشل نے نرم لہجے میں کہا۔

مجھے کچھ نہیں چاہیئے ——— صرف یہی طیارہ چاہیئے۔ اور سنو اب میں گنتی شروع کر رہا ہوں۔ ایک .... دو .... تین ... اوور"

تین تک گننے کے بعد رابرٹ نے لائن کلیر کی تاکہ والس ایئر مارشل کا جواب سن سکے۔

"ٹھہرو ——— گنتی بند کرو ——— میں رکاوٹیں دور کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ رکاوٹیں ہٹتے ہی تم طیارہ لے جانا۔ اور سنو ——— تم طیارہ خود چلا سکتے ہو ——— اوور"

والس ایئر مارشل نے کہا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ جو اب طیارے کے نیچے پہنچ چکا تھا۔

"ہاں ——— میں طیارہ خود چلا سکتا ہوں ——— کیوں ——— اوور"

دوسری طرف سے رابرٹ نے کہا۔

"تو پھر ہمارا پائلٹ باہر بھیج دو۔ تمہارے لئے تو یہ فضول ہے تم تو اسے مار ڈالو گے مگر ہمارے ملک کے لئے یہ بہت قیمتی ہے اوور"

والس ایئر مارشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ تم رکاوٹیں ہٹا دیں میں اسے باہر نکالتا ہوں ——— اوور"

رابرٹ نے کہا۔

"او کے ـــــــ میں حکم دے رہا ہوں ـــــــ شکریہ اوور"۔ والس ایئر مارشل نے کہا۔

"اور سنو ـــــــ اب میں مزید بات نہیں کروں گا۔ یا سب کچھ تباہ یا طیارہ۔ جیسے تمہاری مرضی ـــــــ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کی لائٹ آف ہو گئی۔

"رکاوٹوں کو آہستہ آہستہ ہٹانا شروع کر دو۔ اب معاملہ ایکسٹو کے آدمی عمران پر ہے۔ اگر اس نے طیارہ بچا لیا تو ٹھیک ورنہ ہم ایک طیارے کی خاطر پورا ایئر بیس تباہ نہیں کر سکتے"۔

والس ایئر مارشل نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود ڈھیلے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ شدید مایوسی کی بنا پر سیاہ پڑ گیا تھا۔ طیارہ واپس آ کر ایک بار پھر ہاتھ سے نکلا جا رہا تھا مگر وہ بے بس تھا بالکل بے بس۔

عمران تیزی سے رینگتا ہوا طیارے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ طیارے کے نیچے پہنچتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اب اسے دیکھ لئے جانے کا کوئی خدشہ نہ تھا۔

دیوہیکل طیارہ دو منزلہ بلڈنگ کی طرح اونچا اور پھیلا ہوا تھا۔ اس میں ندر جانے کے تمام راستے بند تھے۔ اور انہیں اندر سے ہی کھولا جا سکتا تھا س لئے عمران سوچنے لگا کہ طیارے کے اندر کس طرح جائے

مگر دوسرے ہی لمحے اس کی نظریں رن وے پر پڑیں۔ رن وے سے رکاوٹیں ہٹائی جا رہی تھیں۔ عمران چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ والس ایئر مارشل نے مجبور ہو کر طیارہ لے جانے کی اجازت دے دی ہو گی۔

مگر عمران بھلا یہ کس طرح برداشت کر سکتا تھا۔ وہ تیزی سے ایک دیوہیکل پہیے کی طرف بڑھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے اپنا پیر زور سے زمین پر مخصوص انداز میں مارا تو اس کے بوٹ کی نوک سے ایک تیز چھری باہر نکل آئی

اور عمران نے پوری قوت سے چھری والا پیر ٹیوب لیس ٹائر پر مارا اور پھر وہ مسلسل ٹائر پر چھری کے وار کرتا چلا گیا۔ گو اس کی ٹانگ کو زبردست جھٹکے لگ رہے تھے۔ مگر تیز اور مضبوط چھری آخر طیارے کے مضبوط ٹائر میں گھسنے میں کامیاب ہو گئی اور عمران نے زور سے پاؤں واپس کھینچا اور اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا۔ دوسرے لمحے ٹائر سے ایک زوردار سیٹی کی آواز سے ہوا کسی آندھی کی طرح باہر نکلنے لگی۔ اور عمران دوسرے ٹائر کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر دوسرا ٹائر بھی بیٹھتا چلا گیا۔

ٹائروں سے ہوا نکلنے کے بعد وہ تیزی سے طیارے کی دم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دم سے ذرا آگے وہ خانے موجود تھے جن میں ایٹمی میزائل موجود تھے۔ عمران نے ان میں سے ایک خانے کے بیرونی بٹن کو مخصوص انداز میں دبایا تو خانہ کھل گیا اور ایٹمی میزائل نظر آنے لگا۔

چونکہ یہ میزائل باہر سے اندر فٹ کئے جاتے تھے اس لئے ان خانوں کو باہر سے بھی مخصوص انداز میں کھولا جا سکتا تھا۔

عمران نے خانہ کھلتے ہی انتہائی مہارت اور بجلی کی سی تیزی سے اندر نصب میزائل کو کھولا اور اسے نیچے رکھ کر وہ کسی بندر کی طرح میزائل والے خانے کے اندر لگی ہوئی گرپوں کو پکڑ کر بازوؤں کے بل لٹکا اور پھر بازوؤں کے بل پر اندر داخل ہوتا چلا گیا۔

خانے کے اندر پہنچ کر اس نے ایک طرف سے نکلنے والی موٹی سی تاروں کے گچھوں کو ایک ہاتھ سے پکڑ کر زوردار جھٹکے دیئے۔ تاریں ایک ایک کر کے ٹوٹتی چلی گئیں۔ ان تاروں کے عقب میں اسے پیچ کسی ہوئی پلیٹ نظر آ گئی۔ اس نے ناخن میں لگے ہوئے تیز بلیڈ کا کونہ پیچ کے اندر

ڈالا اور جیسے ہی اس نے انگلی کو گھمایا، پیچ کھلنا شروع ہو گیا۔ پلیٹ کے چاروں کناروں پہ چار چار پیچ لگے ہوئے تھے۔ عمران کی انگلی انتہائی تیز رفتاری سے کام کر رہی تھی اور پیچ کھلتے جا رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں اس نے سارے پیچ کھول دیئے اور پلیٹ کو ناخن کی مدد سے اکھاڑ کر اس نے بڑی احتیاط سے ایک گرپ کے ساتھ اس طرح پھنسا دیا کہ وہ گرنے نہ پائے۔ پلیٹ کے کھلتے ہی اتنا بڑا سوراخ ہو گیا تھا جس سے عمران اندر داخل ہو سکتا۔ اور پھر عمران اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ یہ طیارے کے اندرونی نظام کا خانہ تھا۔ عمران اس سوراخ میں سے ہوتا ہوا اوپر رینگتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد اپنے اندازے کے مطابق وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں ایک ہنگامی راستہ موجود تھا۔

اس راستے کے ذریعے طیارے کے اندر سے انجنیئر اندرونی نظام کو درست کرنے کیلئے اس خانے میں داخل ہوتے تھے گو اندر اندھیرا تھا لیکن پلیٹ والے سوراخ سے روشنی کی کچھ مقدار اندر آ رہی تھی اور اس روشنی میں اسے وہ ہنگامی راستہ بھی نظر آ گیا اور اس کا کنڈل نما ہک بھی۔ عمران نے بڑی احتیاط سے اس کے کنڈل سسٹم کو [illegible] کیا اور راستے میں موجود فولادی پلیٹ تیزی سے سرکتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے عمران اچھل کر اوپر چڑھا۔ اب وہ طیارے کی دم میں بنے ہوئے آپریشن روم میں موجود تھا۔ جس کا دروازہ اندرونی طرف کھلتا تھا۔ اس دروازے کے درمیان ایک چھوٹا سا شیشہ لگا ہوا تھا۔ عمران نے آنکھ اس شیشے سے لگا دی اور پھر اسے جہاز کا وہ حصہ نظر آ گیا جہاں جولیا اور رابرٹ موجود تھے۔ [illegible] بڑی بڑی جنگی مشینیں

پر کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ جولیا ایک طرف لوہے کی کرسی پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ پائلٹ شامی شیشے کی دیواروں کے اندر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"میں کہتا ہوں، جلدی ٹائروں میں ہوا بھرواؤ ورنہ میں بٹن دبا دوں گا۔" رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"اس میں دیر لگے گی جناب" ——— شامی نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ دے سکتا ہوں اس کے بعد میں بٹن آن کر دوں گا۔" رابرٹ نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جناب! اگر آپ مجھے باہر جانے کی اجازت دیں تو یہ کام جلدی ہو سکتا ہے" ——— شامی نے کہا۔

"نہیں ——— اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ تم ٹائروں کی ہوا نکال کر مجھے روکنا چاہتے ہو ——— اب تم اس وقت تک باہر نہیں جا سکتے جب تک ٹائروں میں ہوا نہیں بھری جاتی۔" رابرٹ نے کہا۔

"اسے باہر نکال دو رابرٹ ——— اور پھر تم کنٹرول سنبھال لو ڈی چارجنگ مشین میں سنبھال لوں گی۔ ورنہ اس نے کنٹرول میں گڑبڑ کرنی ہے۔" جولیا نے رابرٹ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— ٹھیک ہے ——— جاؤ پھر تم باہر جاؤ۔ اور سنو اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو میں ایک سیکنڈ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا۔" رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا اور شامی نے سر ہلاتے ہوئے

کنٹرول کے مختلف بٹن دبائے۔ بٹن دبتے ہی شیشے کی دیواریں غائب ہو گئیں۔ اور جولیا اچھل کر بجلی کی سی تیزی سے شامی کے سر پر پہنچ گئی۔ اس نے اپنا ہاتھ جوڈو کے انداز میں اٹھا رکھا تھا۔ دیواریں ہٹتے ہی شامی پائلٹ سیٹ سے اٹھا۔ اس نے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے تھے۔ اور پھر وہ درمیانی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جولیا بڑے جارحانہ انداز میں اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ پائلٹ نے ایک ہاتھ سے دروازے کا کنٹرول پینل دبایا تو دروازہ کھل گیا اور آٹومیٹک سیڑھی باہر نکلتی چلی گئی۔

پائلٹ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی جولیا نے کنٹرول پینل آف کیا۔ اور سیڑھی واپس آکر دروازہ بند ہو گیا۔

عمران اگر چاہتا تو اسی وقت مداخلت کر سکتا تھا لیکن وہ اس لئے خاموش کھڑا رہا کہ اس وقت رابرٹ ڈی چارجنگ مشینری کے اوپر کھڑا تھا اور وہ ایک لمحے میں بٹن دبا کر سب کچھ کر سکتا تھا۔

اس کا ارادہ تھا کہ شامی کے باہر جاتے ہی وہ اپنے آپ کو آزاد محسوس کریں گے اور اس مشین سے ہٹ جائیں گے اس وقت مداخلت سے نقصان کا اندیشہ ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ عمران کی عین توقع کے مطابق شامی کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہوتے ہی رابرٹ اطمینان کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھا اور پھر کنٹرول پینل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ جولیا واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

جولیا کی چونکہ عمران کی طرف پشت تھی اور اس کی نظریں ڈی چارجنگ مشین پر جمی ہوئی تھیں۔ اس لئے عمران نے بڑے محتاط انداز سے دروازہ کھولا مگر دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز بھی جہاز کے اندر اس طرح گونجی جیسے مشین

چل پڑی ہو۔ اور رابرٹ اور جولیا دونوں چونک پڑے۔ اسی لمحے عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"جولیا —— اسے مارو"۔ رابرٹ نے عمران کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا اور جولیا جارحانہ انداز میں عمران کی طرف بڑھی۔ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی معمولی سی چمک بھی نہ تھی۔

رابرٹ اچھل کر دوبارہ ڈی چارجنگ مشین کی طرف لپکا۔ مگر عمران بھلا اسے کس طرح واپس ڈی چارجنگ مشین تک پہنچنے دے سکتا تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور جولیا کی سائیڈ سے ہوتا ہوا رابرٹ سے جا ٹکرایا۔ رابرٹ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گرے اور اسی لمحے جولیا کی لات پوری قوت سے عمران کی کنپٹی سے ٹکرائی۔ اور عمران پلٹ کر ایک طرف لڑھک گیا۔

رابرٹ نے عمران کے ہٹتے ہی اس پر جمپ لگائی مگر عمران تیزی سے کروٹ بدل کر اپنے آپ کو بچا گیا۔ مگر اس بار بھی وہ جولیا کی بھرپور لات سے نہ بچ سکا۔ جولیا نے اس کی پسلی میں اتنی قوت سے لات ماری تھی کہ عمران کا پورا جسم ایک لمحے کے لئے سن سا ہو کر رہ گیا۔

اسی لمحے رابرٹ نے بھی اس پر جمپ لگائی اور جولیا کی دوسری لات بھی عمران کے پہلو پر پڑی اور دوسری ضرب نے عمران کی بے حسی دور کر دی۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور اس کی لات جولیا کی پنڈلی پر پڑی اور جولیا چیختی ہوئی پشت کے بل فرش پر جا گری۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ رابرٹ بھی نیچے گرتے ہی تیزی سے اچھلا۔ مگر اس بار عمران نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ اور اس نے بڑی پھرتی سے اس پر چھلانگ لگا دی۔ رابرٹ نے جھکائی دے کر اپنے آپ کو بچانا چاہا۔ مگر

عمران کو ڈاج دینا رابرٹ کے بس میں کہاں تھا۔ عمران فضا میں ہی رخ بدل گیا اور اس بار اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے رابرٹ کے سینے پر پڑی۔ اور رابرٹ بھیانک انداز میں چیختا ہوا اچھلا اور پشت کی دیوار سے جا ٹکرایا عمران فلائنگ کک لگاتے ہی قلابازی کھا کر مڑا مگر اس کے مڑتے ہی اسے خود بھی سینے پر جولیا کی فلائنگ کک کھانی پڑ گئی۔

جولیا نے اتنی مہارت سے عمران کو فلائنگ کک ماری تھی کہ عمران جو فلائنگ کک لگا کر قلابازی کھا رہا تھا اس حالت میں بھی جولیا کی فلائنگ کک کی زد میں آ گیا تھا جولیا کی فلائنگ کک کھا کر عمران پشت کے بل چٹا اور اس بار اس کے ستارے گردش میں آ گئے۔ کیونکہ اس طرح گرنے کی وجہ سے وہ رابرٹ کی بھرپور گرفت میں آ گیا

رابرٹ نے اسے یوں دونوں بازوؤں کے حلقے میں جکڑ لیا تھا جیسے آکٹوپس کسی چیز کو گرفت میں لیتا ہے۔ عمران نے تیزی سے گھٹنا موڑا اور اس کی لات رابرٹ کی دونوں ٹانگوں کے درمیان پڑی اور اس کے ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکے سے اس نے رابرٹ کو پشت پر سے دوسری طرف اچھالا اور رابرٹ جھٹکا کھا کر سامنے سے عمران پر حملے کے لئے بڑھتی ہوئی جولیا سے ٹکرایا اور وہ دونوں فرش پر گر پڑے۔ لیکن نیچے گرتے ہی دونوں بجلی کی سی تیزی سے اٹھے۔

عمران نے بھی اسی لمحے ان پر حملہ کیا مگر اس بار وہ جولیا سے ٹکرایا کیونکہ رابرٹ تیزی سے نیچے جھک گیا تھا۔ اور پھر اچھل کر دوسری طرف پہنچا جہاں ڈی چارجنگ مشین موجود تھی۔ عمران نے جولیا کو دھکا دے کر دوسری طرف پھینکنا چاہا مگر جولیا جونک کی طرح عمران سے لپٹ گئی اور عمران باوجود کوشش کے

اسے جھٹک نہ سکا۔

"چھوڑ دو اسے ورنہ میں سب کچھ تباہ کر دوں گا" رابرٹ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

وہ ایک بار پھر ڈی چارجنگ مشین کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی جولیا خود بخود جھٹکے سے پیچھے ہٹ گئی۔ اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتی ہوئی رابرٹ کے قریب جا کھڑی ہوئی جبکہ عمران بے بسی سے ہونٹ کاٹتا ہوا وہیں کھڑا رہ گیا۔

"دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ"—— رابرٹ نے ایک بار پھر چلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموشی سے مڑ گیا۔

"دروازے کی طرف بڑھتے جاؤ" رابرٹ نے ایک بار پھر چلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کسی معمول کی طرح دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جولیا—— اسے دروازے سے باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دو۔" رابرٹ نے اس بار تحکمانہ انداز میں قریب کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے——" جولیا نے کہا اور تیزی سے عمران کی طرف لپکی عمران دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ جیتی ہوئی بازی ایک بار پھر ہاتھ سے نکلتی جا رہی تھی۔ لیکن عمران نے تو شکست کھانا سیکھا ہی نہ تھا۔ چنانچہ وہ دروازے سے ایک قدم پہلے ہی رک گیا۔

اور پھر جیسے ہی جولیا نے اسے دھکا دے کر آگے بڑھانے کی کوشش کی عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پلک جھپکتے میں جولیا رائفل سے نکلی ہوئی گولی کی طرح اڑتی ہوئی ٹھیک رابرٹ سے جا ٹکرائی جو عمران کو دور دیکھ کر مشین کے ساتھ مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اتنے فاصلے سے جولیا کو یوں قوت سے اچھال کر اس کے ساتھ ٹکرا سکتا ہے۔ لیکن عمران سے ایسے کارنامے بعید نہ تھے۔

جولیا اور رابرٹ ٹکراتے ہی فرش پر گرے اور پھر ان کے اٹھنے سے پہلے ہی عمران چھلانگ لگا کر ان کے سر پر پہنچ چکا تھا۔

اس نے انتہائی تیزی سے لات گھمائی اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے رابرٹ کی کنپٹی پر پڑی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کی گردن پر بھی کھڑی ہتھیلی کا وار کیا۔ مگر جولیا عین موقع پر تیزی سے اس کے جسم کو کراس کر کے وار سے بچ نکلی البتہ رابرٹ عمران کی زد میں آ گیا تھا۔ اس لئے اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ بری طرح تڑپنے لگا۔

جولیا نے عمران کے پیٹ میں لیٹے ہی لیٹے لات مارنے کی کوشش کی مگر اس بار عمران نے ایک اور داؤ کھیلا وہ تیزی سے گھوما اور جولیا کی لات اس نے انتہائی مہارت سے دونوں ہاتھوں سے پکڑی اور دوسرے لمحے جولیا چیختی ہوئی سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی۔

اسی لمحے عمران نے اچھل کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے رابرٹ کے سینے پر گھٹنا مار دیا یہ ضرب اتنی کاری تھی کہ رابرٹ بے چارہ چیخ بھی نہ سکا اور ایک دو لمحے تڑپنے کے بعد بے ہوش ہو گیا۔ جولیا دیوار سے ٹکرا کر اچھلی اور اس نے مچھلی کی طرح تڑپ کر عمران پر حملہ کرنا چاہا مگر دوسرا لمحہ عمران کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ جولیا حملہ کرنے کے لئے

مڑتے ہی یکلخت یوں ساکت ہو گئی جیسے چابی سے چلنے والے کھلونے کی چابی ختم ہو گئی ہو۔

"عمران ——— تم اور یہاں ——— یہ کیا ہو رہا ہے"۔ جولیا کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی اور اب عمران کو جولیا کی آنکھوں میں اپنے لئے شناسائی کی بھرپور چمک محسوس ہوئی

"اب اداکاری کی ضرورت نہیں ——— تمہاری غداری نے ایکسٹو کا سر پوری دنیا کے سامنے جھکا دیا ہے"۔ عمران نے غراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ ابھی جولیا کو چیر پھاڑ کر کھا جائے گا۔

"مم ——— میری غداری ——— اور ایکسٹو سے ——— کیا کہہ رہے ہو"۔ جولیا کے چہرے پر حیرت کا سمندر پھیلنے لگا۔ اور عمران باوجود شدید غصے کے ٹھٹھک کر رہ گیا کیونکہ اسے جولیا کے لہجے اور چہرے سے سچائی نظر آ رہی تھی۔

"تم نے رابرٹ سے مل کر یہ طیارہ اغوا کرنے کی کوشش کی اور اب کہہ رہی ہو کیسی غداری"——— عمران نے تلخ اور طنزیہ لہجے میں کہا

"رابرٹ سے مل کر ——— کہاں ہے رابرٹ ——— مگر میرا کیا تعلق طیارے کے اغوا سے"۔ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے رابرٹ کو تلاش کر رہی ہو۔

اسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا جولیا کی حالت رابرٹ کے بے ہوش ہوتے ہی بدل گئی تھی اور اب عمران کو یقین ہو گیا کہ جولیا کو ہپناٹائز کیا گیا تھا اور جولیا ذہنی طور پر رابرٹ کی غلام بن چکی تھی لیکن جولیا کا اب تک انداز بالکل نارمل تھا۔ جبکہ ہپناٹزم کے

معمول کا انداز قدرے مختلف سا ہوتا ہے۔ وہ کھویا کھویا سا بے حس اور لاتعلق سا ہوتا ہے۔ صرف حکم کی تعمیل کرتا ہے اور بس۔ لیکن پھر عمران نے سوچا کہ شاید کسی جدید ترین مشین کے ذریعے یہ سب کچھ کیا گیا ہو گا۔

"ٹھیک ہے۔ بعد میں دیکھ لیں گے ——— فی الحال تم اپنے آپ کو زیر حراست سمجھو اور اس دروازے کی طرف چلو اور دروازہ کھول کر باہر نکلو" عمران نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور جولیا ٹھٹھکے اور سہمے ہوئے انداز میں چلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی اور پھر اس نے دروازہ کھولا اور دروازے کے باہر نکلتے ہی وہ سیڑھیاں اترتی چلی گئی

عمران نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے رابرٹ کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچا ٹرمینل کی سائیڈ سے سیکورٹی گارڈ سیلاب کی طرح امڈ پڑے اور انہوں نے دوڑ کر طیارے کو اپنے گھیرے میں لے لیا جبکہ عمران رابرٹ کو اٹھائے جولیا کے ساتھ چلتا ہوا ٹرمینل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وائس ایئر مارشل بھی اسے ٹرمینل کی عمارت سے اپنی طرف بڑھتے دکھائی دیئے۔

"کیا ہوا ——— کیسے قابو آئے یہ لوگ"۔ ایئر مارشل نے چونک کر کہا۔

"جولیا اور میں نے بھرپور جنگ لڑی ہے تب یہ ہاتھ آیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جولیا نے ——— مگر یہ تو خود غدار تھی اور اس کی ساتھی تھی"۔ وائس ایئر مارشل نے چونک کر کہا۔

" نہیں مسٹر ——— آپ سیکرٹ سروس کے چکر نہیں سمجھ سکتے ۔ جولیا ایکسٹو کے منصوبے کے تحت یہ اداکاری کر رہی تھی " عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ اور وائس ایئر مارشل کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا ۔

" آپ حیران ہوتے رہیں لیکن ہمیں اجازت دیں ۔ میں اس غدار کو جلد از جلد ایکسٹو تک پہنچانا چاہتا ہوں " عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" اوہ ہاں " ——— وائس ایئر مارشل نے چونک کر کہا اور پھر اس نے ایک سیکورٹی آفیسر کو جیپ لے آنے کا حکم دیا ۔

چند لمحوں بعد عمران رابرٹ اور جولیا سمیت جیپ میں بیٹھا ایئر بیس کے مرکزی گیٹ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا ۔

جولیا اپنی سیٹ پر گم سم بیٹھی تھی ۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا ۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو ۔ عمران بھی ڈرائیور کے سامنے کوئی بات نہ کرنا چاہتا تھا ۔ اس لئے خاموش بیٹھا رہا ۔

مرکزی گیٹ پر اتر کر عمران رابرٹ کو اٹھائے اپنی کار میں آ گیا اور اس نے جولیا کو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے کے لئے کہا ۔ اور وہ خود رابرٹ کو پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹانے کے بعد پچھلی نشست پر بیٹھ گیا ۔

" دانش منزل چلو " ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی ۔

مگر دوسرے لمحے اس نے زور سے بریک لگائی ۔ اس کی نظریں ایک کونے میں لگی ہوئی اپنی کار پر پڑیں ۔

" یہ میری کار یہاں کیسے پہنچ گئی " جولیا نے حیرت بھرے انداز میں

بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

" ابھی یہیں کھڑی رہنے ——— تم دانش منزل چلو " عمران نے تلخ لہجے میں کہا ۔ اور جولیا نے سر جھٹکتے ہوئے کار آگے بڑھا دی ۔

اس کا انداز ایسا تھا ۔ جیسے اسے کوئی بات سمجھ میں نہ آ رہی ہو اور اس کا یہ انداز اور کار کو دیکھ کر حیرت ہونے سے عمران کو یقین ہو گیا کہ جولیا دانستہ غداری نہ کر رہی تھی ۔ بلکہ کسی پُراسرار ذریعے سے اس کے دماغ کو رابرٹ کے کنٹرول میں دے دیا گیا تھا ۔

کار خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی لیکن اب عمران کا ذہن پوری طرح مطمئن تھا کہ اس کا انتخاب غلط ثابت نہیں ہوا ورنہ اب تک وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اسے جولیا پر جو اعتماد تھا وہ غلط تھا ۔

دالنش منزل کے گیسٹ روم میں رابرٹ فرش پر پڑا ہوا تھا جبکہ جولیا ایک طرف خاموش کھڑی تھی۔ عمران ان دونوں کو گیسٹ روم میں پہنچا کر خود ایکسٹو کو رپورٹ دینے چلا گیا تھا۔ اور ظاہر ہے گیسٹ روم کا دروازہ باہر سے بند تھا۔

جولیا آج سے پہلے کبھی مجرموں کے سے انداز میں اس گیسٹ روم میں کبھی بند نہ کی گئی تھی۔ لیکن آج اسے جس انداز سے بند کیا گیا تھا۔ وہ اس کے لئے انتہائی بھیانک تجربہ تھا۔ وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتی تھی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ایکسٹو سے غداری کر سکتی ہے لیکن راستے میں عمران نے جو تفصیل بتائی تھی کہ جولیا نے کس طرح رابرٹ سے مل کر پاکیشیا کا یہ قیمتی ترین طیارہ اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور کس طرح عمران نے اپنی جان پر کھیل کر طیارے کو اغوا ہونے سے بچایا تھا۔ اور پھر جولیا کس طرح عمران کو ہلاک کرنے کے لئے اس سے لڑی تھی۔ جولیا کا دماغ پھٹنے کے قریب ہو گیا تھا۔

گو اسے بالکل بھی یاد نہ تھا اسے ہلکا ہلکا سا خواب کے سے انداز میں اتنا یاد تھا کہ وہ رابرٹ کے ساتھ پاکیشیا آئی تھی اور اس نے رابرٹ کو ہوٹل میں ٹھہرایا تھا اور پھر شاہی مسجد کی سیر کرنے کے بعد وہ رابرٹ کو ہوٹل میں چھوڑ کر اپنے فلیٹ میں پہنچ گئی تھی لیکن اس کے بعد کیا ہوا تھا۔ اس کے متعلق اسے بالکل کچھ یاد نہ تھا۔

اس کا شعور تو اس وقت جاگا تھا جب اچانک اندھیرے میں اس نے اپنے سامنے عمران کو دیکھا تھا۔ اس دوران کیا ہوتا رہا تھا اسے بالکل یاد نہ تھا

لیکن ظاہر ہے جس پوزیشن میں اس کا شعور جاگا تھا۔ وہ پوزیشن بتاتی تھی کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ حرف بحرف سچ ہے اور اگر یہ سچ ہے تو پھر جولیا نے خودکشی کرنے کا مکمل فیصلہ کر لیا تھا چاہے کسی بھی طرح سہی بہرحال جولیا نے پاکیشیا کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی اور جولیا کی اسی سوچ کے مطابق یہ ایسا ناقابل معافی جرم تھا کہ اسے اب مزید زندہ رہنے کا کوئی حق باقی نہ رہا تھا۔

ابھی وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے یہ باتیں سوچ ہی رہی تھی کہ اچانک اس نے رابرٹ کے جسم میں حرکت ہوتی محسوس کی

عمران نے اسے بتایا تھا کہ یہ رابرٹ ہے اور میک اپ میں ہے وہ رابرٹ کو اس میک اپ میں نہ پہچانتی تھی پھر جیسے ہی رابرٹ نے آنکھ کھولی جولیا کو اپنے ذہن پر ایک پردہ سا کھسکتا ہوا محسوس ہوا

" جولیا ——— تم ہم کہاں ہیں " رابرٹ نے ہوش میں آتے ہی

اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم اس وقت دانش منزل کے گیسٹ روم میں ہیں۔ عمران ہمیں یہاں لایا ہے اور عمران کہہ رہا تھا کہ میں نے غداری کی ہے"۔ جولیا نے بڑے نارمل انداز میں کہا۔

"عمران کے لحاظ سے یہ غداری ہو سکتی ہے۔ ہمارے لحاظ سے یہ مشن تھا۔ بس مقدر نے عین وقت پر ساتھ چھوڑ دیا۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ عمران اس قدر چالاک اور عیار آدمی ہے تو میں عمران کو دیکھتے ہی بٹن دبا کر تمہارے سمیت پورے ایئر بیس کو تباہ کر ڈالتا"۔ رابرٹ نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

جولیا خاموش کھڑی رہی

"کیا ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ تمہیں تو راستہ معلوم ہوگا"۔ رابرٹ نے چند لمحوں بعد کہا۔

"ہاں ——— کیوں نہیں ——— کیا تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو"۔ جولیا نے پوچھا۔

اور رابرٹ کے سر ہلا کر اثبات میں جواب دینے پر وہ بڑے مطمئن انداز میں دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں سوئچ بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا اور پھر دروازے کے ہینڈل کو کھینچ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔

مگر دوسرے لمحے عمران انہیں دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے ایکسٹو تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اور چہرے پر نقاب اوڑھا ہوا تھا

اچانک دھکا لگنے سے جولیا اور اس کے پیچھے کھڑا ہوا رابرٹ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گرے۔

"یہ بچ کر نہ جائیں جولیا" رابرٹ نے نیچے گرتے ہی چیختے ہوئے کہا اور جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایکسٹو پر حملہ کر دیا۔ مگر ایکسٹو نے انتہائی ماہرانہ انداز میں ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کے دستے کو لہرایا اور مشین گن کا دستہ جولیا کی کنپٹی پر پڑا اور وہ لہراتی ہوئی فرش پر گری اور چند لمحے تڑپنے کے بعد بے ہوش ہو گئی۔

مخصوص انداز میں ماری گئی ایک ہی ضرب کام دکھا گئی تھی۔ جبکہ عمران نے اٹھتے ہوئے رابرٹ کو جھپٹ لیا تھا۔ اور دوسرے لمحے رابرٹ عمران کے سر پر سے اڑتا چلا گیا اور پھر عمران نے بڑی تیزی سے اپنے ہاتھوں کو آگے کی طرف جھٹکا دیا۔ اور رابرٹ چیختا ہوا کمرے کی انتہائی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا۔

اسی لمحے سوئچ بورڈ کے قریب کھڑے ہوئے ایکسٹو نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا اور کمرے کے درمیان سرر کی تیز آواز سے موٹے شیشے کی دیوار حائل ہو گئی۔ اب رابرٹ شیشے کے دوسری طرف اور جولیا، عمران اور ایکسٹو اس طرف رہ گئے۔

"نمبر تھری آن کر دو" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایکسٹو نے سوئچ بورڈ کو ایک سائیڈ سے جھٹکا دیا تو وہ کھلتا چلا گیا جس طرح باکس کا ڈھکن کھلتا ہے۔ اس کے اندر بھی بٹنوں کی قطار موجود تھی۔ ایکسٹو نے دائیں طرف سے تیسرے نمبر کا سوئچ آن کر دیا۔

سوئچ کے آن ہوتے ہی رابرٹ والے حصے میں نیلے رنگ کا دھواں

پھیلتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد رابرٹ لہراتا ہوا فرش پر گرا اور ساکت ہو گیا۔ کمرے میں اب پوری طرح نیلے رنگ کا دھواں موجود تھا۔

"اب نمبر فور" ——— عمران نے کہا اور ایکسٹو نے اس کے ساتھ والا بٹن آن کر دیا اور اس بٹن کے آن ہوتے ہی نیلے رنگ کے دھوئیں میں بجلیاں سی کوندنے لگیں۔

عمران تیزی سے مخالف سمت میں سائیڈ والی دیوار کی طرف لپکا۔ اس نے ایک مخصوص حصے پر ہاتھ مارا تو وہاں ایک خانہ سا کھل گیا۔ عمران نے اس خانے کے اندر ہک سے لٹکا ہوا مائیک باہر نکالا اور ساتھ ہی اندر نصب ایک بٹن آن کر دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی نیلے رنگ کے دھوئیں میں کوندتی ہوئی بجلیاں تیز ہو گئیں۔

"رابرٹ ——— تم میری بات کا جواب دو گے ——— بولو ہاں" عمران نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔

"میں جواب دوں گا" ——— دوسرے لمحے رابرٹ کی آواز گونجی حالانکہ وہ اسی طرح بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ یہ ایسا مخصوص سسٹم تھا جس سے عمران بے ہوش افراد کے لاشعور پر قبضہ کر لیتا تھا اور پھر اس کے ذہن سے نکلنے والے خیالات کی لہریں ان مخصوص ریز کی وجہ سے کمرے کے نیچے تہہ خانے میں موجود ایک مشین میں پہنچتی تھیں جہاں وہ آواز کا روپ دھار لیتی تھیں اور اس مشین سے آواز ایک مخصوص مائیک کے ذریعے اس حصے میں نشر ہو جاتی تھیں۔ اس طرح بے ہوش آدمی بے ہوشی کے عالم میں بھی سچ سچ بتانے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

"جولیا کا دماغ تمہارے کنٹرول میں ہے" عمران نے پوچھا۔

"ہاں ——— اسے ہمیشہ کے لئے میرے ذہن کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے" رابرٹ کا جواب سنائی دیا۔

"یہ کیسے ہوا ——— پوری تفصیل بتاؤ" ——— عمران نے پوچھا۔

اور پھر رابرٹ نے جولیا کو بے ہوش کر کے ایکریمیا لے جانے اور وہاں مخصوص مشین سے جولیا کے دماغ سے معلومات حاصل کرنے کے ساتھ اسے رابرٹ کے کنٹرول میں دینے کی پوری تفصیل بھی بتا دی۔ اس طرح تمام کیس مکمل طور پر سامنے آ گیا۔

"اب ختم ہو جانا چاہئے اسے ——— ورنہ جولیا ہمیشہ اس کے کنٹرول میں رہے گی۔ عمران نے مائیک آف کر کے خانے میں رکھتے ہوئے ایکسٹو سے کہا اور ایکسٹو نے بڑے سرد انداز میں ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ کے اندر ایک اور بٹن دبا دیا۔

بٹن کے دبتے ہی رابرٹ کے جسم کے اندر سے نیلے رنگ کا ایک تیز شعلہ سا ابھرا اور دوسرے لمحے رابرٹ کا جسم یوں بھسم ہو گیا جیسے اسے جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا ہو۔ وہ ایک لمحے میں راکھ ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایکسٹو نے تمام بٹن بند کر کے [illegible]۔

عمران نے آگے بڑھ کر جب رابرٹ کے جسم کو ہاتھ لگایا تو وہ راکھ کی طرح بکھرتا چلا گیا۔

"اب جولیا اس کے قبضے سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو گئی ہے۔ مجھے جولیا کا اعتماد بحال کرنے کے لئے اس ساری گفتگو کا ایک ٹیپ اسے سنانا پڑے گا۔" عمران نے ایکسٹو کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" بالکل ـــــ جولیا تو بہرحال بے قصور ہی ہے وہ بے چاری تو تفریح کرنے گئی تھی کہ اس چکر میں پھنس گئی "۔ بلیک زیرو نے جو ایکسٹو کے روپ میں تھا نرم لہجے میں کہا

" جی ہاں ـــــ تم جولیا کی حمایت نہ کرو گے تو اور کون کرے گا۔ تم اس وقت جولیا کو دیکھتے جب وہ جھو کی شیرنی کی طرح مجھ سے لڑ رہی تھی۔ یقین مانو میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو بچایا ہے یہ تو لڑائی بھڑائی میں بڑی ماہر ہو گئی ہے "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

" خود ہی تو اسے لڑائی کی ٹریننگ دی تھی آپ نے، پھر گلہ کیوں کرتے ہیں "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" میں نے یہ تھوڑی کہا تھا کہ ہونے والے شوہر پر ہی سارے داؤ آزمانے شروع کر دو "۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" منہ دھو رکھیے ـــــ جولیا آپ کو گھاس بھی نہیں ڈالے گی "۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

" چلو تم ہی اس کی ڈالی ہوئی گھاس کھا لو میں بھوکا ہی سہی "۔ عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ لگا کر رہ گیا۔ ظاہر ہے عمران کی چوٹ بھرپور تھی۔

ختم شد

عمران فریدی سیریز میں ایک انوکھی اور منفرد کہانی

ڈارک کلب

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- ڈارک کلب ـــ پیشہ ور قاتلوں کی بین الاقوامی تنظیم جو فریدی کے قتل کا مشن لے کر ساگا لینڈ پہنچ گئی۔
- ڈارک کلب ـــ جس کا دعویٰ تھا کہ وہ فریدی کو حقیر مچھر کی طرح مسل کر رکھ دیں گے۔
- ڈارک کلب ـــ جس نے کرنل فریدی کی کوٹھی پر دن دہاڑے حملہ کیا اور فریدی کے سیف سے ایک اہم دستاویز لے اڑے ـــ اور فریدی ہاتھ ملتا ہی رہ گیا ـــ کیوں ـــ؟
- کرنل فریدی ـــ دنیا کا عظیم جاسوس، جو ڈارک کلب کے ذہانت سے بچھائے ہوئے جال میں بری طرح پھنس گیا ـــ پھر کیا ہوا ـــ؟
- عمران ـــ جو کرنل فریدی کی حمایت میں اچانک میدان میں کود پڑا اور پھر نقشہ ہی بدل گیا ـــ کیسے ـــ؟ وہ سنسنی خیز لمحہ ـــ جب کرنل فریدی نے عمران کے مقابلے میں واضح طور پر اپنی شکست کا اعتراف کر لیا ـــ آخر کیوں ـــ؟ کیپٹن حمید ـــ جو عمران کے مقابلے میں اپنی برتری ثابت کرنے کیلئے جان پر کھیل گیا ـــ مگر نتیجہ کیا نکلا ـــ؟

یوسف برادرز تاجران کتب پاک گیٹ ملتان ۵

عمران سیریز میں منفرد۔ انوکھا اور دلچسپ ناول

جناتی دنیا

سپیشل نمبر

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

جناتی دنیا ـــــ کرہ ارض پر موجود جنات کی دنیا ـــــ جو انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے۔

جناتی دنیا ـــــ ایک ایسی دنیا ـــــ جو انسانوں کی دنیا سے یکسر مختلف ہوتی ہے ـــ پُراسرار ـــ لیکن حقیقی دنیا ـــ

جناتی دنیا ـــــ ایک ایسی دنیا ـ جس میں عمران کو داخل ہونا پڑا اور جب وہ اس انوکھی دنیا میں داخل ہوا تو ـــــ انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی انوکھے واقعات۔

جناتی دنیا ـــــ جس میں جنات کے ہزاروں قبیلے رہتے تھے اور ان قبیلوں میں مسلمان بھی تھے اور غیر مسلم بھی۔

سردار اخناش ـــــ پاکیشیا میں رہنے والے مسلمان جناتی قبیلے کا سربراہ۔ جس نے اپنے قبیلے کو بچانے کے لئے عمران کی خدمات حاصل کیں ـــ کیوں اور کیسے ـــــ؟

سردار کنٹیلا ـــــ ایسے جناتی قبیلے کا سربراہ ـــــ جو شیطان کا پیروکار تھا اور وہ مسلمان جناتی قبیلے کو فنا کرنا۔ یا۔ غیر مسلم بنانا چاہتا تھا۔

عمران ـــــ زندگی میں پہلی بار جس کا جناتی مخلوق سے واسطہ پڑا۔ انتہائی حیرت انگیز۔ انوکھے اور دلچسپ واقعات سے پُر۔

- ـــ شیطان کے پیروکار جنات اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک انتہائی حیرت انگیز۔ خوفناک اور انوکھے انداز کی جدوجہد ـــــ ایک ایسی جدوجہد ـ جس کا ہر لمحہ پُراسرار ـــ خوفناک اور انوکھا ثابت ہوا ـــ قطعی مختلف انداز کی نئی اور پُراسرار کہانی۔

- انوکھا۔ دلچسپ اور تحیر خیز ناول۔ ایک ایسا ناول جس میں قارئین پہلی بار ایک پوشیدہ اور حیرت انگیز حقیقی دنیا سے روشناس ہوں گے

ایک ایسی حقیقی دنیا کی کہانی جو اسرار کے دھندلکوں میں پوشیدہ رہتی ہے اور جسے صرف مظہر کلیم کا قلم ہی صفحۂ قرطاس پر اُبھار سکتا ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

ڈائمنڈ پاؤڈر

مصنف ـــــ مظہر کلیم ایم اے

ڈائمنڈ پاؤڈر ایسا پاؤڈر جس کے چند ذروں سے انتہائی قیمتی ترین ہیرے تیار کئے جا سکتے تھے۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے چند ذروں سے بنائے گئے ہیروں نے قیمتی پتھروں کی بین الاقوامی مارکیٹ میں طوفان برپا کر دیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس سے بھرے ہوئے ڈبے کے حصول کے لئے انتہائی خوفناک اور طاقتور ریڈ سنڈیکیٹ میدان میں اتر آیا۔

ڈائمنڈ پاؤڈر جس کے حصول کے لئے عمران بھی میدان عمل میں کود پڑا۔ کیوں ـــــ ؟ کیا عمران کا مقصد دولت کا حصول تھا ـ یا ؟

ریڈ سنڈیکیٹ انتہائی خوفناک اور طاقتور مجرموں کا سنڈیکیٹ ـــــ جس کے خوف سے عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت مجبوراً واپس اپنے ملک فرار ہونا پڑا۔ کیا عمران اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا ـــــ ؟

ریڈ سنڈیکیٹ جس نے آخر کار ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لیا۔ لیکن کیا ریڈ سنڈیکیٹ اپنا اصل مقصد حاصل کر سکا ـــ کیا ڈائمنڈ پاؤڈر سے ہیرے بنائے جا سکے یا نہیں ـــــ ؟

ریڈ سنڈیکیٹ جو ڈائمنڈ پاؤڈر حاصل کر لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا ـــــ کیوں ـــــ ؟

- ـــ وہ لمحہ ـ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں پورا ـــ ریڈ سنڈیکیٹ تباہ ہو گیا ـــــ کیسے اور کیوں ـــــ ؟
- ـــ وہ لمحہ ـــ جب ریڈ سنڈیکیٹ کو تباہ کر دینے کے باوجود ڈائمنڈ پاؤڈر نقلی ثابت ہوا ـــــ کیا عمران بھی دھوکہ کھا گیا ـــــ یا ـــــ ؟

انتہائی دلچسپ، تحیر انگیز اور جان لیوا
ہنگاموں سے پُر منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

Scanned By Waqar Azeem Pakistanipoint

افریقہ کے گھنے جنگلات میں مکمل ہونے والا دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر ——— عمران سیریز میں ایک یادگار اضافہ ———

بلیک فیس

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

بلیک فیس ——— یہودیوں کی خفیہ بین الاقوامی تنظیم ——— جس نے پُراسرار طور پر پاکیشیا میں اہم مشن مکمل کرنا چاہا۔ لیکن ——— ؟

بلیک فیس ——— جس کا ہیڈکوارٹر افریقہ کے انتہائی گھنے اور خوفناک جنگلوں میں تھا ——— جہاں وحشی قبائل اور خونخوار درندوں کی کثرت تھی۔

بلیک فیس ——— جس کے خلاف کارروائی کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو خونخوار اور وحشی قبائلیوں سے مقابلہ کرنا پڑا۔

بلیک فیس ——— جس کے ہیڈکوارٹر کے نیچے دنیا کے انتہائی خوفناک کاسمک میزائلوں کی لیبارٹری تھی ——— لیکن عمران نے ہیڈکوارٹر اور لیبارٹری کی تباہی کے لئے کام کرنے سے انکار کر دیا ——— کیوں ——— ؟

انتھونی ——— بلیک فیس کا ایک ایسا ایجنٹ ——— جو ذہانت اور کارکردگی میں عمران سے بھی دو قدم آگے تھا اور عمران کو بھی اُسے ہر لحاظ سے برتر تسلیم کرنا پڑا ——— کیا واقعی وہ ایجنٹ ایسا تھا ——— یا ——— ؟

بلیک فیس ——— جس کے ہیڈکوارٹر میں داخلہ اس حد تک ناممکن تھا کہ عمران کو بھی ناکامی کا اعلان کرنا پڑا ——— کیوں اور کیسے ——— ؟

جوزف ——— افریقہ کے گھنے اور خوفناک جنگلات میں جوزف کی حیرت انگیز صلاحیتیں اور کارکردگی۔

وہ لمحہ ——— جب عمران اور اس کے ساتھی جنگل میں اندھی موت کا شکار ہو گئے ——— کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کا مدفن افریقہ کا جنگل بنا ——— یا ——— ؟

بلیک فیس ——— انتھونی اور عمران کے درمیان ہونے والے مقابلے میں آخری فتح کسے حاصل ہوئی ——— ؟

انتہائی دلچسپ منفرد اور انوکھے واقعات سے بھرپور ——— تیز اور خوفناک ایکشن کے ساتھ ساتھ بے پناہ اور جان لیوا سسپنس

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قطعی منفرد کہانی

سیکرٹ ہارٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

- سیکرٹ ہارٹ ۔ ایک ایسا منصوبہ جسے ایکریمیا اور اسرائیل نے مسلمانوں سے خفیہ رکھنے کے لئے سرتوڑ کوششیں کیں۔ مگر —— ؟
- آفندی — سیکرٹ سروس کے رکن نعمانی کا بہنوئی ۔ جس کے ہاتھ سیکرٹ ہارٹ کا منصوبہ لگ گیا اور ایکریمیا کی سپیشل ایجنسیاں اور یہودی آفندی کی جان کے دشمن بن گئے ۔
- آفندی — جسے روسیاہی ایجنٹ کے طور پر گرفتار کر لیا گیا اور اس نے اقرارِ جرم بھی کر لیا —— کیا آفندی واقعی روسیاہی ایجنٹ تھا ؟
- آفندی — جس کی گرفتاری کی اجازت پاکیشیا کے صدر نے ایکریمین حکام کو دے دی۔ مگر ایکسٹو نے صدر کا حکم منسوخ کر دیا ۔ کیوں ؟
- آفندی — جس سے سیکرٹ ہارٹ کا منصوبہ حاصل کرنے کے لئے ایکریمین حکام نے اس پر تشدد کی انتہا کر دی مگر آفندی نے انتہائی تشدد برداشت کر لینے کے باوجود زبان نہ کھولی —— کیوں —— ؟
- نعمانی — جو اپنے بہنوئی کو ایکریمین حکام کے قبضے سے برآمد کرنے کے لئے موت کے منہ میں کود پڑا ۔ مگر شکست اس کا مقدر بن چکی تھی ۔ کیا نعمانی واقعی موت کا شکار ہو گیا ؟
- آفندی — جسے منصوبے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جانوں کی حفاظت بھی کرنی پڑی ۔ حیرت انگیز سچویشن ۔
- راسکو — ایکریمیا کی انتہائی خطرناک ایجنسی کا سپر ایجنٹ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں دعویٰ سے اترا —— اور وہ اپنے دعویٰ میں اپنی حیرت انگیز کارکردگی کی بنا پر کامیاب بھی ہو گیا —— کیسے —— ؟
- سیکرٹ ہارٹ جس لیبارٹری میں تکمیل پذیر ہو رہا تھا اسے ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر بنا دیا گیا اور عمران نے بھی اس میں داخلے کو ناممکن قرار دے دیا —— پھر —— ؟
- عمران — جس نے دعویٰ کیا کہ وہ ٹیلیفون کال کے ذریعے اس ناقابلِ تسخیر لیبارٹری کو تباہ کر سکتا ہے —— کیا عمران اپنے اس دعویٰ میں کامیاب رہا —— یا —— ؟

بے پناہ تیز رفتار ایکشن
عروج پر پہنچا ہوا سسپنس

ایک ایسی کہانی جس کا ہر لمحہ موت اور زندگی کی کشمکش کا لمحہ بن گیا

قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان